



ڈاکٹر زکیر حسین انسپری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA

JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please examine the books before taking it out. You will be responsible for damages to the book discovered while returning it.

OVERNIGHT COLLECTION

DE DATE

F/Rare

297.61

C

AAZ

Acc. No. 126453

This book must be returned on the next day of issue at 10 a.m. positively failing which the defaulter will be liable to pay a fine of **Rs. 10/-** per day.

Dr. ZAKIR HUSAIN LIBRARY



126453

خلاصہ فہرست کتاب

(۲) فہرست دیباچہ کتاب

(۱) تفصیل حصص کتاب

(۴) فہرست اسماء اصحاب کہ ذکر شاہ فہمنا وارشد

(۳) فہرست مستقل تراجم مندرجہ کتاب

فہرست تراجم ماثر الکلام

دفتر ثانی

موسوم بہ سرو آزاد

مشتل بر دو فصل

فصل اول در ذکر شعرائے فارسی مشتل بر یک صد و چہل و سہ (۱۴۳) تراجم از

صفو ۱۲ تا صفو ۳۵۱ +

فصل دوم در ذکر شعرائے ہندی مشتل بر ہشت تراجم از صفو ۳۵۱ تا صفو ۴۰۷

از نوعت و حال تالیف کتاب

از شعر کہن و خواندن از آثار و احادیث

بیت آغاز شعر و شاعری

فہرست تراجم فصل اول

در ذکر (۱۲۳) شعراے فارسی

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء
۱	سہابی - مولانا سہابی استر آبادی	۱۲	۱۵	فقہور - محمد حسین -
۲	فیضی - میا فیضی - شیخ ابو الفیض	۱۵	۱۶	نظام میر نظام دست غیبی شیراز
	اکبر آبادی		۱۷	مرشد - ملا مرشد یزدجردی -
۳	انیسی - شاملو یو تقلی بیگ	۲۱	۱۸	نہر کالی - خوانساری -
۴	نوعی - ملا نوعی جو شانی	۲۲	۱۹	نقی - شیخ علی نقی -
۵	نظیری - مولانا نظیری میثاپوری	۲۲	۲۰	طالب - آمل -
۶	سنجر - میر سنجر خلف میر حیدر	۲۴	۲۱	شفائی - اصفہانی -
	معمائی کاشی -		۲۲	قاسم - قاسم خاں جوینی -
۷	نہرمانی - ملا زمان یزدی -	۲۸	۲۳	شوقی - میر محمد حسین -
۸	شانی - شانی تکلو -	"	۲۴	فتحی اردستانی -
۹	شکیبی - محمد ضامن خواجہ عبداللہ	۲۹	۲۵	فصیحی -
	صفائی -		۲۶	شاہ پور طہرانی -
۱۰	مرضی - آقا مرضی اصفہانی -	۳۱	۲۷	اسیر - میرزا جلال بن میرزا
۱۱	ملک - ملا ملک قمی -	"	۲۸	مومن شہرستانی -
۱۲	ظہوری - ملا ظہوری ترشیزی -	۳۳	۲۹	ادائی - میر محمد مومن یزدی -
۱۳	نرکی ہمدانی -	۳۴	۳۰	سعید - نقشبندی یزدی -
۱۴	فرقی - ابوتراب جو شقانی -	۳۷		قطیر - مشہدی -

صفحه	اسماء	نمبر شمار	صفحه	اسماء
۹۴	فرج - ملا فرج الله شومتری -	۴۸	۵۶	نادمه - لاهیجانی -
۹۵	احسن - ظفر خاں -	۴۹	۵۷	سرو سری - کابل -
۹۶	آشنا - عنایت خاں -	۵۰	"	مطیع - تبریزی -
۹۸	صائب - میرزا محمد علی تبریزی -	۵۱	"	اوجی - نطنزی -
	اصفہانی -		۵۹	مشرقی - میرزا ملک مشہدی -
۱۰۳	غنی - ملا محمد طاہر اشٹوی کشمیری -	۵۲		منیر - ابوالبرکات لاہوری بن
۱۰۵	فاطمہ - ہروی -	۵۳	۶۰	ملا عبد الجبید ملانی
"	واعظ - میرزا محمد رفیع قزوینی -	۵۴	۶۱	قدسی - حاجی محمد جان مشہدی
۱۰۷	رفیع - میرزا حسن -	۵۵	۶۳	سلیم - میرزا محمد قلی طرشتی -
۱۰۸	فاطمہ - میرزا عرب تبریزی -	۵۶	۷۷	کلیم - ابوطالب -
۲۸۷				معصوم - میر معصوم
۱۰۹	سالک - محمد ابراہیم قزوینی -	۵۷	۸۱	شید -
۱۱۰	سالک - یزدی -	۵۸	۸۲	ادھم - میرزا ابراہیم بن میرضی
۱۱۱	صیدی - میرصیدی طہرانی -	۵۹	۸۴	الہی - میر الہی -
۱۱۲	ماہر - میرزا محمد علی اکبر آبادی	۶۰	۸۵	یحییٰ - میر یحییٰ کاشی -
۱۱۳	فتیاض - ملا عبد الرزاق -	۶۱	"	انش - میر رضی بن میر ابوتراب
۱۱۵	تجلی - ملا علی رضا روکانی -	۶۲	۸۷	رضوی مشہدی -
۱۱۶	اشرف - ملا محمد سعید -	۶۳		حکیم رکن کاشی -
	سراقہ - میرزا اسعد الدین محمد	۶۴	۸۹	حاذق - حکیم حاذق بن حکیم
۱۱۹	مشہدی -		۹۱	ہمام گیلانی -
۱۲۰	شوکت بخاری (محمد اسحق)	۶۵		

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء	صفحہ
۶۶	قاسم - قاسم دیوانہ مشہدی -	۱۲۲	۸۲	نسبیل - عبداللہ خاں - قطب الملک	۱۵۲
۶۷	طغرا - ملا طغرا کے مشہدی -	۱۲۳	۸۳	امیر الامرا - سید حسین علی	۱۶۳
۶۸	مخلص - (میر احمد کاشانی)	۱۲۵	۸۴	اصف - نواب نظام الملک اصفیاء	۱۶۴
۶۹	موسوی - موسوی خاں میرزا	۱۲۶	۸۵	طاب ثراہ -	۱۶۳
۷۰	میر محمد زمان سہرندی -	۱۲۸	۸۶	افخاب - نواب نظام الدولہ بٹنا	۱۸۲
۷۱	علی - (شیخ ناصر علی سہرندی) -	۱۲۹	۸۷	ناصر جنگ شہید رح	۱۸۲
۷۲	وحید - میرزا محمد طاہر قزوینی -	۱۳۲	۸۸	نصرت - دلاور خاں -	۱۹۶
۷۳	عالی - میرزا محمد شیرازی -	۱۳۶	۸۹	قبول - میرزا عبد الغنی کشمیری	۱۹۷
۷۴	خالص - سید حسین -	۱۳۹	۹۰	گرامی - میرزا اگر ای کشمیری -	۱۹۸
۷۵	بازل - رفیع خاں مشہدی -	۱۴۱	۹۱	گلشن - شیخ سعد اللہ دہلوی	۱۹۸
۷۶	اثر - شفیعائی شیرازی -	۱۴۲	۹۲	قدس سرہ	۱۹۹
۷۷	سر خوش - محمد افضل -	۱۴۳	۹۳	یکتا - احمد یار خاں -	۱۹۹
۷۸	طاہر - انکات خاں نقہ	۱۴۴	۹۴	شہرت - شیخ حسین شیرازی -	۲۰۱
۷۹	خبار - میرزا ابوتراب -	۱۴۵	۹۵	ثابت - میر محمد افضل آبادی -	۲۰۳
۸۰	واضح - میرزا مبارک اللہ	۱۴۶	۹۶	سراج - میر محمد علی سیالکوٹی -	۲۰۴
۸۱	بیدل - میرزا عبد القادر	۱۴۸	۹۷	آفرین - فقیر اللہ لاہوری -	۲۰۵
	غلام آبادی -		۹۸	روحی - سید جعفر نمبر پوری -	۲۰۷
			۹۹	امید - قزلباش خاں ہمدانی -	۲۰۸
			۱۰۰	نرائل - شیخ محمد فاخر -	۲۱۰
			۱۰۱	افضلی - شیخ محمد ناصر -	۲۱۹

ردیف	اسماء	صفحه	نمبر شمار	اسماء	صفحه
۹	غالب - شیخ اسد الله -	۲۲۰	۱۱۵	شاهدی - میر عبد الواحد حسینی	۲۲۴
۱۰	محمود - مرشد قلی خاں -	۲۲۱		واسطی بلگرامی قدس سره	۲۲۴
۱۱	اقدس - میر رضی شوستری -	۲۲۳	۱۱۶	عشقی - سید برکت الله -	۲۲۸
۱۲	حزین - شیخ محمد علی -	۲۲۵	۱۱۷	ضیاء - حافظ سید ضیاء الله	۲۵۰
۱۳	متین - میرزا عبد الرضا	۲۲۶		بلگرامی قدس سره	۲۵۰
۱۴	صفائی -		۱۱۸	میر طفیل محمد بلگرامی -	۲۵۱
۱۵	آسرند و سراج الدین علیخان	۲۲۷	۱۱۹	واسطی - میر عبد الباقی حسینی	۲۵۳
۱۶	اکبر آبادی			واسطی بلگرامی	۲۵۳
۱۷	مظفر - میرزا جان جان	۲۳۱	۱۲۰	قدس سره -	۲۸۶
۱۸	سلمه الله تعالی			سید علی معصوم مدنی -	۲۸۶
۱۹	دردمند - فقیه صاحب -	۲۳۲	۱۲۱	شاعر - میر سید محمد سلاله تعالی	۲۸۹
۲۰	شاعر - گل محمد معنی یاب خاں	۲۳۵	۱۲۲	آسراد - میر غلام علی بلگرامی	۲۹۱
۲۱	احزالت - میر عبد الولی -	۲۳۶		قدس سره -	۲۹۱
۲۲	آجرات - میر محمد هاشم -	"	۱۲۳	یوسف - میر محمد یوسف	۳۰۷
۲۳	مرسا - جان میرزا -	۲۳۸		سلمه الله تعالی	۳۰۷
۲۴	ایجاد - میرزا علی نقی -	۲۴۰	۱۲۴	غلام - میر غلام نبی بلگرامی -	۳۱۲
۲۵	انتخار - عبد الوهاب	۲۴۱	۱۲۵	عجیب - سید قریش بلگرامی	۳۱۳
۲۶	دولت آبادی		۱۲۶	پنجاب - میر عظمت الله بلگرامی	۳۱۵
۲۷	امداد - شیخ غلام حسین -	۲۴۳	۱۲۷	فقیر - میر نواز شش علی	۳۲۵
۲۸	ضمیری - شیخ نظام بلگرامی -	۲۴۴		سلمه الله تعالی	۳۲۵

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء	صفحہ
۱۲۸	غریب - سید کرم اللہ بگرامی -	۳۲۷	۱۳۵	واحد - میر عبد الواحد بگرامی	۳۲۱
۱۲۹	سید غلام مصطفیٰ بگرامی	۳۲۸	۱۳۶	ایما - بندگی سید محمد حسن بگرامی	۳۲۵
	قدس سترہ -		۱۳۷	آگاہ - سید علی رضا	۳۲۶
۱۳۰	احمدی - سید احمد بگرامی	۳۳۲	۱۳۸	عارف - محمد عارف بگرامی -	۳۲۷
۱۳۱	فرد سید اسد اللہ بگرامی	۳۳۶	۱۳۹	صانع - نظام الدین احمد بگرامی	۳۲۸
۱۳۲	سید عظیم الدین بن سید نجات بگرامی	۳۳۷	۱۴۰	سخنور - شیخ محمد صدیق بگرامی	۳۲۹
			۱۴۱	شہین - شیخ غلام حسن بگرامی -	۳۵۰
۱۳۳	محب - سید غلام نبی بگرامی -	۳۳۸	۱۴۲	واقی - نواز محی الدین بگرامی -	"
۱۳۴	قابل - سید عبد اللہ بگرامی -	۳۴۰	۱۴۳	محزون - سید برکت اللہ بگرامی	۳۵۱

فہرست تراجم فصل دوم

در ذکر (۸) شعرا سے ہندی بحاشا

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء	صفحہ
۱	شیخ شاہ محمد بن شیخ معروف فرقی -	۳۵۲	۴	میر عبد الجلیل بگرامی نور اللہ فرقی	۳۴۹
			۵	سید غلام نبی بگرامی -	۳۷۱
۲	سید نظام الدین المتخلص بہ مہنایک -	۳۵۶	۶	سید برکت اللہ قدس سترہ	۳۹۲
			۷	میر عبد الواحد ذوقی بگرامی -	۳۹۶
۳	دیوان سید رحمت اللہ -	۳۵۹	۸	محمد عارف بگرامی -	"

فہرست اسماء اصحاب کہ ذکرشان ضمناً وارد شد

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء	صفحہ
۱	میر عبد السلام مشہدی مدفون	۶۴	۱۰	شیخ محمد یحیٰ	۲۱۱
۲	سواد اورنگ آباد۔	۶۴	۱۱	حاجی افضل	۲۴۶
۳	شیخ علامہ عطفی انسان۔	۷۴	۱۲	میر معصوم	۲۸۶
۴	شیخ جان محمد۔	۷۴	۱۳	میر نظام الدین احمد	۳۵۹
۵	سید صدر جہاں	۹۲	۱۴	دیوان سید بھیکہ	۳۶۲
۶	میرزا محمد علی دانا۔	۱۱۷	۱۵	سید خیر اللہ	۳۶۳
۷	شاہ حمید مجذوب	۱۳۱	۱۶	سید حبیب اللہ	۳۶۵
۸	حافظ محمد اسعد مکی	۱۹۰	۱۷	چنتا من شاعر ہندی	۳۷۰
۹	شاہ ابراہیم	۱۹۷	۱۸	مسرودا کر شاعر ہندی	۳۷۰
۱۰	شیخ محمد افضل الہ آبادی	۲۱۱	۱۹	♦ ♦ ♦ ♦ ♦	۳۷۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سرپایه حمد نیاز مبدی که ارواح معانی را با قلوب الفاظ آمیخت و سبزه معلقه
ملاک را از در قدرت آویخت و جواهر صلوات نثار اتمی که نقش کلام معجز بر صفحه
روزگار نشانده و محضر دعوی زبان آوران را به مهر سکوت رسانده و اولاد والا نژاد
له مبادی فن ولایت و اصحاب عالیجناب که مطالع دیوان هدایت اند -

اقا بعد عرض می دارد و پاشکسته زاویه گمنامی فقیر غلام علی تخلص به آزاد
حسینی واسطی بگرامی که این دلدادۀ زلف سخن و مخلص معنی طرازان نو و کمن پیش
ازین بخدمت موز و نان سلف و خلف پرداخته و تذکرة الشعراء مسمی به پیر بیضا
محر ساخته اما آن نسخه نقش انگاره و تصویر رنگاره بود لهذا بعد فراهم رسیدن برخه
از مواد رنگ اصلاح رنجه شد و نقش ثانی به از اول برانگخته و چون سخن رسا
تر از نشۀ شراب و سریع تر از پرتو آفتاب است هر دو دید بیضا دستگاه شهرت
بهم رساند و جا بجای بر تور و رواج افشاند -

اکنون نظر دقیقه سخن نسخه ثانی را هم نمی تواند پسندید و در میزان اعتبار نمی
تواند بنجید - طبع نیز رنگ درین شیوه معذور است و شیشه بوقلمون در تلون مجبور که
چند آنکه ملکات می افزاید - ساخته و پرداخته پیشین تقویم پارین به نظری آید و هرگاه
تکامل عالم الغیب و الشَّهَادَةِ به اقتضاء مصلحت رنگ می گرداند و خزان نسخ بهم

”بیت پر تو عمر چرغے است کہ در بزم وجود پسیم مرثہ بر ہمدنی خاموش است“

الحاصل بعد تالیف یہ مضمینا بخاطر رسید و سر پہنچہ حب الوطن و امن دل کشید کہ کتابے در ذکر صاحب کمالان بلگرام صائنہ اللہ عن طواریق الایام بہ تحریر در آید۔ و آثار یکہ ورنقاب خفامتواری است جلوہ ظہور نماید۔ نختے بہ تحقیق و تنقیح مطالب پروا ختم۔ و طاؤسان معانی را بگلہ ام عبارت بند ساختہ کتابے در پنج فصل صورت بست۔ و شاہدے کہ گرد خیال می گشت برگر کسی نشست نخت قریعہ وحدت انداختہ۔ و فصول خمسہ را در مجلد واحد جمع ساختہ۔ و گروہے کہ بجلعت جامعیت آراستہ اند۔ و بجوہر حیثیات پیراستہ مثل عرفان طراز و نکتہ پرداز و۔ ہم فصل فقرار سرمایہ طراوت بخشیدند۔ و ہم فصل شعرار اسامان نصارت۔ اما در موضع اول دائرۂ استیعاب بر سطح ورق کشیدم و در موضع ثانی رشتہ حوالہ در انگشت قلم پیچیدم۔

شخصے خواست کہ نقل فصول شعر ابردارد۔ و فصلین فقر و فضلا را واگذارد۔ درین صورت حال ارباب حوالہ معلق می ماند و کلام شاعر بے ترجمہ خاطر مودخان را بہ تسلی نمی رساند لہذا کتاب را بدو دفتر تقسیم کردم۔ و تفصیلیان دفتر اول را درین دفتر نیز بر سیل اجمال و استقلال بہ تحریر در آوردم۔

نام دفتر اول مآثر الکرام تارتخ بلگرام است مشتمل بر دو فصل فقر و فضلا ثور اللہ صاجعہم

و نام این دفتر سرو آزاد است نیز محتوی بر دو فصل فقر و فضلا ثور اللہ صاجعہم صاحب طبعاں فارسی آیدہم اللہ بروج القلوس فصل ثانی در ذکر قافیہ سجان ہندی جزاہم اللہ بجائزۃ الخیر

و برائے شعراء عربی نمودہ جے علیحدہ بزبان عربی طرح انداختہ و فصحا۔ تازیان

می رساند که ما ششخ من آیه اَوْ نُنْشِئُهَا نَائِبٌ خَيْرٌ مِنْهَا اَوْ مِثْلُهَا احکام ساکنان
 حقیق امکان و فرورفتگان اسفل السافلین نقصان به طریق اولی قابل تبدیل
 و نیازمند تعدیل تواند شد هر چند نسخ اول ثمره حکمت است و نسخ ثانی نتیجه غفلت
 الحق تا که مصنف نشسته زندگی در سر و لباس عنصری در بردارد کتاب بپایان
 نمی تواند رسید و طره گفتگو سر از درازی نمی تواند پیچید که بعد از نظر ثانی و ثالث و
 هفتم جز آنقصا نه اگل می کند و خا را در خاطر می شکند بے روزی که مصنف تمام
 شود و تصنیف نیز رنگ مصنف گیرد و از لب بستنی کار سالها صورت پذیرد۔

آورده اند که رکن قلم و سخندانان عماد کاتب اصفهانی وقتی علم مناقشه افرات
 اعتراض بر کلام استاد البغاه قاضی عبد الرحیم نسائی متوجه ساخت قاضی جواب
 درستی تحریر نمود و باده صافی بر مجلسیان عالم انصاف پیمود و مخلص جوابش این که
 "قَدْ وَفَّقَ لِي شَيْءٌ وَمَا اَدْرِي اَوْفَقَ لَكَ اَمْ لَا وَهُوَ اَنَّ الْاِنْسَانَ لَا يَلْكَئُ ب
 كِتَابًا فِي يَوْمِهِ اِلَّا يَقُولُ فِي غَدٍ لَوْ غَيَّرَ هَذَا الْكَانَ اَحْسَنَ وَلَوْ تَرِكَ ذَلِكَ
 لَكَانَ اَوْلَى وَهَذَا عِبْرَةٌ عَظِيمَةٌ وَحُجَّةٌ مُسْتَقِيمَةٌ عَلَى اسْتِيلَاءِ صِفَةِ النُّقْصَانِ
 عَلَى طَبِيعَةِ الْاِنْسَانِ"

و من پیچیدان پیش از تالیف کتاب نظر بر عواقب امور داشته ام و در عنوان
 نسخ ثانی به خامه اعتذار این عبارت نگاشته :-

"و با آنکه سامان اصلاح چنانچه باید و شاید هنوز بمحصل نه پیوسته و صورت این دعا
 "خاطر خواه نقش نه بسته اما باعث سرعت خامه خوشخرام در طی این مقام آنست که
 "حیات فانی گری است بر باد چشم بقا از دستوان داشت و پیکر جسمانی حجابی است
 "بر آب - کار این دم بنفس دیگر نباید گزاشت"

را با شعراء فارسی مزج نساختم - که فارسی دانان بسیط مطالعه اشعار عربی را دومی
گزارند - و کاتبان عجم زبان عرب را به تحریفات از صورت نوعی برمی آرند -
و به تقریب مردم بلغرام جمعی دیگر را درین محفل خوانده ام و قوافل سخن را
از کجایا تا کجایا رسانده - مؤلفه

این تازه سواد سمره دیدار است سروایه بینش اودی لا بقصار است
هر چند تکلف ندارد اما چون نقش قرنگ ساده و پرکار است
اکنون تاریخ ترتیب کتاب ثبت می نمایم - و نظرها را به نهال سیرابی نصارت
می افزایم -

خوشا مشاطه کلک هنرمند به رخسار ورق مالیده غازه
شنو از قمریان غیب تازنخ نشاند آزاد سمر و سبزه تازه
امید از حکماء این فن و حرکت شناسان نبض سخن آنکه اگر خدمت نیازمند پسند
افتد - نوشدارو دعا و رحمت نمایند - و اگر سقمی ملاحظه شود - به معجون لطف
معالجه فرمایند - **اِنَّ اَجْوَدَ اِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ هُوَ نِعَمُ الْمَوْلَى وَ نِعَمُ الْمُعِينِ**
فصل اول در ذکر صاحب طبعان فارسی آید هُمْ اللهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ -
نخستین خامه زمزمه سخن شرافت کلام موزون و اصالت این دُر مکنون بیان
می سازد و سامعه سخن پرستان را باین حرف دلنشین می نوازد -

ارباب سیر اتفاق دارند که در محفل اقدس رسالت پناهی و رساننده نفاس
وحی الّهی عَلَیْهِ اَنْضَلُ الصَّلَواتِ وَ اَمْلُ التَّحِیّاتِ نسیم سخن موزون می وزید
و غنچه لعل مبارک با تبسم آشنای گردید و هرگاه خاطر ملکوت ناظر از استماع سخن
می کشود مخاطب را به خواندن شعر دیگر و بیهم اشاره می فرمود -
و موزونان پائے تحت رسالت را به هجو مشرکان مامور می ساخت و طائفه

معنی طراز ان را به انعام صلوات و اقسام عنایات می نواخت خطاب اُھجُوا
 الْكُفَّاءَ فَإِنَّمَا أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ شَرِّ شَيْءٍ النَّبِيُّ وَنَصَبُ مَنْبَرٍ بِرَأْسِ حَسَنِ
 بن ثابت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَدَعَا اللَّهُمَّ أَيُّدَهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ وَحَدِيثُ هَذَا
 حَسَنٌ فَشَفَى وَاسْتَشْفَى وَعَطَا شَيْبَةَ بْنِ نَامٍ جَارِيَهُ بِهَ حَسَنِ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ وَرُوحَهُ صَلَءُ شَعْرٍ وَانْعَامٌ بِرَدِّ مَبَارَكٍ بِهَ كَعْبِ بْنِ زُهَيْرٍ وَرَجَائِزُهُ تَصِيدُهُ
 بِأَنْتَ سَعَادٌ مشهور است و در کتب معتبره مسطور۔

و در تفسیر قرطبی آورده قال کعب (بْنِ مَالِكٍ) ۷

جَاءَ السَّخِينَةُ كَيْ تَغَالِبَ رَأْيَهَا وَلِيُغْلِبَنَّ مَغَالِبُ الْعَلَابِ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود "لَقَدْ مَدَحَكَ اللَّهُ يَا كَعْبُ فِي قَوْلِكَ هَذَا
 و در روایت آمده کہ حضرت فرمود إِنَّ اللَّهَ لَيَنْسِ ذَلِكَ لَكَ يَعْنِي بِدَرَسَتِي
 اللہ تعالیٰ فراموش نکند این شعرے کہ ترا است۔

حواشی

مراد از سَخِينَةُ بخائے مجھے بر وزن سفینه قریش اند و در اصل سَخِينَةُ طعام است
 کہ از آرد و روغن ترتیب دہند۔ قریش این طعام را اکثر استعمال مے کردند و مردم
 دیگر ازین وجہ قریش را طعنہ می زدند تا بحدی کہ نام ایشان سَخِينَةُ افتاد و لیغلبن
 صیغہ مجهول است و مغالب صیغہ اسم فاعل و عْلَاب صیغہ مبالغہ یعنی آمند
 قریش تا غالب شوند پروردگار خود را و ہر آئینہ مغلوب می شود و غلبہ جویندہ بر
 کسی کہ سخت غالب است یعنی حق سبحانہ و تعالیٰ۔

و شیخ جلال الدین سیوطی در خصائص کبری روایت می کند کہ
 نابغه جعدی شعرے در حضور پُر نور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم خواندہ
 فرمود اَجَدَّتْ لَا يُفَضِّلُ اللّٰهُ فَاَكَ يَعْنِيْ شَعْرِيْكَ فَتَقْتِيْ نَشْكُ خَدَائِيْ تَعَالٰی
 و نداں ترا۔

عمر نابغه یکصد و چند سال شد و ندانے نہ ریخت۔ و در روایت ہر گاہ
 و ندانے می افتاد بجائے آں دیگری روئید۔
 و بیہقی در دلائل بابے مستقل عقد کردہ و گفتہ بَابُ اخْتِيارِهِ صَلَّی
 اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم الشَّعْرَ وَ حدیث طویل آوردہ از جابر رضی اللہ عنہ
 حاصل مضمون حدیث آنکہ مردے نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمد و گفت
 یا رسول اللہ پدر من می خواہد کہ مال بگیرد حضرت فرمود پدر خود را پیش من بیار۔
 چون پدر او آمد۔ حضرت فرمود پس تو می گوید کہ تو مال اوراے گیری۔ عرض کرد
 کہ پرس یا رسول اللہ اورا کہ مصرف مال او نیست مگر عمارت و قرابات او۔ آیا
 صرف نکم آن را بر نفس خود و عیال خود۔ پس نازل شد جبریل علیہ السلام و
 گفت یا رسول اللہ این شیخ در نفس خود شعرے گفتہ است کہ تا گوش او نہ رسید
 یعنی ہنوز از زبان بر نیامدہ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پرسید آیا گفتی در نفس
 خود شعرے۔ شیخ گفت لَا یَزَالُ یَزِیْدُنَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِکَ بَصِیْرَةً وَ یَقِلُّنَا
 یعنی ہمیشہ افزون کند ما را اللہ تعالیٰ بتو بصیرت و یقین را۔ و ہفت عدد

لہ دلائل النبوة جلد ۲ صفحہ ۱۶۴ و خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۱۶۶ ہر دو مطبوعہ حیدرآباد دکن۔
 لہ در نسخہ دلائل بیہقی مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن تفحص نمودہ شد۔ اما این باب
 حدیث مذکور نظر نہ ہوا۔ آری این روایت مع ہفت عدد ابیات در کتاب سیرۃ محمدیہ مؤلفہ
 مولوی کریم علی دہلوی مرحوم مطبوعہ ممبئی صفحہ ۲۲۰ منقول است و صرف ابیات در شیخ حماسہ
 تبریزی صفحہ ۵۴ مطبوعہ یورپ بمقام بن ۱۸۲۵ ہم موجود است۔

ایاتے کہ گفتہ بود بعض رسانید اولش این است ۵

عَدُوْنَاكَ مَوْلُودًا وَعَلَيْكَ يَا فَعَاءُ تَعْلُ بِمَا أَجَبْتَنِي عَلَيْكَ وَتَنْهَلُ
جابر رضی اللہ عنہ گوید فیکئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اخذ
مَلَبِيبَ ابْنِهِ وَقَالَ لَهُ اذْهَبْ فَانْتَ وَمَا لَكَ بِالْبَيْتِ عِنْدِي كَرِهْتَ حَضْرَتِ
صلی اللہ علیہ وسلم از استماع ابیات - پس گرفت گریبان پسر را و فرمود برو - تو
مال تو پدر تراست ۵

مسئله تصرف پدر در مال پسر بقدر ضرورت بهمین حدیث ثابت شدہ
و در حدیث شریف آمدہ ذِکْرَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
شِعْرٌ فَقَالَ هُوَ كَلَامٌ فَحَسَنٌ حَسَنٌ وَقَبِيحٌ قَبِيحٌ - (مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۲)
و ابن سیرین گفت هَلِ الشَّعْرُ إِلَّا كَلَامٌ لَا يُخَالِفُ سَائِرَ الْكَلَامِ
لَا فِي الْفَوَافِي فَحَسَنٌ حَسَنٌ وَقَبِيحٌ قَبِيحٌ ۵

مقصود آنکہ شعر فی نفسه مذموم نیست بلکہ حسن و قبح راجع می شود بہ دل و
دیرین امر خود نظم و نثر مساوی است - و معنی قبح آنست کہ مخالف شرع باشد
مثل ہجو و شتم مسلمانے یا کذبے کہ موجب اضرار باشد نہ کذبے کہ محض ہرمانی
کلام آرند - چہ قصیدہ بانث سعاد فراوان اغاقات دارد و متضمن تغزل با
سعاد و تشبیه رضاب بہ شراب است ۵

تَحْلُو عَوَاخِرُ خُسُوفِي ظِلْمِي إِذَا ابْتَسَمْتُ كَأَنَّهُ مِنْهَلٌ بِالنَّاحِ مَعْلُولٌ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم این ہمہ را شنید و انکارے فرمود

و این زیادہ تر آنکہ و اصف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حدیث کانت

عُنُقَهُ جَنْدٌ دُمِیَّةٌ بِرَایِ تَصْوِیرِ مَدْعَا گِرْدَنِ مَبَارِکِ رَا بَہ گِرْدَنِ تَمَثَالِ عَاجِ
تَشْبِیہ دَادَہ وَاَن رَا مَضَایِقَہ نَدَانَسْتِہ -

وَقِفَالِ وَصِیْدِ لَا فِیْ کَہ اَزَاکَا بَرِ عِلْمَا اَنْدَ کَفْتِہ اَنْدَ کَہ کَذِبِ شَعْرِ کَذِبِ نِیْسْتِ نِزِیْرِکَ
قَصْدِ کَا ذِبِ تَحْقِیْقِ قَوْلِ خُودِ اسْتِ بَعْنِیْ کَذِبِ رَا صَدَقِ وَا مِی نَمَایِدِ قَصْدِ شَاعِرِ
مَحْفُضِ تَحْسِیْنِ کَلَامِ اسْتِ “

اَز بَہ ثَابِتِ شَدِ کَہ تَحْیِیْلَاتِ مَوْزُونَانِ بَرَا مِی تَرْبِیْنِ اشْعَارِ وَ تَحْلِیْہِ بِنَاتِ
اَنْکَا رَجَائِزِ بَاشَدِ وَ لِلّٰہِ دَسْرُ الْقَائِلِ ۛ

مَحْتُ بَانَتْ سَعَادُ ذُو ثَوْبِ کَعِیْبِ وَ اَعْلٰی کَعْبِہِ فِی کُلِّ نَادِ

وَحَضْرَتِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمِ گَا ہِیَ شَمْلِ مِی زِدِ بِمَصْرَاعِہِ وِی فَرْمُودِ رَاسْتِ
تَرْبِیْنِ کَلَمَہِ کَہ شَاعِرِ کَفْتِ کَلَمَہِ لَبِیْدِ اسْتِ ۛ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَّا خَلَا اللّٰہُ بَاطِلٌ وَ
اَحْیَا نَا تَمَثَّلِ مِی فَرْمُودِ بَا یَنْ مَصْرَاعِہِ وَ یَا تَبَّیْکَ بِاَلَا خْبَارِہِ مَن لَّمْ تَزُودِ

وہر جا در کلام الہی و حدیث رسالت پناہی ذم شعرو شعرا واقع شدہ باتفاق
ائمہ دین در بارہ اثر خایان مشرکین است -

اَمَا نَفِی تَعْلِیْمِ شَعْرِ اَز حَضْرَتِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمِ دَر کَرِیْمِہِ مَّا عَلَّمَنَا الشَّعْرَ وَمَا
یَنْبَغِیْ لَہُ اَز بَرَا مِی اَنْسْتِ کَا اِگر حَضْرَتِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمِ فِکْرِ شَعْرِ شَاعِرِ خُودِ مِی سَاخْتِ
پَسْتِ فَطْرَتَانِ گَمَانِ مِی بَرِوَنْدَ کَہ لَکَلِّ مَبَارِکِ بَہ آیَاتِ بِنَاتِ اَز جِتِ سَلِیْقَہِ زَبَانِ
اسْتِ نَہ سَفَارَتِ رَبَّانِی

وَاِیْنِ نَکْتِہِ دَلِیْلِہِ اسْتِ وَ اَصْحِ بَرِ بَرَاعَتِ اِیْنِ صِنَاعَتِ

مَعْتَدِ اَحْیَا نَا اَز اَنْ مَرْتَبَہِ جَامِعِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمِ کَلَامِ مَوْزُونِ بَرِ بَرِ مِی
زَو - اَزَا بَجْمَلِہِ اسْتِ ۛ

أَنَا الَّذِي لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

وگفته اصلاح شعرے فرمود- سید محمد برزنجی مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ در بعض رسائل خود آورده کہ کعب بن زہیر در بیت

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ مَهَلَّاتٍ سَيُوفِ اللَّهُ مَسْلُوكِ
سَيُوفِ الْهِنْدِ گفته بود- حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سَيُوفِ اللَّهِ ساخت-

راقم الحروف گویند ظاہراً سبب اصلاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ لفظ رائد در کلام واقع نشود چه ہند تیغ را گویند کہ مصنوع از آهن ہند باشد قَالَ الْجَوْهَرِيُّ الْمُهَنْدُ السَّيْفُ الْمَطْبُوعُ مِنْ حَدِيدِ الْهِنْدِ

شبہ در مدینہ منورہ علیٰ مَنُورِهَا الصَّلَاةُ وَالتَّحِيَّةُ کتہ و فضیلت کلام موزون بر ضمیر این فقیر وارد گردیدہ و آن اینست کہ بخاری روایت می کند ان مِنْ الشَّعْرِ حِكْمَةٌ - بر ضائر حکمت پناہان و طبائع دقت دستگاہان ہوید است کہ بعضی از شعر یعنی شعرے کہ شرعاً محمود باشد مندرج در مفهوم حکمت است زیرا کہ مفهوم شعر انحصار من وجہ از مفهوم حکمت است و مقصود ازین کلام بیان فضیلت شعر است پس منرا و آنست کہ مخبر عنہ واقع شود و مقدم در ذکر باشد و حق عبارت این کہ گفته شود بَعْضُ الشَّعْرِ حِكْمَةٌ اما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انَّ مِنْ الشَّعْرِ حِكْمَةٌ تقدم لفظی را بر اصل خود گذاشت برای اہتمام شان شعر و افادہ حصر و سلوب معنوی را قلب کرد و حکمت را مخبر عنہ ساخت بجهت مبالغہ در مدح شعر یعنی ماہیت حکمت بعضی از شعر است و لازم آمد کہ جمیع افراد حکمت بعضی از شعر باشد و مندرج در ان کہ اندراج ماہیت مستلزم اندراج جمیع افراد است و خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از افادہ حصر بتقدیم خبر و ایراد کلام با سلوب تاکید چه قدر بر مراتب مبالغہ افزود و

و مداسج تفصیل شعر را تا کجا طے فرمود پس معنی کلام شریف چنین شد کہ ہر آئینہ حکمت نیست مگر بعضی از شعر۔ لطف کلام صاحب جوامع الکلم را صلّی اللہ علیہ وسلم باید دریا کہ مبالغہ بہ شعر مناسبت داشت۔ این مناسبت شعرے را در کلامے کہ برائے مدح شعر آردہ رعایت نمود و ستاویزے برائے جواز مبالغہ و تنیکہ مصلحتے شرعی مقتضی باشد افادہ فرمود صلی اللہ علیہ وسلم۔

وطیبی شارح مشکوٰۃ در بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا مے گوید کہ من تبغیضنیہ است و مراد تشبیہ بیان بہ سحر است و حق کلام این کہ گفتمے شود ان بعض البیان کالسحر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قلب کرد و خبر را مبتدا ساخت و اصل را فرع و فرع را اصل گردانید بجمت مبالغہ۔

و ابن ماجہ روایت می کند الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَيْثُمَا وَجَدَهَا فهو احق بها یعنی کلمہ حکمت گم شدہ مومن است ہر جا کہ یابد آن را پس او سزاوارتر است بہ اخذ آن۔ و قید ہر جا یابد برای آنست کہ مے باید نظر این کس بہ مقول باشد نہ بہ قائل چنانچہ گفتہ اند أَنْظِرْ إِلَى مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى مَنْ قَالَ و در کفایۃ الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ گوید بعبارت عربی حاصلش اینکہ کلمہ حکمت ضالۃ مومن است یعنی مطلوب است او را در کمال مطلوبیت پس لائق بحال مومن اینست کہ بجوید کلمہ حکمت را چنانکہ می جوید کسے گم شدہ خود را۔ این کلام بطریق ارشاد و تعلیم واقع شدہ نہ بطریق اخبار چہ بسا مومن کہ اصلاً طلب ندارند یا بطریق اخبار واقع شدہ بھل مومن بر فرد کامل انتہے و کلمہ حکمت شامل باشد نشود نظم را بجمت عموم لفظ۔ مؤید ثانی است إِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةٌ۔ طرفہ ایکہ اطلاق کلمہ بر قصیدہ ہم آمده۔ و در زمان قدیم شعر عرب ہمین قصیدہ بود۔ قَالَ الْجَوْهَرِيُّ الْكَلِمَةُ الْقَصِيدَةُ بِطَوْلِهَا۔

اکنون باید دانست که در حدیث **إِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةً** اگر قطع نظر از مبالغه کنند و اصل معنی اخذ نمایند یعنی **بَعْضُ الشَّعْرِ حِكْمَةٌ** حاصل شود بانضمام او با حدیث ثانی شکل اول باین طریق **بَعْضُ الشَّعْرِ كَلِمَةٌ حِكْمَةٌ وَ الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ صَلَٰةُ الْمُؤْمِنِ فَبَعْضُ الشَّعْرِ صَلَٰةُ الْمُؤْمِنِ** - لفظ کلمه در صغری زیاد کرده شده زیرا که شعر حکمت قوی است و حجت قاطع است در اثبات نتیجه آنچه **سَلَّمَ رَوَّاهُ** می کند که گفت **شعر بید صحابی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ** روایف شدم رسول الله را **صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** روزی فرمود آیا هست با تو از شعر **امیه بن الصلت** چیزی - گفت هست - فرمود بیا به پس خواندم بیت را که خوش آمد حضرت **رَاصِلُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** و فرمود زیارت کن تا آنکه من خواندم صد بیت

و ازین حدیث مستفاد شد استحباب طلب شعر محمود که نتیجه شکل اول است و استحباب طلب زیادت و استحباب انشاء شعر - و استحباب طلب از هر جا که باشد چه **امیه بن الصلت** کافر بود - و حضرت **صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** فرمود **أَمِنْ لِسَانُهُ وَ كَفَرَ قَلْبُهُ** در کتب سیر آمده که شعراء مدحت طراز حضرت **صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** صد و شصت و نه از رجال و دوازده از نسا بودند و باستثناء کرمیه **إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** سرامیاز با آسمان می سودند - و همچنین بسیاری از کبراء امت و فصحاء ملت کنوز سر بسته عرش را بمفاتح زبانها کشوده اند و نفاس معانی را با سلوب شعر ادا نموده **رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى** -

و اول کسی که جواب سخن را در رشته نظم کشید و این تحفه موزون را از خزانه غیب به قلم و شمشیر رسانید آدم علیه السلام است چون **قابیل** با **هابیل** را شربت شهادت

چشامید- مرثیه فرزند شهید در سلک نظم کشید از انست

تَغَيَّرَتِ الْبِلَادُ وَمَنْ عَلَيْهَا وَوَجَّهَ الْأَرْضِ مُغْبِرٌ قَبِيحٌ
تَغَيَّرَ كُلُّ ذِي طَعِيمٍ وَلَوْنٍ وَقُلْ بِشَاشَةِ الْوَجْهِ الْمَلِيحِ
قَوَّا أَسْفَى عَلَى هَابِيلَ ابْنِي قَتِيلًا قَدْ تَضَمَّنَهُ الصَّرِيحُ

ابن اشیر و جم غفیر این ابیات را بآدم اسناد کرده اند و جمیع دیگر انکار نموده اند که انبیا علیهم الصلوٰۃ والسلام از گفتن شعر معصوم اند-

و در تفسیر معالم التنزیل از ابن عباس روایت کرده که آدم علیه السلام این مرثیه را با سلوب نثر ادا نمود و بفرزندان وصیت فرمود که همیشه متواتر شوند و برین مصیبت عظمی رقت نمایند- چون به یعرب بن قحطان رسید- از زبان نثرانی به سان عربی ترجمه کرد و موزون گردانید-

امیر خسرو علیه الرحمه فرماید

ما همه در اصل شاعر نهاده ایم دل باین محنت نه از خود داده ایم

و مرز اصائب گوید

آنکه اول شعر گفت آدم سفی الله بود طبع موزون حجت فرزند می آدم بود

آلث مؤرخین آورده اند که اول کسیکه شعر فارسی گفت بهرام گور است روزی بشکار رفته بود- شیرے را صید کرد و از غایت بشاشت این مصرع بزر بانش گزشت
منم آن پیل دمان و منم آن شیر لیل

و لا رام چنگی که محبوبه او بود و هر سخن که از بهرام سر بر می زد مناسب آن جواب بهم می رسانید- در مقابل گفت **ه** نام بهرام نثر او پد رت بوجبله

لک تفسیر المائده- ۵ آیت ۳۴ صفحه ۲۸۰ جلد ۱ مطبوعه بمبئی و ترجمه فی معاییر اشعار عجم صفحه ۱۶۸ مطبوعه بیروت-
لک تذکره دولت شاه سمرقندی صفحه ۲۹ مطبوعه یورپ و ترجمه فی معاییر اشعار عجم صفحه ۱۶۹-

و بعضی نوشته اند که در عهد عضدالدوله دیلمی در کتبه قصر شیرین که تا آن وقت سلامت بود این بیت بر زبان قایم نوشته یافتند

شریر الیکمان انوشه بنری جهان را نگهبان و نوشه بنری
 شریر بنجم باد کسرای فارسی بمعنی خوب و نیکو و صاحب فرہنگ سروری
 الفخ با گفته بر وزن صغیر نوشته و از اینجا بنوح می رسد کہ وجود شعر فارسی پیش از زمان اسلام ہم بود۔

صاحب تاریخ صبح صادق نقل می کند کہ اول کسی کہ بعد از بہرام گوردی و
 اسلام شعر فارسی گفت عباس مروزی است۔ چون مامون غلبہ بحر و رشت قضیدہ
 در مدح او پرداخت و صلہ جزیل یافت۔ طلعتش اینست

ای رسانیدہ بدولت فرق خود تا فریقین گسترانیدہ بنجود و فضل در عالم بدین
 بتہ اء خلافت مامون سنہ ثلث و تسعین و مائتہ (۱۹۳) بودہ است۔

و بعضی نقلی نموده اند کہ یعقوب بن لیث ستار کہ در احمدی و خمینی و
 ثانی (۲۵۱) استیلا یافتہ پسر او روز عبید با اطفال جوزمی باخت ہفت جوز بہ گو
 فتاد و یکے بیرون ماند۔ پسہ نو مید شد۔ اتفاقاً جوز غلطیدہ بہ گو رسید از غایت سرور
 بر زبان پسر گزشت سے سلطان غلطان ہی رود تالب گوید۔

این کلام ہذا قی یعقوب خوش آمد و با فضلا در میان آورد۔ بعد از آن خوش
 مصراعے از بحر ہزج یافتند و مصراعے و بیتے دیگر نظم ساخته دو بیتے نام کردند و رفتہ
 رفتہ رباعی نام شد اما در شعراء عرب تا حال دو بیتے نام دارد۔

و برنخے آورده اند کہ ابتداء شعر فارسی در اسلام ابو جعفر سفیدی گفت و

اور صد و سترائے ثالث مآتہ (۳۰۰) بودہ و شعر کے کہ با او نسبت دہندہ اینست
 آہو کے کو ہے در دشت چگونہ دودا یارندار دے یار چگونہ رودا
 بالجملة واحد و ثلث مآتہ (۳۰۰) ہجری شرمز مہ قلیل اندک اندک شعر گفتہ بودند اما
 کسے بتدوین نپرداختہ تا در عہد سلاطین سامانیہ استاد رو کی ظہور کرد و دیوان شعر
 ترتیب داد و بمرد و دہور پایہ سخن رسید بجائے کہ رسید

راسم و اوراق درین صحیفہ جمعے از قافیہ سخن متاخرین را کہ ابتداء ظہور یا انتہاء
 وجود ایشان بعد از ہزار (۱۰۰۰) ہجری است برصد بیان سے نشان د و بعد ازان
 موزونان بلگرام را رونق این انجمن می گردانند تا عرصہ سخن را دستگا ہے ہم رسد
 و نظر تماشائیان را جولا لنگا ہے پدید آید۔ و دیوان ہر صاحب سخن کہ بدست اُفتاد و
 بتقریب انتخاب آن استفادہ دست ہم داد اشعار می رود و جز غزل و رباعی قسم
 دیگر کمتر ثبت مے شود۔

اکنون بہ تحریر تراجم روشن طبعان می پردازم۔ و چراغانے ترتیب دادہ چشم بدار
 را گرم تماشای سازم۔

(۱) سحابی - مولانا سحابی استرآبادی

سحاب گوہر پاش اسرار است۔ و آفتاب سرگرم افاضہ انوار در ارشاد تھاتی
 و معارف بے نظیر اُفتادہ۔ و ارواح معانی را در چار عنقر رباعی بروجہ احسن جلوہ دہا
 مدت سی سال بجا و بکشی آستان نجف اشرف سعادت جاودانی اندوخت و دران
 فرصت قدم از روضہ علیہ بیرون نگذاشت۔ و از حطام دنیا بہ حصیرے و ابریقیے
 فناءت کرد و ہم دران بقعہ مبارک در صد و ستر و الف (۱۰۱۰) فنا سے صورت
 با فنا سے معنوی ہم آغوش ساخت۔

صاحب تاریخ صیغ صادق نقل مے کند کہ وقتے بکنار آبے رسید - خواست
کہ رود - پایش فرورفت - با خود گفت این معنی از غلق است و مرا بہ هیچ چیز
جز دیوان شغری و تعلیق نیست دیوان را در آب انداخت و چون بیک صبا بر
روسے دریا خرامان بگذشت -

بنقاد ہزار رباعی گفتہ بود از انجمہ قریب بیست ہزار کہ در سفاٹن مردم مرقوم
بود باقی ماند - وَمِنْ الْفَاسِہِ الشَّفِیْصَہِ

بانات بہر صفت گر آیند خوش است	نغمہ بہر آہنگ سر آیند خوش است
از بہر خدا بیچ عمل ضائع نیست	در خلد زہم و رکہ در آیند خوش است
عالم چہ کنی و عالم آرائی را	ہمراز گشتہ یار اسپرائی را
در خانہ اگر ہمز صورت باشد	درمان نکنند در دتہائی را
بہ خود و مدح و ذم کنے باید زد	بیرون از حد قدم کنے باید زد
عالم ہمہ آئینہ حسن ازلی است	مے باید دید دم کنے باید زد
آنانکہ باصل کار نیکو بینند	کار این سو برای آن سو بینند
ز انگوٹہ کردی جامہ را خیا طانی	این رود و زند حسن آن رو بینند

(۲) فیضی و فیاضی شیخ ابو الفیض اکبر آبادی

طوطی ہند سخن گستری است - و ملک الشعراء در گاہ اکبری - در طبقہ سلاطین
نیمو یہ ہند اول کسیکہ بخطاب ملک الشعرائی تحصیل مباہات نمود - غرض الی مشہدی
است کہ از پیشگاہ اکبر بادشاہ باین خطاب نامور گردید - و بعد میدان اواز صحرا
فتا بہ غرار بقا شیخ فیضی باین لقب بلند آوازہ گشت و در عہد جہانگیر بادشاہ
طالب آملی و در زمان صاحبقران شاہ جہان آقا اللہ بڑھانہ ابو طالب

حکیم همدانی باین خطاب سکه تفاهر در آفاق زدند-

و بر مبتتجان اخبار موزونان روزگار هویدا است که از شعراء ولایت ایران
و توران کسانی که بحدی سلاطین و امراء هند پرداخته و قسم اند قسم اول
جمعی که از اوطان خود بگلگشت هند شتافته اند- و صحبت ممدوحان دریافته مثل حکیم
روحانی سمرقندی صاحب تانچ صبح صادق گوید که سلطان شمس الدین
ایبک شوالی دہلی در سنہ ثلث و عشرين و ستائے (۷۲۳) قمری تختنہجور کرد
و گرفت پس بچند و رفت و استیلا یافت- حکیم روحانی سمرقندی در آن
آوان از بخارا بخدمت او پیوست و تصدیق بعض رسانید و صلہ جزیل یافت
مطلعش این است ۛ

خبر بہ اہل سما برد جبریل امین ز فتنامہ سلطانِ عمر شمس الدین

و مثل بدر چاچی کہ در پایان عمر بہند خرامید و مشمول فراوان عنایت و رعایت
سلطان محمد تغلق شاہ گردید و بہ فخر زمان مخاطب گشت- دیوانش بین الجمہور مشہور
است- طور خاصہ دارد و تشبیہ کنایت اکثر بکاری برد و مثل شیخ آذری اسفہنی
کہ بعد تحصیل زیارت حرمین مکرمین شرفما اللہ تعالی بسیر ہند شتافت و با سلطان محمد
نمیرہ را یات اعلیٰ خضر خاں فرمانرواے دہلی برخورد و از انجا رو بہ گن آورد
سلطان احمد شاہ بہمنی با عزاد و اکرام پیش آمد- اتفاقاً سلطان در ان ایام
شہر سیدر بنیادی کرد و دارالامارہ در کمال شکوہ طرح انداخت شعراء پائے تخت
کتاہ عمارت بنظم آوردند- شیخ آذری ہم چند بیت موزون ساخت- از انجملہ
است این دو بیت ۛ

حبذا قصر مشید کہ ز فرط عظمت آسمان پایہ از سدہ ابن درگاہ است

آسمان هم نتوان گفت که ترک ادب است قهر سلطان جهان احمد بهمن شاه است

سلطان در وجه صلح دوازده هزار بسته قماش عنایت نمود شیخ گفت از تحل عطایا که
 از مطایا کند - سلطان بیست هزار تن که دیگر وجه گرایه راه رعایت فرمود شیخ با حال
 انتقال بخراسان عطف عنان نمود و مثل شهید سی قمی که بعد فوت سلطان
 یعقوب پیر یار بند هجرت برگزید و در دکن و گجرات زندگانی بسر برد - صاحب تاریخ
 دشت گوید که چون اسماعیل عادل شاه در سنه ست و ثلثین و تسعمائة (۹۳۶) قلعه
 بیدر منقوج ساخت و خزان را بکلید سخاوت بر روی خلایق باز کرد - مولانا
 شهید سی قمی که از کمال شهرت از تعریف مستحقی است در آن مدت از خطه گجرات
 آمد بود - و بواسطه سمت شاعری کمال تقرب نزد سلطان پیدا کرد - سلطان حکم
 فرمود که بخزانده رفته آن قدر زر احمر که حملش مقدور باشد بردارد - چون مولانا
 از پنج سفر فی الجمله ضعف و ناتوانی داشت بعرض رسانید که روزی که از گجرات
 متوجه این درگاه می شدم دو چندان این قوت داشتم چه باشد که بعد از چند روز
 که آن توانائی عود نماید برین خدمت روح پرور سرافراز شوم - سلطان سخنان پرور
 نکته گز را لب به تبسم شیرین کرده گفت نشنیده که آفتناست در تاخیر و طالب رازیای
 دارد - باید که دو دفعه بخزانده رفته آنچه از دست بر آید تقصیر نکنی - و وقت فرصت
 غنیمت شماری - چون این حکم عین مدعا سے مولانا بود شگفته و خندان از مجلس
 برخاسته و کورت بخزانده شتافت و همیانهامای بیست و پنج هزار هون طلا بیرون
 آورد - چون خازن این خبر بسمع با و شاه رسانید - فرمود مولانا راست می گفت
 که من قوت ندارم - و نزاکت این کلام برابر باب ادراک واضح و روشن است

لے تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۶۲۷ مطبوعہ ممبئی و تذکرہ دولت شاہ صفحہ ۴۰۰ مطبوعہ یورپ -

لے تاریخ فرشتہ جلد دوم صفحہ ۴۳ مطبوعہ ممبئی -

کہ ہم جانب خوش طبعی منظور است و ہم جانب بہت - قسم ثانی - جمعے کہ قدم سعی باین
 دیار نرسوودہ اند۔ و غائبانہ تحفہ گرا نمایہ مدح ارسال نمودہ - مثل خواجہ حافظ شیرازی
 قدس سرہ کہ بدرگاہ سلطان غیاث الدین والی بنگالہ غرضے فرستاد - این دومیت ازان
 است

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند زین قدر پارسی کہ ب بنگالہ سے رود
 حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث دین غافل مشو کہ کار تو از نالہ سے رود
 دشل عارف جامی قدس سرہ کہ اور بابا ملک التجار خواجہ محمود گکوان امیر الأمراء
 سلطان محمد شاہ بہمنی والی وکن ارتباط خاص بود و ارمان مداح ارسال
 می فرمود - از انجکہ قصیدہ الیت کہ یک بیتش این است

ہم جہان را خواجہ و ہم فقر را دیباچہ است رہز فقر است لیکن تحت استار لغنا
 و در خاتمہ غرضے می فرماید

جامی اشعار و لایز تو بطنی است لطیف بوش از حسن و اللف معانی تارش
 ہمرہ قافلہ ہند روان کن کہ رسد شرف ہر قبول از ملک التجار ش
 اما در عہد اکبر بادشاہ عدد ہر دو قسم ہی کثرت رسید - و بازار ہر دو گروہ ہشتا
 گرم گردید - طائفہ اولی عیان اند - مستغنی از اطالت بیان - و طائفہ ثانی را شیخ
 ابو الفضل در آئین اکبری بیان می کند و می گوید :-

و د آنانکہ سعادت بار نیافتند و از دور و دستہا گیتی خداوند را شاگردانند پس انہو چون تقاسم
 گونا بادی نصیبی سپاہانی - و ششی یافتی - محشم کاشی - ملک قمی - ظہوری ترشی
 در شکی ہمدانی - ولی دشت میاضی - نیکی - نظیری - صبری اردستانی - فکاری
 در اسفرائینی - میر حضور قمی - قاضی نور سپاہانی - صفائی یمنی - طوقی تبریزی

راز جلد ثانی شیخ علی نقی کمره قصیده سی و پنج بیت در ستایش شیخ فیضی

پیراخته و از صفایان پندروان ساخته ازان است

مرا فکند بر نظم امورم پر تو فیضی ابو الفیض آن گزین اکبر و شیخ کبیر من
 نظیر ندوه پیشینان حتی طبر الدین امیر زبده ایل زمان حتی امیر من
 اگر هستم مجیر اندر سخن او هست خاقانی و گر من منجیرم آستان او مجیر من
 کیم با او رسد در شاعری و کلام بچشمی که در این خانقاهم من مرید او پیر من
 زمین هند با قرب درش نعم النعیم دل هوای غلده و راز نظرش تبس المصیر من
 شیخ فیضی را وقت سفارت بر بان شاد وانی احمد نگریا ملا ملک قمی
 و ملا ظهوری تر شیرازی ملاقات واقع شد و صحبت گیری افتاد - بعد معاودت از
 جانبین ابواب محبت نامها مفتوح بود

ملا ظهوری شریطیف در مدح شیخ فیضی بقلم آورده - حکیم عین الملک
 شیرازی مکتوبات شیخ جمع نموده و در خاتمه مکتوبات - شریذ کور مندرج ساخته -

مرز اصحاب علیه الرحمه و را بخوبی یاد می کند و می فرماید
 این آن غزل که فیضی شیرین کلام گفت در دیده ام خلیده و در دل شسته
 احوال شیخ فیضی تفصیلاً در فصل ثانی از دفتر اول پیرایه بیان پوشیده اینجا آنچه
 مناسب منصب شاعری است سمت گذارش می یابد -

نامش ابو الفیض است - سالما فیضی تخلص کرد - آخر فیاضی قرار داد و اشعار
 باین معنی می نماید

زین پیش که سگه ام سخن بود فیضی رقم نگین من بود
 اکنون که شدم به عشق متراض فیاضیم از محیط فیاض
 پادشاه او را بنظم خمس مامور ساخت - در مدت پنج ماه کتاب نلد من چهار هزار

دولت بیت مقابل لیلی مجنون موزون ساخت و با اشرفیاء از نظر پادشاه
گزرانید۔ درجہ استخوان یافت۔ حکم شد کہ نسخہ دیگر نوشتہ مصور سازند۔ نقیب خان
و حضوری خواندہ باشد۔ ازان کتاب است ۛ

بانگِ قلم درین شب تار بس معنی خفتہ کرد بیدار
و در برابر مخزن اسرار مرکز ادوار نقش بست و آن سواد را بعد وفات
اد شیخ ابوالفضل بہ بیاض رسانید
و در پہلوی شیرین خسرو۔ سلیمان بلقیس و در ازاء سکندر نامہ۔
اکبر نامہ و در مقابل ہفت پیکر ہفت کشور آغاز کرد اما با تمام نرسانید
از مقطعات اوست ۛ

منم فیضی کہ در میدان معنی چمن چابک سوارے تیز تگ نیست
بجلد شعر من از پوست تا مغز بجایے مردم ناپاک رگ نیست
بدان می ماند این پاکیزہ گفتار کہ در دیوان حافظ نام سگ نیست
شیخ محمد حکیم الہ آبادی در کتاب اعلام الانام گوید۔ صاحب قطعہ را
ابن بیت بنظر نرسیدہ ۛ

شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ می بندی چرا بگردن حافظ نے نہی رسے
راقم الحروف گوید در بعضے نسخ دیوان خواجہ حافظ بجائے لفظ حافظ لفظ عاشق
واقع شدہ و مقطع چنین است ۛ

مزانج دہر تہ شد درین بلا حافظ کجاست فکر حکیمے و راے برہمنے
از حسن اتفاقات اینکہ چیزے کہ شیخ فیضی مے خواست در دیوان فقیر آزاد
موجود است و ازین لفظ مبرا است۔

دیوان شیخ فیضی بنظر درآمد متضمن اصناف شعر است۔ بیتے چند از غزلیات

او فر گرفته شده

سمیل طلعت آن ماه برود باران را	همانند گریه شب وصل بقیراران را
که راست می‌نماید مشق رسی شب را	خبر برید شب عید پیر مصطفی را
مرا ز هر دم خود ملال می‌گیرد	اگر سر نه کشم سوزی بخود می‌چشم
توان شناخت کزین خاک مرد می‌خیزد	شدیم خاک ولیکن ز بوی تربت ما
مردان ره برهنه نهادند پائے را	مژگان پوش چون قدم از دیده می‌کنی
مشکل اگر دشمن جانی کند	آنچه به فیضی نظر دوست کرد

رباعی

مشته خاشاک طلمه بر دریا زد	بر ما چه زیان اگر صف اعدا زد
شد کشته کس که خویش را برما زد	مانیغ برهنه ایم در دست قضا

(۳) انیسی شاملو یو لقلی بیگ

نکته سنج یگانه است و انیس معانی بیگانه - از ایران دیار به سیر مهند خرامید
و مدت‌ها در ظل عاطفت خانجنانان آرمید - وفاتش در برهان پور در سنه ثلث
عشر و الف (۱۰۱۳) واقع شد -

انیسی نظم قفیه محمود و ایاز شروع کرده بود - بادم اللذات قطع سخن کرد و آن
نقش صورت تمام نپذیرفت - از انست در وصف چشمه

بحدی سرد کز بیم فسر دن	نیار و عکس در و عو طه خوردن
بریم مانم تو بر نفس بخانه خویش	چنانکه مرغ بر دخت با شپانه خویش
یادگار از ما درین عالم عم بسیار ماند	رفت اگر آتش نشان دود بر دیوار ماند
خبر گل مرسانید به مرغان نفس	کس چرا مژده نوروز برندان آورد

قاصد ایلے نامہ تواند نہ حرف شوق حیف از زبان کہ بال کبوتر نمی شود

(۴) نوعی ملا نوعی بخوشانی

نوع کلامش جنس عالی است - و شمع اقلش بقیت لالی - مرزا اصائب گل
دعای برترت اوسے افشاند و می فرماید

این جواب مصرع نوعی که خاکش سبز باد سایه ابر بهناری کشت راسیاب کرد
ابتداء حال از متوسلان شہزادہ و انیال ابن اکبر بادشاہ بود چون او
شنقا شد دامن دولت خانچانان گرفت و قصائد و ساقی نامہ در مدح او پخت
و بکرات و مراتب جو از گرانند و سخت - یک دفعہ دہ ہزار روپیہ نقد و خلعت
فاخرہ و زنجیر فیل و اسب عراقی صاع شعر گرفت - ملا کہ می درین باب گوید
ز نعمت توبہ نوعی رسید آن مایہ کی یافت میر معزی زد دولت سنجہ
ز گلبن املش صد چمن گل امید شکفت تا کہ بدمح توشہ زبان آورد
در عہد اکبر بادشاہ نوجوان ہندوئے شب طوی خود را اکبر آباد ازبازار
مستف میگذشت قضا را سقف فرو آمد - نوجوان بر خاک ہلاک افتاد - عروس نامہ
کہ در نہایت رعنائی و کمال خوش سیمائی بود بآئین خود قصد سوختن کرد - اکبر بادشاہ
در حضور خود طلبیدہ بر چہرہ منع نمود - و امیدوار فراوان ناز و نعمت ساخت - زن
بیائمدی ہمت از جان رفت و پروانہ دار خود را بر آتش زد - از نیجاست کہ شعراء
زبان ہند در اشعار خود عشق از جانب زن بیان می کنند کہ زن ہند و ہمین یک
شوہر می کند - و او را سرمایہ زندگی می شمارد و بعد مردن شوہر خود را با مرده شوہر
می سوزد - امیر خسرو علیہ الرحمہ می گوید

خسروا عشق بازی کم زہند و زماش کز برای مرده سوز دزدہ جان خویش را

و از غرائب اتفاقات آنکه در قرآن مجید قصه عشق زن بر مرد واقع شده یعنی قصه
یوسف علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام -

نما نوعی حسب الامر شاهزاده دانیال در واقعه مذکور شنوی سوز و گداز
ایم آورد - از آنست که

بهمال ناز را پیرایه نو کرد عبارت را تبسم پیشه و کرد
و از ساقی نامه اوست که

به ساقی آن از خوانی نبید که روز خرابان پایان رسید
بگردان زره عمر برگشته را پو شاه نجف روز شب گشته را

دفات نوعی در برهان پور سه شصت و الف (۱۰۱۹) اتفاق افتاد -
و یوانش بمطالعہ درآمد و این ابیات حاصل شد که

زان پیش که صبح انشب امید برآید بکشادین شیشه که خورشید برآید

دست فرسودم نادل شیدائی نیست این گل طور بود لاله صحرائی نیست

باده بی خواهم به سیر ما هتاجم کار نیست بیچ ماه چاره چون ساغر سرشار نیست

شراب مطب و دلدار در مقابل بود میان دیده و دیدار شرم فاصل بود

ما به سواد علم معاش زمانه ایم مفلس شریک مایه این کارخانه ایم

ما عاشن و جز خانه خرابی فرین مانیت خصم است بخود هر که بجان دشمن مانیت

یکروز سبایومی گله برد به یعقوب بگر نیست که این نکست پیراهن مانیت

نسیم مصری را رب گل دماغم رفت از غلط نغم بوسه یار می آید

سبوی باده سلامت که زینت دوش است سر که مایه در دست گو بدوش می آید

توروی آئینه و ما قفاک آینه ایم چنانکه از تو بد از مانگو نشه آید

چو جام باده سحر شود به غوث صبح چه لازم است که تسخیر آفتاب کند

ہر ذرہ ز اجزای جہاں تابع رنگے است در بادہ گرفت جسم نمک ریخت شکر گیر

(۵) نظیری - مولانا نظیری نیشاپوری

سخن سر سبزش نظیر فیروزہ نیشاپور است از انش نظیری خوانند۔ و دیوان
رنگینش رشک نگار خانہ نقفور است از انش بے نظیر دانند۔

مرزا صائب گویدے

صائب چہ خیال است شود ہمو نظیری غنی بہ نظیری نرسانید سخن را
و ظاہر است کہ ترجیح دادن مرزا نظیری را بر عرفی و بر خود مطلق نخواہد
بود کہ عرفی در قصائد چرب است و مرزا در غزل خودی فرمایدے
بدلیل خوشنواے نیشاپور نخل از طبع بے نظیر من است

مولانا نظیری فیروزہ دار از نیشاپور برآمدہ در ہندوستان بہ بین جوہر شناسی
خانخانان نامے بر آورد و قصائد عزادری در محبت خانخانان بر صفحہ روزگار ثبت
نمود۔ و صلوات گرا نمایاں اند وخت۔ بعد چندے بدلات خضر توفیق احرام حسین
مخزمین بر بست و بعد احراز این سعادت کہ بی رخت عود بہ ہندوستان کشید۔
و در گجرات۔ احمد آباد و رنگ توطن ریخت۔

وقتے جہانگیر پادشاہ گنابہ عمارتے امر فرمود۔ مولانا غولے گفتے بعض رسانید کہ
مطلعش این است ے

این خاک درت صندل سرگشتہ سُرنا باداثرہ جاروب بہت تاجوران را

پادشاہ در جائزہ قریب سہ ہزار بیگہ زمین انعام فرمود۔

شیخ محمد مندومی متخلص بغوثی در کتاب گلزار ابرارے گوید ے۔

”مولانا نظیری نیشاپوری حاجی الحرمین درویش طبیعت صوفی سیرت۔ مہذب الاخلاق بود

در آخر روزگار زندگانی عنان نظم تراشی بصوب طرز گفتار صوفیان وحدت گزار منعطف
 و سافیه نجات سواد عبارت عربی از صاحب نگارنده گلزار ابرار روشن ساخت سپس
 و از ده سال که تخم عمر او بود در احمد آباد اقامت گزیده علوم دینی تحصیل کرد و تسبیح تفسیر
 و حدیث از خدمت مولانا حسین جوهری داوره نمود و در هزار و بیست و سه (۱۰۲۳) بهالم
 و قدس حرامید استخرا.

فروش در تاج پوره احمد آباد واقع شده در برقرش گنبدی تعمیر کرده اند این چند
 بیت از دیوانش انتخاب افتاده

جدنا نیم نقش مکن لوح جبین را	تا پیکنی راست نخواهند نگین را
بے عشق عقل را بنده در دماغ نیست	بدوزد آن فیکه که از شعله دماغ نیست
شرم می آید ز قاصد طفل محجوب مرا	بر سر برایش بیند ازید مکتوب مرا
سبب بعیب و قبولم که در پناه تو ام	اگر بدو و جهانم که نیک خواه تو ام
و اگر خدا بردای دل سر کجا داری	که یک روز در شد آتش بریزه پاداری
چرم من است پیش تو اگر قدر من کم است	خود کرده ام پسند خریدار خویش را
می گویم داد اگر چه چو ظلم خبری نیست	در دل هست نه نامم که کدام است
به مهربانی او اعتماد نتوان کرد	که تازه عاشقم و خاطرش بمن صاف است
این همه است تازه ز حرمان عهد ما ست	غذا بروزگار کس نامم بر نشد
توان زمانه من یافت اشتیاق مرا	عیاشی شوق بانه اژه سخن باشد
به بیع عشوه برم جان که مست ناز مرا	اینت است که خود بهر متاع آید
دوستی بود که مردم بهنگام و دایع	آن قدر زنده نمانیم که محض برود
یک توبه از تو در کار است و صد عالم مراد	نغم ندانم گرا جابت با دعا دشمن شود
تو کار خود به غمره معشوق و اگر زار	بی طاقی مکن که نکو یان نکو کنند

مسافرانِ چمن ناریده در کوچ اند شکوفه می رود و شاخ بار می آرد
 کرد خدمتت عمریت می بندم چه شد قدم برهن می شدم گر این قد ز ناری بتم
 بوی یار من ازین سست وفای آید گلم از دست بگیرد که از کای بشدم
 نازم باین شرف که غلام محبتم لاف نسب ز نسبت آدم نمی زخم

(۶) سبخر میر سبخر خلف میر حیدر معنائی کاشی

نخفش بهوار است و گهرش آبدار - دیوانش بنظر امعان در آمد غول و قصیده
 شنوی یک رتبه دارد -

در سلک ملازمان اکبر بادشاه انتظام داشت و قصائد فراوان و رثا طرازی
 بادشاه و شاهزاده و امراء اکبری بنظم آورده و بامیرزاجانی والی تنه نیز مربوط بود و
 زبان بهداسی میرزا بسانی و میرزا عازری و تارسی کشود -

در اواخر عهد اکبری جانب بیجا پور حرکت کرد - و در ظل عنایت ابراهیم عادل شاه
 قرار گرفت - عادل شاه در ملازمت نخستین خلعت ملبوس خاص و انگشتر مر و پیش بها
 عطا فرمود - و شکسته حالی او را بمومیائی لطف و احسان مداد نمود -

میر در اشعار خود شکایت بسیار از دست روزگار دارد - و در زمره مدو جان
 خود از ابراهیم عادل شاه اظهار رضای کند و در مدح او می گوید سه

دو شاه شاعر پرور بلند نام شدند نخست والی غنین دوم خدیو دکن
 رسد بعد تو شاعر به پای ملک ز به نوازش شاه و ز به ظهور سخن

اشاره بملک قلی و ملاظهوری ترشیزی بر دو شاعر مشهور پای تخت ابراهیمی
 در ایام اقامت بیجا پور فرمان طلب شاه عباس ماضی با خلعت فاخره بنام
 اوصدور یافت اما پیش از وصول فرمان - منشور اجل نامزد گردید و این صورت

دیسند احمدی و عشرین و الف (۱۰۲۱) روداد - مصرع "افگند بادشاہ سخن چیز سخن
تاریخ است - مؤرخ دو عدد زائد را به حسن تعبیه افگند -

۱۰۲۲
۱۰۲۳

این چند بیت از غزلیات سخر به انتخاب در آمده

شهر حسن است بر جانب بازار مرا	تو نخواهی دگرے هست خدیو ار مرا
نقاب دیدن و نه طاقت شکیبائی است	تو چون نقاب کشی رحم بر تماشائی است
محققان که ز دریای علم در جوش اند	چو کوه تاکنی نشان سوال خاموش اند
آتش خرمین منی شبنم کشت دیگران	دو رخ من چرا شدی ای تو بهشت دیگران
ای بخت صبح عشرت نا که بخواب بینی	بردار سر ز بالین تا آفتاب بینی
راسته نبرد گوش به راز نهان ما	در قتل دل شکست کلید زبان ما
نان خوانده گرچه آمده ام زودی روم	طبع ترا زیاده مکر نمی کنم
الماس بدل پاشم و منت گشتم از خود	من لذت این خم بسوزن نه پشم
اگر از دامن محل کشیدم دست بیتابی	به پای ناقد افتادم به گرسن باران گشتم
ما عجز دشمنم حریفان زبون طلب	ای خون ما به گردن طبع غیور ما
ای غم بجز پیش ازین جایی تو نیست دلم	یا بگذر ازین سرا یا بنما قبالة را
امشبای همسایه و همان من از خود تمام	گر کسی احوال من پرسد بگوید خانه نیست
مهر آمد به تماشای تو با تیغ و تریج	گو بیا اگر هوس دست بریدن دارد
مرا که سینه زمین نمک فروشان است	دماغ سوزی م هم به داغ من غلط است
نیست او را سر آزادی این مرغ اسیر	در نه صد مرتبه گرداند بگرد سر خویش
این زمان به نسبتم سحر و گر نه پیش ازین	دست من در زلف او گستاخ تر از شان بود

(۷) زمانی - ملا زمانی یزدی

علت این تخلص آنست که مذهب تناسخ داشت - و خود را شیخ نظامی گنجوی پنداشت
و این خام خیال را در عالم تال می آرد - که سه

در گنج فرو شدم پنه دید از یزد بر آدم چو خورشید
هر کس که چو مهر بر سر آید هر چند فرد رود بر آید

و آو دیوان لسان الغیب را غزل بغزل جواب گفت - و دم بهم صفیری بلبل
شیر از زد و دیوان خود را نزد شاه عباس ماضی برد و عرض کرد که دیوان خواجہ راجہ آ
گفته ام - شاه فرمود خدا را چه جواب خواهی گفت - کلیات اوده ہزار بیت است انھو
صبح صادق سال وفات او در سنہ احدی و عشرين و الف (۱۰۲۱) نوشتہ و
ناظم تبریزی در تذکرہ خود گوید "وفات او در سنہ ہزار و پمفدہ (۱۰۱۶) واقع شد"
غنیۃ تاملش باین رنگ می شگفد

حکایت از قرآن یار و لنواز کنید باین فسانہ مگر عمر ما دراز کنید
ہلاک شیشہ در خون نشسته عنوشیم کہ آخرین نفسش عذر خواهی سنگ است
زبان حال نحو شان کسے نمی داند و گر نہ سوسن آزا در فسانہ تست

(۸) شانی - شانی تکلو

در سخنوری شانے بلند دارد - و مکاتے ارجمند - مولانا فصیحی بہروی در محاد
قطعہ طویل الذیلے می پردازد - و در عنوان آن می طراز دے

صبا بکوی دل آشفته گان عشق گز زمین بیوس اگر آسمان دہد دستور
بگویم بر مک دیدہ ہنسہ شانی کہ امی ضمیر تو چون چشم عقل سایہ نور

تو آن میج مقالی که ملک معنی راست بیاض چه ملک تو صبحگاه آشور
و او از شناظر از این پایه بر سر شاه عباس ماضی است و بنظر التفات شد

انتصاص داشت و در صله این بیت

اگر دشمن کشد ساغر و گردوست بطن ابروی مستانه دوست
شاه او را بر کشید و مبلغ بهم سنگ عنایت کرد

شانی داد و انرا زندگانی در مشهد مقدس گوشه انزو ابر گردید و از سرکار
شاهی بوظیفه بیست تومان موقوف گردید و فو قش در سده شصت و عشرین و الف
(۱۰۲۳) واقع شد "پادشاه سخن" تاریخ است

چراغ فکرش چنین پر تومی دهد

پیش است باد و زلفت منم شکوه باز کردن	گلایه روزی بجز آن شب را ندانم
لست آزار گر این است پیکان ترا	بیج ابروی نیست در محشر شهیدان ترا
هر فاصده که بسوی تو فرستم	همچون نفس باز پسین باز نیامد
چون مرغ گرفتار به امید ربانی	هم چند که پرواز کنم در قفس انعم
نست ممکن که گزیم ز غزالان خیال	و نه مجنون تو تنها ترا زین می بایست

۹) شکیبی - محمد رضا بن خواجه عبد الله صفایانی

از نژاد خواجه عبد الله امامی است که عارف جامی در نفحات الانس به تحریر
احمالش پرداخته و او فرزند خواجه امین الدین حسن باشد که حضرت لسان الغیب را
یاد می کند و می فرماید

برندی شهره شد حافظه بانی چندین رخ لیکن چنم دارم که در عالم امین الدین حسن دارم
شکیبی در سده اربع و شصت و تسعمائة (۹۶۴) متولد شد بر خه علوم در شیراز و نجف

در صفا بان تحصیل کرد. و به اراده سیرمهند و کشتی نشسته خود را به ساحل بندر چپول کشید
 و از آنجا به قصد ادراک خانخانان که در آن ایام در گجرات بود. عازم گجرات شد. اتفاقاً
 خانخانان در آن فرصت به آگره رفته بود. شیکبزی از گجرات به آگره شتافت. و خانخانان
 را دریافت. و با او سیرسندھ و دکن کرد. و در سنه ست و الف (۱۰۰۶) از خانخانان
 جدائی ورزید. و در سرورنج از توابع مالوا رسیده بیماری صعب کشید. و نذر کرد اگر شفا
 حاصل شود خود را بزیارت حرمین شریفین رساند. از بركات این نیرت شفا دست بهم
 داد. و در سنه اثنا عشر و الف (۱۰۱۲) کمرا یفاء نذر محکم بست. و این سعادت عظمی را
 حاصل نمود. و بعد از سه سال از راه بندر سورت برگشت. و در برهان پور با خانخانان
 برخورد و در سنه ثمانیه عشر و الف (۱۰۱۸) التماس گوشه نشینی کرد. خانخانان برای او
 سیور علی و صدارت و املی از درگاه جهانگیری برگرفت. و باین تقریب در دار الخلافه
 و املی بدل جمعی فروکش کرد. تا آنکه در سنه ثلث و عشرین و الف (۱۰۲۳) محل سفر عالم دیگر
 شاعر خوش طبیعت صاف فکر است. ساقی نامه برای خانخانان در سلک نظم کشید
 و بصله ده هزار روپیه جیب و دامن آرزو پر کرد. ازان است ۵

بیاساقی آن آب جوان بده	ز سر چشمه خان خانان بده
سکندر طلب کرد لیکن نیافت	که در هند بود او بظلمت شتافت
ای خدا جنس مرا از غیب بازار بده	می فروشم دل بدیدار سے خریدارے بده
شکسته دل نشویم ارترا سر جنگ است	که آگینه ما هم طبیعت رنگ است
تو غنچه سحر من چسراغ صبحدم	تو خنده بر لب من جان در آستین دارم
پروانه نیک رفت که در پیش شمع سوخت	اگر نذر که سوختن غائبانه چیست

رباعی

نزدیت جهان که بروش با ختن است نژادی او شش دو کم ساختن است

دنیا بمثالِ کعبتینِ نزد است برداشتش برای انداختن است

(۱۰) رضی-آقا رضی اصفهانی

استاد فن و نقاد سخن بود سیر هندیستان کرد و برگشت و در سبزه اربع و عشرين
والف ۱۱۰۲ جاده فنا پیود "آه از رضی" تاریخ است۔

نقش سخن باین آئین می بندد

نه بر که چهره برافروخت از غم آزاد است که سرخ روی گل از طبا نچہ باد است

در فراق تو چنان است تن بے باغم که پو فالوس به تحریک نفس می گردد

نخواهم زیست چند اینکه باز آر دپیشش و سیت نامہ بر بال مرغ نامہ بر بستم

(۱۱) ملک- ملا ملک قمی

مشهور سخن سرا بیان است - و معروف نکته پیرایان - مرزا صائب سخن اورا مکرر

تضمین می کند و در مقطعی می گوید

این جواب آن غزل صائب که می گوید ملک چشم بنیش باز کن تا هر چه خواهی بنگری

در صغرس به شوق شاعری افتاد - و از قلم به کاشان آمد و ایامی در اینجا بزم

سخن گرم داشت - آخر متوجه قزوین شد - و قریب پچمار سال در مصاحبت موزون

و سنده این آن مقام گزرا نید

و در رمضان سنہ سبع و ثمانین و تسعمائے (۹۸۷) از قزوین برآمده سرے

بیار و کن کشید - و از مرتضی نظام شاه دیوانه والی احمد نگر و بعد از بزرگ

شاه اکرام و انعام فراوان یافت -

و در بیجا پور دامن دولت ابراهیم عادل شاه والی آنجا گرفته - از

مقربان بساط عزت گشت۔ و ثمر با از نہال برومند دولتش برچید۔ و چون جوہر
قابلیت ملاظہوری مشاہدہ کرد فریفتہ گردید۔ و دختر خود را در حجاب نکاح او درآورد۔
صاحب تاریخ عالم آرای عباسی گوید:-

”مولانا ملک قلی با اتفاق مولانا ظہوری تہذیبی کتاب نورس را کہ نہ ہزار بیت است“

در بنام عادل شاہ تمام کردہ نہ ہزار ہون بالمناہ نہ صلہ یافتند۔“

شیخ فیضی وقتہ کہ از درگاہ اکبری بہ سفارت پیرمان شاہ والی احمد نگر ماہ
شد۔ در عرضہ خود از احمد نگر بہ اکبر پادشاہ می نویسد کہ:-

”در احمد نگر دو شاعر خاکی نہاد۔ صافی مشرب اند۔ و در شعر ترتیب عالی دارند۔ کیے ملا“

”ملک قلی کہ کس کمتر اختلاف می کند۔ و ہمیشہ مژہ ترے دارد۔ دیگر ملاظہوری کہ بغایت“

”رنگین کلام است۔ و در مکارم اخلاق تمام۔ عوہیت آستان بوس دارد۔“

ناظم تبریزی گوید:-

”در سنہ ہزار و ہست و چہار ملا ملک فوت شد۔ ملاظہوری یک سال بعد از او“

و ابو طالب کلیم گوید:-

ملک آن پادشاہ ملک معنی کہ نامش سکہ نقسہ سخن بود

چنان آفاق گیر از ملک معنی کہ حد ملکش از قم تا دکن بود

سوی گلزار جنت رفت آخر کہ دلگیر از ہوائے این چین بود

بجسم سال تارخیش ز ایام بگفتا۔ او سراہل سخن بود

اما این تاریخ از روایت ناظم تبریزی یک عدد زیادہ دارد۔

پیش ازین کمیات ضخیمہ از ملا ملک دیدہ بودم۔ و وقت تحریر دیوان غزل

لے اس غرضی کہ مولانا محمد حسین آزاد مرحوم نے در بار اکبری میں صفحہ ۳۹۷ سے بغایت ۴۱۷ نقل کیا ہے
دیکھو در بار اکبری مطبوعہ لاہور رفاه عام سٹیم پریس ۱۸۹۵ء +

مختصر از و بنظر در آمد - خوش لفظ است - اما معانی تازه کم دارد - و تشبیه که در کتب
 کتب نصوص است در کلام او بسیار کم واقع شده - و اشعار چیده او ازین قبیل
 است که به تحریر می آید است

دلم ز داغ غمت صد هزار جارش است	کسی که دوست بود با تو دشمن خویش است
ازین رنج که بیدار کوار محبوب است	اگر وفانه نماید سستی و هم خوب است
اگر چه مجلس ستان تهنی ز غوغا نیست	ولی که صحبت نشان غالی از تماشا نیست
دره نخست که یزد خون مردم چشم فتانت	که زرم و زلف محشر رسد رسته بدامانت
اگر بامدعی عهد و فایستی نمی رنجی	که می دانه ندارد اعتباری عهد و پیمانست
بروز حشر شهیدان چون بها طلبند	تشیع کن و خاموش کن زبان همه
با احتیاط می عافیت به ساغر ریز	که سنگ فقره به پیاله داران است
پیام مست عبدان داشت سقمی	که قاصد دست بنویس خبر داشت
صلح کردیم من و غیر دین بود صلاح	زانکه جنگ میج او باعث رسوائی تست
مغ شب کو که در سایه پروانه گذاخت	به آتشت که تقلید سمندر نکند
صدم دیدی ملک یکبار سر کن شکوه	نبیتی شرمندۀ لطفی زبانت لایحه نیست

رباعی

عاشق بهوس اگر سر کاسه می داشت	جادویم چون تو نگاسه می داشت
ای کاش ملک بوالهوسی می آموخت	تا در نظر تو اعتباری می داشت

(۱۲) ظهوری - ملا ظهوری ترشیزی

ظهور دولت سخن در عهد و بمعارض علیا رسیده و نهال کلام موزون از زمین
 تربیت او سر به طارم اخضر کشیده -

مرزا اصائب اور ابا ادب یاد می کند و می گوید:

صائب نداشتیم سرو برگ این غزل این نفیس از کلام ظهوری بمارسد

ظهوری درین زمین دو غزل دارد - بیته از ان فقیر را خوش آمده

با خنجر کشیده تغافل رسانده بود خود را به پیش من که نگاه از قناری

ساقی نامه ظهوری عجب صفائی و نمکینی دارد - و به نازک ادایها دل از

دست می برد - کتابچه این میخانه بنام برهان شاه والی احمد نگر است -

نثر ملا جم طرز خاص دارد - اما غزلش باین رتبه نیست - بعد از تحصیل حیثیات

محل سیاحت بر سبت - و به سیر عراق و فارس پرداخته عازم گلگشت و کن گشت و

از خوان احسان ابراهیم عادل شاه فراوان نعمت اندوخت - و کام و زبان را به جا

او شیرین ساخت -

فاما ملک قی اورا بنر پور کمالات محلی دیده طرح آفت ریخت - و صبیئه خود را در عقد

از دواج مولانا کشید -

و این هر دو سخن آفرین دماغ اتحاد نوعی رسانیدند که تالیفها بمشارکت فکر به تحریر

آوردند - چنانچه ملا ظهوری در دیباچه "خوان خلیل" می طرازد که "ظهوری

قبل ازین در پیرایش "گلزار ابراهیم" و اکنون در گستردن "خوان خلیل" سیم

عدیل ملک الکلام است -

وفات ملا ظهوری در دکن سنه خمس و عشرین و الف (۱۰۲۵) واقع شد -

نهی سال پیش ازین کلیات سیرضامته از و بنظر رسید - و درین وقت دیوان غزل

به دست آمد و بیته چند انتخاب افتاده

شب از مرگان تر فرم غبار آستانش را پیشمانم که کاره یاد دادم پاسباش را

له مراد از کتابه در اینجا دیده می کشن است -

تفاضل پیشہ صید افکن این سرزمین باشد	که دائم بہ تقریب لگا ہے و کین باشد
نیفتادم چنان کز کوشش افلاک بر خیزم	مگر گرد تو گرد گرد من کز خالک بر خیزم
چنان طفل مرا جیم اگر پیر شدم	کوچه گردی است بآگرچه زمینگیر شدیم
ازین چہ پاک کہ رسم وفا نمی دانی	بلاست اینکه طریق جفا نمی دانی
مدام خویش منہ جملہ بر منے دادم	گذشت کار طفل چرا نمی دانی
سعادت است به عشق تو بہ نفس مردن	و کین خضر منم عمر با ودان نذر است
تعریف عجیب کرد در مزاجش نعیر	عجیب نیست کہ غیرت مزاج گوشہ است
نیاز مود کہ نور غور تا چند است	اگر حریف ضرور است عجز و انبیا است
کہ دید است از چنین صیاد وقت آن تروا	کہ زخم فروہ از پنجر لایعہ بر نگر و اند
ضمیم گو صبر مرا عجز تصور میکن	نیستم مرد عداوت محبت سوگند
بجلدی چون لگا ہے نیزینان فاعل خوانم	نشستن بر سر راہ صبا از من نمی آید
بہ فکین گاہ عرض حال کوہ آہنی بودم	چہ دانستم حیا در عشتہ سیما ہم اندازد
نموشی نفعها دار و سخن پرداز می داند	نخستین اینکه ساکت ہیچکے مانم نمی گردد
اگر چه یاد مرا رخصت نشستن نیست	ہمین بس است کہ بر خاطرش گذردا بد
حد برد است چشم اشکبارم فرغ غلطانی	نمی دادم شکیم از سفر کے باز می آید
سعی فرماتے کہ سیاب شوی از تف شوق	کہ اگر کشتہ شوی قدر تو افزون گردد
برد باران کوہ را از کاہ کمتر می نهند	تا تو آنان اند لیکن در سخن برداشتن
ذوقی است پادشاہے اقلیم دوستی	خواہم کہ یک دور دوز تو باشی بجای من
تیغ تو نمی داشت اگر آب مر و ت	خون چو منے را کہ رساندے بہ بہا
فلک گو یا تلاش منصب مشاطگی دارد	و گر نہ چیست از خورشید و مہ آئینہ گردانی

کدام جوړتو از لطف دلشین تر نیست چه احتیاج کنشویش انتخاب کشتی
 شیخ فیضی در عریضه نمود از احمد نگر به اکبر پادشاه برمی نگارو که :-
 "مولانا ظهوری نقل کرد که روزی یکے از شرفاء مکہ معظمه مجھے بود - اقسام
 "دم و برکنار خوشنات سے صحبتے می داشتند - بہ تقریبے یکے از اہالی ماوراء النہر گفت
 "کہ فردا چہار بار بر چہار گوشہ حوض کوثر نشستہ آب بمومنان خواہند داد - محمود صباغ
 "میشاپوری برخاستہ گفت - نام عقول مگوئید - حوض کوثر مدور است و ساقیش علی مرتضی
 "و گریخت"

راقم الحروف گوید چون تقریب حوض کوثر در میان آمد - رشعہ فائدہ از سحاب قلم
 می تراود کہ حوض کوثر مربع است - شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ در کتاب
 "البدور السافرة" می آرد اخرج احمد والبراء عن جابر قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افاعلی الحوض انظر من یرد
 علی والحوض مسیرۃ شہر و نروایاہ علی السویۃ یعنی عرصہ مثل طول

(۱۳) زکی ہمدانی

زکی الخلق ذکی الطبع بود - و گویے غزل گوئی از اقران می ربود - قوت مدبر
 بلند داشت - و با ملاشکوہی در خدمت میرزا ابراہیم ہمدانی درس می خواند -
 میرزا طاہر نصیر آبادی انتقال اودرسہ ثلثین و الف (۱۰۳۰) نوشتہ و
 ناظم تبریزی گوید "وفات اودرسہ ہزار و بیست و پنج (۱۰۲۵) واقع شد -
 و اوساز سخن باین قانون می نواز دہ

ستمشان محبت دم از فغان بستند گره ز جیبہ کشادند و بر زبان بستند

نثر به نکتت پیر اپنے مضایقه نیست در لے به طالع ماراہ کاروان بستند
کردل از عرض تمنا بمراد سے نرسید این قدر شد کہ ترا بہ سیر ناز آوردم

(۱۴) فرقتی - ابو تراب جوشقانی

جوشقانی المولد - کاشانی المنشأ - از قافیه سخنان عتبہ شاہ عباس ماضی بود -
و نوی سخن از بہارستانان می ربود -

و او قطعہ بنظم آورده پیش صادقی بیگ نقاش - اصفہان فرستاد -
و اہم تر تخلص کرد - صادقی بیگ قطعہ در جواب نوشت - و چہار تخلص تجویز نمود
از انہا فرقتی پسندش افتاد - از ان چہار تخلص کیے کلیم بود - گفتند چہا کلیم تخلص نمی
کنی - گفت نخواہم کہ ظرفا کلیم جوشقانی خوانند

ارنگال او در سنہ ست و عشرین و الف (۱۰۴۶) اتفاق افتاد نہال کلکش این
نوع ثمری افشاند

بہ خون ترا عارض عیانی تن نیست	پروا نہ پیر و ختمہ محتاج کفن نیست
چہ شد اگر مژہ بر ہم نمی تو اہم زد	کہ لب بلب نرسید است بیج دریا را
نہوان تراوش می کند از چاکہای سیدام	طفل اشکم باز گم کرد است راہ خانہ را
پو جادوے کہ از بہر فسون لبہا بجنباند	بہ افسونم زندہ چہیت ہم ہر لحظہ مژگان را

(۱۵) غفور - محمد حسین

از سادات لایمجان - و در فن طبابت و شعر و خوشنویسی متاثر زمان بود - در
امیران رسمی تخلص می کرد - و بعد وصول بہند غفور تخلص برگزید - بے شاہ
مصوران کشور فصاحت است - و خسر و نقش طراز ان قلم و کتابت -

درواخر ایام زندگانی ملازم شزاده پرویز بن جهانگیر بادشاه شد و اشعار خود را به حدت و موشح ساخت.

و در بلده اله آباد سزده شان و عشرین و الف (۱۰۲۸) چینی حیاتش بر سنگ فناء افتاد.

دیوانش قریب چهار هزار بیت نوشته اند. نقاش فکرش باین حسن تصاویر می کشد.

فلک مشب بکام زنده و در آشام می گردد	عس تو خواب راحت کن که امشب جام می گردد
در عشق چو سبای تسبیح شماران	صد عقده به پیش آمد و از راه نگشتم
سرشوریده بسا مان توان باز آورد	این نه دستار پریشانست که از سر نبند
این قوم خود نما که بنهینند عیب خویش	آینه کاش در گرد تو تیا کنند
می رسد نازت از آن چشمت که چون غنچه گل	سر مرثگان تو از طرف کله می گردد
ملاحظت تو گواه است و شوخی من	که بے نمک نسرشتند خاک آدم را

(۱۶) نظام میر نظام دست غیبی شیرازی

نسق ملک سخن طرازی است. و نظام قلم و نکته پرداز می. در عمرش بی سالگی دنیا بی پنج روزه را وداع کرد. و این سازه در سده تسع و عشرین و الف (۱۰۲۹) واقع شد. خوابگاهش حافظیه شیراز.

سحاب کلکش باین آبداری گوهر می افشانده

دلم را عشق گردانید بر چشم پر کارش	چو آن مرغی که گرداند کس بر گرد و یارش
ز دنیا یکسر منعم نباشد اهل دنیا را	که دلگیری نباشد و نفس مرغان دیار را
گر فلک من هم آغوشش نماید و در نیست	باغبان بر چوب بند گلبن نو خیز را

چشم چون بر عشوه کرد اول بسو خوشید
 بادۀ خود خور و ساقی ساغر لبریز را
 دل که فسرده شد از سینه بدر باید کرد
 مرده هر چند عزت زست نکه نتوان داشت
 من آن مرغم که باشد آشیا نم سایه بزرگ
 تواند جنبش بایس مرا بے خانمان کردن

(۱۷) مرشد - ملا مرشد میرزا جردی

مرشد سالکان جاده معن است - و صاحب تلقین مرتاضان این والافان
 از وطن خود در بگراے هند شد - چون بقندار سید - جاذبه التفات میرزا
 غازی وقاری عقاب پائے او گردید و در آن عتبہ کرسی نشین عزت گشت - و
 مرشد خان خطاب یافت - بعد فوت میرزا غازی خود را به هند کشید -
 پوشیده ماند که وار و شدن مرشد از ولایت خود بقندهار در حل اقامت افکن
 در سایه عاطفت میرزا غازی هفده سال پیش ازین هنگامے که مخیر پدیر بیضا در میان
 بود - در تذکره مشابیه افتاد - تعیین تذکره از خزانه حافظ برآمد -

و میر تقی اوحسی صفایانی صاحب تذکره عرفات گوید - محض کلامش اینکله

"مرشد وقتیکه از میرزا جردی به صفایان آمد بنده خدمت ایشان مکرر رسیدم - از اینجا"

"بشیراز رفته - در آن سیر کرد - چون بملک سنده افتاد - صحبت او با میرزا غازی برآمد"

"و ترقیات نمود - و مرشد خان خطاب یافت - و چون میرزا غازی جرحه شهادت چشید -

"ادۀ درگاه جهانگیر بادشاه نمود - در آنجاے تحریر این مقالات به آگره آمد - چند روز احوال"

"دریافتیم - پس در اجیر رفته به اردوے جهانگیری واصل شد و بملازمعت سلطانی شرف"

"گردید و الحال با مهابت خان بی باشد"

و پنجین میر تقی در ترجمه طالب آملی که با او هم ملاقاتها و اردوی نویسد که -

"وقتیکه از ایران عزم هند کرد در سنده خدمت میرزا غازی قیام نمود"

برخال و خط شاسان چهره تایخ هویدا است که میرزا جانی والی تنته پدر
میرزا غازی در سنه احدی و الف (۱۰۰۱) ناصیه بخت بملازمت اکبر پادشاه
برافروخت. و میرزا غازی در تنته ماند. اکبر پادشاه تنته را به میرزا جانی
ارزانی داشت. و نیابت به میرزا غازی عنایت شد و چون میرزا جانی در
برهان پور در سنه ثمان و الف (۱۰۰۸) جان نجران آفرین سپرد. پادشاه
میرزا غازی را مشمول عواطف داشته ولایت سندھ را با او باز گذاشت. و
در سنه احدی عشر و الف (۱۰۱۱) سعید خان چغتایا تنزاع سندھ مامور شد میرزا
غازی حلقه انقیاد در گوش کشید. و تا بھکر رسم با استقبال بجا آورده سعید خان را
در یافت. و بهمراہی او خود را بدرگاہ اکبری رسانید. ہمت خسروانی بر حمت
بحالی ملک سندھ رنگ رفتہ اورا بحالت اصلی آورد. و در عہد جمائگیری سنو
ملتان در اقطاع او اضافہ شد. آخر بصوبہ داری قندھار سرمایہ افتخار
اندوخت. و ہما نجا در عمر بیست و پنج سالگی سنہ احدی و عشرين و الف (۱۰۲۱)
پیمانہ حیات او لبریز گردید.

میرزا غازی بعد از آنکہ از سندھ بہند خرامید. باز بہ سندھ نرفت.
پس ملاقات مرشد و طالب با میرزا غازی در سندھ بقول میر تقی در عہد
اکبری بودہ باشد. واللہ اعلم

غنی نمائند کہ تذکرہ میر تقی صفایانی بعد تبیض این جریدہ بنظر رسید
اسامی شعراء ترتیب حروف تہجی مے کرد. عجب صلاحے عامے در دادہ. و بہ آن
موزونے کہ پے بردہ چہ قدیم چہ جدید در همان خانہ خود تکلیف نمودہ و بہ از
تذکرہ میر تقی کاشی است تذکرہ صفایانی نسخہ ناقص از حرف الصاد تا

حرف الیاء بدست آمد و چند جاضوره بعضی مطالب الحاق نموده شد۔

هرشده در سده ثلثین و الف (۱۰۳۰) از لباس عنصری برآمد منتخب از دیوان
ایرانی بر اقسام شعر بنظر در آمد۔ زبان خوبه دارد و سخن بقدرت می گوید۔ قصاید
و مثنویات او به از غزل است و ساقی نامه مختصره نشه آور از میخانه عکاشش تراویده
و ملاحظهش این است ۵

بهار است در دل مست و من در خار	خوشا جامه خاوند از دست یار
گیرم که روز عشر سر از خاک بر کنم	آن دیده کو که جانب قاتل نظر کنم
ست آن مزعم که گریاری نماید بخت سازم	بود ناگوشه بام نفس معراج پر دازم
طره دلبر نیم تا که پریشان زیستن	چشم عاشق نیمه تا چن چیران زیستن
کاش اجزای وجودم بگسلد از یکدگر	تا دور و زجمع گدازم زین پریشان زیستن
بسیار ز حد می گزرد گرمی مجلس	و سوخته در پس دیوار نباشد
به سبب مرشد ز طورین شکایت میکند	اینقدر آخر نمی داند که من دیوانه ام
جوان زبک شد از فیض ابر عالم پیر	شکوفه ریزد از شاخ بر سر شمشیر
بهان بزرگ گل افتد بجاک سایه گل	زبک لطف هوا کرد در زمین تاثیر
هوا چنان بر طوبت که از زبان تا گوش	هزار جا بزم در نیشه ناله شبگیر
چنان ز لطف هوا گشت طبع آتش نیز	که شعله چون می گل رنگ بگذرد ز حریر

رباعی

را چه پیشم بستی شب است و فراز
کز انجاش خبر ندارد و آغاز
چون ناله عاشقان پست و بلند
چون وعده وصل گلرخان دور و دراز

(۱۸) زلالی خوانساری

در اختراع تازگی عبارات و نازکی اشارات بے نظیر افتاده و با ایجاد سبزه

ستبارہ سچہ بلند خیالی را رونقے دیگر داده۔

عمدہ شنوات اور محمود و ایاز است کہ مصنف اکثر اوقات خود را صرف این کتاب ساختہ سال آغازش کہ احدی و الف (۱۰۰۱) باشد این بیت شریح مینماید
 در اس وقتان این مشغولانی بچو تارنج نقشش از نظامی
 و تارنج افتخارش کہ سہ اربع و عشرین و الف (۱۰۲۳) باشد این مصرع افادہ میکند
 الٰہی عاقبت محمود باشد۔

اما ترتیب نادادہ ورق حیات گرداند شیخ عبد الحسین دادا شیخ علی نقی کہ
 در ہندوستان نسخ متورده فراہم آورده بہ تقدیم و تاخیر و طعن ابیات فی الجملہ
 ربطے داد۔ و ملا طغرانی مشہدلی دیباچہ تشریح تحریر آورده۔
 و فوت زلالی در سہ احدی و ثلثین و الف (۱۰۴۱) واقع شد مہر شروع
 از جہاں رفت زلالی بچنان تارنج یافتہ اند۔

از محمود و ایاز است ہ

مئے کز دے خرد بے برگ گرد غم از یک جود شادی مرگ گرد
 جنون یک قطرہ از لائے خم او سر بیوشی و پائے خم او

(۱۹) نقی - شیخ علی نقی

از شعراء معمورہ مکرمہ و مروج نقد و سرہ است۔ در آغاز سن و قوف بجد تمام
 بمسب علیم پرداخت۔ و در معقولات و منقولات از اکفاء و افزائستے برآمد
 و اکثر نادرک فکر بصید معانی می انداخت۔ و وحشیان خیال را در دام عبارت
 بند می ساخت۔ دیوانش شملہ قصائد و غزلیات و دیگر جنس شعر بنظر درآمد تصد
 لہ ازین مصرع تاریخ طلوب برنے آید۔

خود رو. و بیشتر شما گستر حاکم بیگ اعتماد الدوله است. و در صله قضیده دالیه
 کرد. و اعتماد الدوله گفته مبلغ نظیر سالیان مقرر گردیده. و بعد فوت شیخ هم چند
 سال آن وجه به متعلقان شیخ نمی رسید. طبع قضیده مذکور این است
 اهل صورت که جمعیت هموری شادند. فایغ از فقره معنوی اندر آمدند
 رحمت شیخ در سزاوری و کشین و الف (۱۰۲۱) اتفاق افتاد این چند بیت
 از دیوانش را گرفته شد:

چنان دلم سپهرش چشم تو شاد نیست	دلم که بر تو انجم مست اعتماد نیست
کشت چه تنویرین به قدرت طلال مرا	گزید چو مار سید سایه نعل مرا
کم کن شراب لطف که پر شد این ما	روغن چنان مرز که میرد چراغ ما
کردی نفید چشم حق را ز انتظار	این بود پنبه که نهادهای بدارغ ما
سزایم و دلم می کنم تو عجم ویرین را	چو بیایم که وقت مرگ یمان تازه میسازد
یادش آن نامی بجز و ناتوانی داشتند	کو کین آخرت و در این قوم را بدنام کرد
نقی در گریه آورد اضطراب شوق جانانی	کز دور آتش سوزنده آتش چوب نر گید
من گشته آن چشم که در عین تنگبش	با همچو من در صد و ناز در آید
رفیق و همو شمر که را نماند سیریت	ما تم زده بکچیل بشیران نبرد راه
نقد دل در دمی و آنگاه به قریب بیا	سر بر پیش افندی و چشم ببالا نکنی
نیت در شوق دل شاد بشنیدی که چه شود	یادشاهی ز غلامی پدری از پسری
وای بر جان نملایق اگر آرند بخت	خوش روز قیامت شب تنهایی را

(۲۰) طالب آملی

برادر خاله زاده حکیم رکناکاشی بود. جوایای معانی بلند است و خواص لایلی و لیل

میرزا صائب گوید

بجز تازه قسم یاد می کنم صائب که جائے طالب آمل و راضی پائیدار
در ریحان شباب از ولایت خود برآمده به نر بهنگده هند خرامید چون میرزا
غازی بقاری در پیشگاه جهانگیر پادشاه بصوبه داری قندهار مامور گردید
و نقد کباب قدردانی اهل کمال را رواج داد - طالبها خود را باستان میرزا
غازی کشید - و به انتفاع فراوان اختصاص یافت طالبها قصیده طولانی در مدح
میرزا غازی می طرازد - و در آن قصیده رفتن خود از هند پیش میرزا مفصل بیان
می نماید - از اینجاست این بیت

عنایات شوق تو شد ورنه که دل زده فال رجعت زبند و ستانم
و بعد رحلت میرزا غازی کثرت ثانی به گلگشت هند شتافت و ایام با عبد الله
خان بهادر فیروز جنگ ناظم گجرات بسر برد - آخر با عتصام ذیل جهانگیری قوی پایه
شد و در سنه ثمان و عشتین و الف (۱۰۲۸) بخطاب ملک الشعراء بلندی اندوخت
و در همین سال ابو طالب کلیم بهدانی از هندوستان بعراق عجم معادلت نمود -
طالب آملی در مدح جهانگیر بادشاه و اعتماد الدوله وزیر و نور جهانگیر
قصاید فراوان دارد -

وستی النسا خانم همیشه طالباست - سستی النسا خانم در عهد صاحبقران
ثانی شاهجهان مدار المہام محل پادشاهی بود - و شوهرش نصیر ابرار حکیم رکن
کاشی در هندوستان رخت هستی بر بست - چون فرزندے نداشت سستی النسا
خانم دو دختر که از طالبها مانده بود به فرزند می برگرفت - کلاں را بعقل از دواج عاقل
خان و خور در اجماعه نکاح حکیم ضیاء الدین مخاطب به رحمت خاں که سپهر
حکیم قطبا برادر دیگر حکیم رکن است در آورد -

ستی النساء خاتم درزی الحجه سده و خمسين و الف (۱۰۵۶) بساط زندگانی
در نور دیده

طالبها در اوائل مهر دار اعتماد الدوله بود آخر مستعفی شد و قطعاً اعتداری
بنظم آورد و از انست

دو صنف اند اهل طبیعت که هرگز
یکے را فرومایگی کردنش عر
من آن شاعرم شکرانه که دارم
که که دهر با قوت یکدانه گردد
به گلزار معنی هزار فصیح
چو مهر تو دارم چه حاجت بمرم
طالبها در مدح قلیج خان ناظم لاهور قصیده هشتاد و چهار بیت در یک
شب فکر کرد و بآن می نازد و می گوید

منم که نیست چو من شاعر سے ز اہل سخن
گواہ این دو معنی ہیں قصید بس است
اما میرزا اسحاق اشهب فکر از طالبها نیز ترزند و ہنگام درود بر لان پور
قصیدہ شصت و یک بیت در یک چاشت در مدح ظفر خان بنظم آورد و در اینجا
سے فرماید

ہزار حیف کہ عرفی و نوبی و سحر
کہ قوت سخن و لطف طبع سے دیدند
ہمین قصیدہ کہ یک چاشت روی داد
اگرچہ طالبها را بیست و سه بیت افزون است۔ اما افزونی ابیات طالبها با وسعت

وقت کم است۔ و کمی ابیات مرزا یا تنگی فرصت افزون۔ و این معنی از تقسیم ابیات
میساعات واضح می شود۔

آدم برین که نسبت بجناب مرزا اصائب بی ادبی نمی توان کرد۔ اما این
همه تفاخر از طالب آملی نامشهور است۔ چه شوکت قصیده قریب بندیت در
مدح میرزا اسعد الدین در عرص چار ساعت نجومی انشاء نمود۔ و مطلقاً لیب
یا ظهار کمال نمیشود مطلع قصیده این است۔

بسکه جوشه شعله حل کرد از مینا شے من نیشه افواره افش کن صبا شے من
دور آنز قصیده ذی گوید۔

شب که گردیدیم هم آغوش پرینو نیال چار ساعت در گذار شام دیو آسای من
این همه اطفال منی را که افکار من اند زاد کلک مریم آسای میحار ای من

طالبان درین جوانی از زیبا خامت زندگانی برآمدن واقع در سنه ۱۲۶۱
ثلثین و الف (۱۰۳۶) پیش از فوت جهانگیر پادشاه بیک سال۔ و داد۔

دیوان نصاب و غزلیات و رباعیات طالبان در وقت تحریر بدست آمد فرصت و نا
نکرد که بانتخاب پرداخته شود۔ لکن چند از گلستانش حواله دست قلم می شود۔

گر من بجائے جوهر آئینه بود۔ بے رو نما ترا بنویسم می نمود۔

من کیم که بشویم تن مرا اندازد برین تا کیم که بخورم گرامی می کند بر گردش

بے نیاز از رباب کرم۔ چون سپید چشم که بر سر فروشان کرد

ملایمت کن و فایده شوازم از ملامت خلق تا کیم که ز آسیدب تو نشاء آزاد است

دشنام خلق را ندیم جز دعا جواب ایوم که تلخ گیرم و شیرین عوض دهم

سب چینی که بگلگون می سوار شدم امید هست که رنگ پرین را گیرم

خانه شرع خراب است که ارباب صلاح در عمارت گری گنبد دستار خود اند

عزہ در جهان کے بینم دہر کوئی دہان چمار است

(۲۱) شغائی اصفہانی

احمد شرف الدین حسین است۔ پدرش حکیم ملا طیب حازق بود۔
مشاور الیہ مراحل کسب علوم بسرعت نور دید۔ و حکمت نظری را بیشتر ورزید۔ و دست
مشق طبابت کرد۔ فرمایید از مشهور است۔ و مراد از شغائی شعر افتاد و معاجین
افکار و اغیار القومینہ بحشید مرزا صاحب فرمایند

در اصفہان کہ بد رنجن رسد صاحب کنون کہ پیش شمس سخن شغائی نیست
حکیم نزد شاہ عباس مانسی یا فروغی ترب و منزلت اکتیاد داشت تا بعد
کہ روزی در عرض راه شاہ را بر نور و شاہ خواست کہ از اسب فرود آید حکیم مانع
آید از اسب را پس بیاورد شدند تا حکیم گذشت۔

جو بہ مرزا جمل غالب آمد۔ میر یا قزو اما و میگفت "شاعری فضیلت شغائی
آپوشید۔ و بجا شعر او را پیمان ساخت" لیکن در بیان عمر ازین امر ناام تم تبہ
موفق گردید۔

فرش در رصفان مسدود و شمشیر و آتش (۱۰۴۷) اتفاق افتاد۔
زادہ طبعتش دیوان جد و ہزل و چند شعری است مثل "دیدہ بیدار" و
"ان بقیہ کما" و "مہر و محبت" این ابیات از دیوانش مانو شدہ

در دل در آفرج گلہای داغ کن	از خانہ یون ملول شوی میر باغ کن
خویش را بر قیاس غم آخر دل بینا بے	این کتابن پاس کہیں خف می ہمتا بے
ما کہے نو کہ کہ بر در گاہ اودادی کنیم	مشت غم نے حسین عالم و فریاد کنیم
از زبان حجب کین پریش دلما کن	عالم را طعمہ شمشیر است غنا کن

اے درآغوش ملک و مودہ بدخونی مکن
شکرستان زیر لب اری ترش روی مکن
بجز غم تو نگویم کہ بیم رسوائی است
نہان کفر خیالت کہ یا رہ جائی است
بر انتقام ابد آشتی میسر نیست
ز بسکہ خوے تو بر یک گنہ میسجد
نوبہائے کہ دلی تشگد از پہلوی او
جائے آنست کہ پہلوی خزان نشیند
دامن دیدہ نگمدار کہ در مذہب ما
دل چوشت کشتہ دیت از مژہ تر گیرند
یک لحظہ نپرداخت مرا داد و بخشش
این شکوہ بافسوز بخشش دگر افتاد
خدا عشق مرا از رنگ رسوائی نگدرد
کہ بدبیتائی پیرامن این رازی گردد
گر نقد جان بہائے وصال نمی شود
از قاصد تو ذوق خبر می توان گرفت
آن دل کہ نامزد بوفائے تو کردہ ام
کارے مکن کہ عریہ جوئے دگر شود
تپ غم دیدار و لسوزی شکر زبان دار
مہمسم را مکن شیرین کہ می ترسم بجان فتم
زہر بیدارم بہ زہر امتحان کم کم مرید
ہر چہ داری بہرسم ہم زیر نایکجا کشم
پے شکستن چمان بہین پس است تلافی
کہ بہر تازگی عمد داد دست بدتم
مراقبت بہ پنهان دیدنی کردی خوشتر
کہ بوی غبتی می آید از ارزان بہا کردن

(۲۲) قاسم - قاسم خان جوینی

قاسم مائتہ فصاحت است۔ و ناظم جوہر بلاغت۔ مینچہ بیگم خواہر اعیانی
نور جہان بیگم در جبالہ عقد قاسم خان بود۔ و بہ علاقہ سلفیت جہانگیر بادشاہ
بہ پایہ امارت و رتبہ مصاحبت سربراہ فراخت۔ و بہ قاسم خان مینچہ مشہور گردید
در او آخر عمر جہانگیری حکومت صوبہ اکبر آباد و حراست قلعہ آن مصرعے
پیرداخت و در آغاز دولت شاہ جہانی بہ منصب پنجزاری پنج ہزار سوار و ایالت

صوبہ بنگالہ امتیاز یافت۔

و در سہ آشتین و اربعین و الف (۱۰۴۲) بفتح ہوگی بندر کہ از بنادر
عمدہ بنگالہ است۔ بقاصد سہ روز باجل طبعی در گذشت۔ امیرے خیر معیت کراٹم اخلاقی
بود در نماز تہجد تقید داشت۔ و ہر سال دو لک روپیہ بہ تھقان می رسانید
رایت سخن باین شکوہ می افرازدے

نمونہ چربس بیدلم صدانکم ز بس شکستہ دلم لب بخندہ و انکشم
راہ از ہجوم گریہ بر آواز بستہ ایم خون خورده ایم تا لب علم از بستہ ایم

(۲۳۱) شوقی میر محمد حسین

از سادات ساوہ است۔ و طراح سخن با حلاوہ۔ میرزا عصاب کلام اورا
تضمین میکنند و می گویدے

جواب آن غول است اینکہ میر شوقی گفت پوشیز از دو طرف می کشند زنجیرم
از ولایت خود بکشور مہند آمد و بشمول عواطف اختام الدولہ طہرانی بہانگی
گردید۔ بعد چندے سدہ جہانگیر با دشاہ لازم گرفت۔ و بہ تقصیرے مورد عتاب
در حبس افتاد۔ و بنوجہ قاسم خان جوینی از قید رہائی یافت و مدتی با او بسر
برد۔ آخر بولایت ایران معاودت نمود و ہما نجا در گذشت۔

طلایے سخن باین چاشنی از معدن بیرون می آردے
و عشق ہر کجا کہ بلندی است پست است فیروزہ جبابی گردون بدست ماست
نتوان عہد با چشم تو کردن آریے بتواضع گزرانند ز خود مستان را

(۲۳۲) فتحی اردستانی

فاتح ابواب خیال بندی است۔ و حرف شناس قفل ابجد مشکل پسندی۔ مرزا

صائب سخن اور انصاف می کند و می فرماید

این جواب آن غول است که فتنی گفته است از فراموشان مباد آن کس که ماریا و کرد
فی الجملہ تمجیل کرده بود۔ و در کمال ملائمت و نهایت پاکیزگی زندگانی میکرد۔ وفات
او در سنه خمس و اربعین و الف (۱۰۲۵) واقع شد

گوهر سخن چنین در سلک نظم می کشد

بزار نکند بن گفت چشم غمازش چون سوزن خورده که بیرون نیاید آوازش

بدیده اشک شود رهنمون دل مارا ستاره شمع بود در هر دو این دریا را

(۲۵) فصیحی

از اعیان سادات هرات۔ و آئینه نقش پذیر حسن صفات بود۔

خواننده افسون فصاحت۔ نوازنده قانون بلاغت۔ میرزا جلال اسیر گوید

آنالکه مست فیض بهارند چون اسیر تیر و تیر ز جام فصیحی کشیده اند

ابتداء حال در خدمت حسن خان بن حسین خان حاکم هرات عظیم تقرب

داشت۔ و تخم مدت پدر و پسر فراوان در سرزمین سخن کاشت در آن ایام در و دیگم

شفائی به هرات اتفاق افتاد۔ و در مجلس حسن خان بامیرزا فصیحی ملاقات دست

داد۔ و مشاعره ایشان بمنارعه انجامید۔ خان طرف فصیحی گرفت۔ شفائی از هرات

برآمده فصیحی را بچو کرد فصیحی در دیوان بلند حوصلگی را که رفرمود و اصلاً ملتفت

جواب نشد بچو فصیحی در دیوان شفائی بنظر درآمد دل نخواست که زبان قلم بکلمات رکیک آتش شود۔

میر تقی اوحدی صفایانی گوید۔ پسند نوبت عزم هرات کرد مانع او شد ند چون ما بچو

لوائی شرافه نجیب اس ماضی در سنه اصدی و ثلثین و الف (۱۰۳۱) سراد افروز بهر

گردید۔ میرزا فصیحی باریاب ملازمت گشت۔ و صحبت او و دلنشین شاه افتاد۔ و بعیات

فراوان مخصوص گردانید۔ و ہمراہ خود بعراق عجم و ما زندران برد۔ از فروغ بیت
گو ہر اورا جلائے بخشید۔

دیوان فصیحی بنظر در آمد۔ خوش محاورہ است۔ اما مضمون تازہ بندرت دارد
این چند بیت از الفاظ یافتہ

زبون درو پریشان زلف یار شدم	نصید دوست که صید دل نگار شدم
مزیت نعل و دست که چو آن بخت سراید	آب سیه از چشمه خورشید بر آید
تو تماشا کن آئینہ کہ حیران نشوی	زلف بر خویش میباشان کہ پریشان نشوی
بے کینازگی بار بسم بر نه تابد	بخون عظم کہ امروزش بشنام آشنا کردم
رتبه حسن بنیاد است چه حاجت به نقاب	بہ منع نگلی کز مژہ کوناہ تراست
ہزار بار قسم خورد و ام کہ نام ترا	بلب نیاور اما قسم بنام تو بود
خویش را بر نوک مرگان تنم کیشان زدم	آن قدر زخمی کہ دل چاہست در پیکان نمود
ما زہر فالتیم فصیحی نہ شمر ناب	مرد پیاپی خوردن بال گس نسیم
غار ترم کہ تازہ ز باغم بریدہ اند	محرورم بوستانم و مردود آتشم
نویسار ایشیم گل عیشم مغرب	کہ من این ناله زار از دل خرم دام
مختصرستی کہ ما را بود صرف جام شد	گر خدا روزی کند دست دگر بر سر زخم
خاک آن کوی فستی ز حین رنج مکش	از مہ و مہر بیا موز جین سائی را

(۲۶) شاپور طهرانی

پدش خواجگی بر ادھقی میرزا محمد شریف ہجری پدرا عتقاد التبولہ جہانگیری
است شاپور فریبی ہم تخلص میکرد۔ قصائد و لہریہ دارد و غزلیات دیوان زیب
مرزا عسائب کلام اورا تضمین می کند و می فرماید

صاحب این تازہ غزل آن غزل شاپور است
 که گران می رود آنکس که توکل دارد
 کلمات شبابو نظر در آه قصیده نسبت دیگر اقسام شعر جوهری گوید و در دقت و نزاکت
 می دهد چون قاعده اغلب این جریده ذکر ابیات غزل است چندی از غزلیات او جدا نموده شده
 بشوخی تو سوار سے بصد رزین شست تو تا سوار شدی فتنه بر زمین شست
 گر چه در حاشیه بزم تو داخل باشم رو خراشیده ترا ز صفی باطل باشم
 نگنج چیدم ازین بستان نام یاسمن بدم دلے پر در داغ غولے مرغان چمن بدم
 در ره یارے کزو ممنون یاری نیستم گر چه خود را گشته ام بے شرمسار نمیستم
 بے می سرت یار دل ریش ندارم تا مست نگردم خبر از خویش ندارم
 نازک دلم چو کاسه چینی خدائے را انگشت بر لبم نرنی کنز فغان پر است
 قدیمین پست از بند یکا استغنائی است ورنه دیوار من از دیوار کس کو تاه نیست
 ماؤنگاه دور که زندان پاکباز بر سر نخه زنند گلے را که بگویند
 سینہ بر خنجر اوزان که شهادت اینجا ناقص است از مدد کشته به قاتل رسید
 چو ابرم از پر نفع که دوت گریه می آید اگر بر خاطر باد صبا بیم غبار خود
 می رود نفس کنان بدم تیغے شاپور دامنش را بگذازید که کارے دارد
 گویمیا بهتر تلافی بسیر کشته خویش به که این صلح برنجیدن پای نکشد
 بر تیر که چون میشکراز دست تو خوردم تا آهمن پیکان هگی جزو بدن شد
 هیچ جرعه نیست در عالم ز غمازی بتر عشق معذورا است که منصور را بردار کرد
 عیب پوش خود نباشم عیب جوی گس نیم در دمندم در شکست در دمندانستم
 نعم البدل وعده صد سال وصال است آن بوسه که نقد از لب پیغام گرفتم
 کف غبارم و عریانی است کسوت من نیم عبیر که خود را به پیرهن مالم
 روشن نشد ز آتش ما چشم خانه همچون چراغ گور بوی رانه سوختم

فصیح عرض تمنا کو کہ در ایام وصل یار مستغنی و من مشغول انظار و ام
 زمین سرگدوشان نتوان باده خریدن صفرای می از باده خوانب شکستیم
 در حق هستیم از ہم بدر آئید که من دیده ام آنقدر اصلاح که باطل شدگار

(۲۷) اسیر میرزا جلال بن میرزا مومن شهرستانی

شاعر ادیب است و موجد انداز بے دلپند - ابوطالب کلیم گوید
 میرزای ماحلال الدین بے است از سخن سخنان طلبکار سخن
 راستی طبعش استاد من است کج نیم بر فرق دستار سخن
 و میرزا اصائب سخن اورا مکر تضحین میکند و در قطعه میگوید
 خوشا کسی که چو صائب صاحبان سخن تتبع سخن میرزا جلال کند
 اسیر اگرچه بلید فصیحی هر وی است اما با میرزا اصائب اعتقاد تمام دارد - و
 مکرر غمناک ستایش می سجده - و جای می گوید

با وجود آنکه استاد فصیحی بوده است مصحح مصائب تواند یک کتاب مشعشع
 میرزا از اجله سادات شهرستان صفایان است و بمصاهرت شاه عباس
 ممتاز زمان پیوسته سرگرم صحبت ارباب کمال بود - و بعلوم و سموفطرت اتصاف
 داشت - اما با گردش جام و شرب برام آنقدر خوگر شد که در عین جوانی بر بستر ناتوانی
 افتاد - و در سنه تسع و اربعین و الف (۱۰۴۹) غبار مستی بباد فنا داد -
 دیوانش سیر نموده شد - غث و سین دارد - و مضامین تازه کم واقع شده این
 چند رشحه از خمستانش می چکد

گرچه آن قیمت ندارد دل کم پامالت شود صرف آتش بازی طفلان همسالت شود
 زخمت کشتنم بده ز گیس کم نگاه را یا مکن آشنای دل گرمی گاه گاه را

خدا جبرے دہدور کشتنِ ماقابلِ مارا	بامید کسے نگذاشت بیدادش دلِ مارا
کہ در دامِ تغافلِ عیصیدِ مانمی گنج	بلب ہر دم ز شادی شکر این سودا نمی گنج
شہید زخمِ شمشیرِ تغافلِ اجر ہا دارد	پس انحرے بسویم گزنگاہے کرد جا دارد
چہ غمِ نثار دارد می ناز و سرش ہست	نہ یار اگر چہ سرزد نگہِ شکرش ہست
چہ کند کسے بہ یکدل کہ نہ را در بر شست	بکدام جان باز و بکدام سر بہ بخشد
مستانہ می رود جلوے میتوان گرفت	جولان دل شکارش از کار بردہ است
عمر عزیز در قدم نامہ برگزشت	غیرت روانداشت کہ تنها گزارش
کہ ہر چہ ہست بغیر از من انتخابِ من است	نہ خوب دامن و نہ زشت اینقدر دامن
چشمِ خوبان را نگاہِ عذرخواہی لازم است	گرچہ استغناست ناحق کشتگانِ خون بہا
سایہ بید خوش آیندہ شملے دارد	در پریشان کہہ یاس بود فیضِ رسا
کاشے باید کہ از تقصیر جاہل بگذرد	سج خندان می شود بر رو تیغ آفتاب
نسیم را خبر از سرگزشت من کمیند	بدوستی کہ چو در کوی او غبار شوم
عمر ہا سوختہ ام تا نفسے یافتہ ام	بگذارید کہ بگذارم و آہے بچشم
از آئینہ دیدی چہ قدر ناز کشیدی	گفتم نہ ہی دل نشنیدی سختم را
چون آستینِ خالی است بیکارتا بگرد	مستے کہ بزنگیہ داز پافتادہ را

رباعی

اگا ہی چسیت سیر دنیا کردن	در ملکوتِ وجود سودا کردن
چون مہر سفر کن کہ بود کار زنان	از سرمہ سایہ دیدہ بینا کردن

(۲۸) ادائی - میر محمد مومن یزدی

کلامش ادا اے خوب دارد۔ وانداز ہائے مرغوب۔ درد یار خود متہم بالحاد گزشت

و مجال اقامت ندیده رخت بوسعت آباد همت کشید و در سه شنبین و الف (۱۰۳۰)
 را در دکن شد - دوران الکه مراحل زندگانی پایان رسانید -

ستارات آبیانش از افق طلوع می کند

بے روی تو روزیکه رهم برچین افتد دیوار به از سایه که بر روی من افتد
 یک دل آزاد دین دامگه فانی نیست یوسف نیست دیرین مصر که زندانی نیست
 چاشنی گیر زیر کاسه این خوان گشتم خوش نمک تزیین گشت پشیمانی نیست

رباعی

این عمر بباد نو بهاران ماند این عیش بسیل کوهساران ماند
 ز شمار چنان بزمی که بعد از مردن انگشت گزیده بیاران ماند

(۲۹) سعید انقش بند میردی

نقشبند کارگاه خوش تماشای است - و صورت آفرین هیولای خوش قماش میز
 صائب اورا بزبان ادب یاد می کند و می گوید

این خوش غزل فیض سعیدای نقشبند صائب ز بحر دل تباہل رسیده است
 سعید ادر صفایان اقامت داشت - و نزد اکابر وقت معزز و محترم می زیست
 نقش خیال در پرند عبارت چنین می بافد

کس نیست که خرم ز دل ریش برارد این خاگر آتش از خویش برارد

(۳۰) نظیر شمدی

نظیر عنایب بهار است - و عدیل طوطی شیرین گفتار - در سه شنبین و الف
 (۱۰۳۰) احرام بیت الله بست و بعد از دراک این سعادت متوجه هند گشت - و

در اثناء راه شدند بسیار کشید و کشتی او شکست. بعد محنت تمام به شهر بیجا پور رسید.
 و در سلک مقربان عادل شاه انحرط یافت.

اول نظیری تخلص می کرد. با استدعای نظیر نیشاپوری نظیر قرار داد. گویند
 نظیری عوض حرف یاده هزار روپیه نظیر تسلیم کرد. و این سوال و جواب ظاهر اغاغبی
 شده باشد. زیرا که نظیر بعد فوت نظیری به هندوستان رسید و الله اعلم
 نظیر آهوان معانی را باین قسم شکار می کند:

نگذاشت ز سامان تنم ضعیف جدائی چندانکه نگاه شوم و از مرز خیزم
 در سلسله بال فشانان هوائی خم ناشده از نامه من بال نیست

(۳۱) نادم لاهیجانی

سرخروئی معرکه شعر است. اما از شکست نفس نادم تخلص می گزیند و صدر آرای
 مجلس فصاحت. لیکن از فروتنی در صف آخر می نشیند. لکن طلاق اللسان بود.
 و قصب السبق از رائفان مضماری زبان آوری می ربود. از دیار خود بمالک و کن
 افتاد. و بامولانا نظیری نیشاپوری صحبت معتقدانه داشت. بعد چند به بصفو
 بنگال خرامید. و از اینجا به عظیم آباد تپیده حرکت کرد. آخر به اصفهان معاود
 نمود و هماغاه مرگ یافت.

در حان کلامش در سرزمین ورق سبزی شده

در کعبه اگر دل بسوے یار نباشد احرام کم از سبت زنا نباشد

هرگز این طفل مزاجی ز رود از یادم گریتاوت روم شوخی گهواره کنم

باعث جلوه گل دیده بیدار من است بلبان شور بر آید که خوابم نبرد

هنوزش رنگ طفلی هست گل چیدن نمیداند بدامن آشیان بلبل از گلزار می آید

(۳۲) سروری کا بلی

عالم بیگ نام دارد نکات رنگینش گلرسته سروری است۔ و خیالاتِ دلنش
ربایہ حضوری۔ در آردوی جهانگیری بسرے برد۔ و در زمرہ خوش خیالان می بست

نہال نکدیش باین رعنائی می بالده

لطف و دشنام تو تسکین دین پیوش است آتش از آب چه گرم و چه خنک خاموش است

رقص دست و پانزدن اختر اعانت چرخ زیر پوست پندین سلع است

چو کان صفت بطاب خود پشت پازدیم پیوند ما بطلک انقطاع ماست

غذ دست تنی است خلق کریم میوه بید سایه بید است

(۳۳) مطیع تبریزی

طوطی بے بدل و مطیع استاد ازل است۔ میرزا صائب مصرع اور آئین

می کند و می فرماید

جو آب آن غزل است اینک گفته است مطیع کلید کعبه و بتخانه در بغل دارم

مطیع تجارت پیشہ بود۔ از دیار خود بسیر مہند خرامید۔ روزگارے مہنڈاشت

طرائع اشعارش پیرایہ عارض ورق می شود

آہے کہ مرا از دل پر در بر آید چون شاہسواری است کہ از گرد بر آید

چو وسعت عدم در خیال می آید ز تنگنای وجودم طالع می آید

(۳۴) اوجی نطنزی

فکر بلندش طرفہ اوجی دارد۔ و شعر آبدارش عجب موحے۔ میرزا صائب سخن

اور انصاف می کند و می فرماید

این جواب صریح اوجی که وقتی گفته است پادشاهی عالم طفل است یاد یوانگی

و اوجی نسبت بمیرا می گوید

صائب نمود جوهر شعر مرا به من تیغ برهنه ام که جگر دار یا فتم

اوجی با حسن خان شالمو حاکم هرات بسر می برد و در مدح او فرمود

قصائد پر داخت

دیوان او بمطالعہ درآمد و این چند بیت بالنقاط رسید

کرم گلے است که در باغ خود نمائی نیست کریم ساخته بودن کم از گرائی نیست

گر شامه شیب و گر صبح شباب است پوشیدن چشم از دو جهان یکمزه خواب است

ساغر بغیر داد ز رشکم خراب ساخت آتش بد یگرے زد و مار اکباب خست

نگد گرم عنانم صدف دیدار کجاست بوسه بے ادبم گنج لب یار کجاست

طل گران بقیمت جان می توان خرید این است گوهرے که گران میتوان خرید

دربین زمانه پسر باید رهنه سازد درین حدیث گوهر شراب نگور می است

بهریک لب خنده توان زینت شادخی منصب گل گرد هفت غنچه تصویر یابش

ما حریف این قدر بار تعلق نیستیم می بزور این رنگ بر چهره ما بسته است

خاطر جمعی ندارم از تو آخر دیده ام همچو دستار پریشانم ز سروا کرده

که بار ایش ویرانه ما می آید آنکه در آینه یک جلوه بصدنا کند

من گرفتار خویش را به غم تسلی ساختم خاطر غم را باین معنی تسلی چون کنم

با آن که قتل ما بتخل حواله کرد چندان امان نداد که خاکه بسر کنم

صفای روی عرفانک یار را نازم که صلح داد بهم آفتاب و شبم را

از باد نمنه توان بریدن زمین آب گذرنه توان کرد

آجی این نظرہ غونی کراجل خواہد رفت
صرف آنست کہ در گردن دشمن باشد

(۳۵) مشرقی میرزا ملک مشہدی

در نظم و نثر منشأ پدائع آثار است و مشرقی فرادان انوار پندے در خراسان
با حسن خان شالمو گزرا نید۔ آخر با صفہاں نشافت۔ و در سلک منشیان
شاہ عباس ماضی انظام یافت۔ خان مذکور در مفارقت از غزلے گفت۔ از آن
است۔

ما مشرقی از کنار من رفت از مشرقم آفتاب رفت
دیوان مشرقی بملاحظہ درآمد۔ قصائد غزادر مدح شاہ صفی بنظم آورده۔ و
تقطعات ہجو بسیار گفته۔ محرر اوراق التہام کردہ کہ زبان ژامہ را از ہجویات و
ہرلیات شعرانگاہ دارد۔

مشرقی مضامین خوب در قصائد تلاش کردہ۔ این چند بیت از غزلیات او
برچیدہ شدہ

نمی گویم کہ آتش ز گشت گل بو بگرداند	الہی آن گل آتش طبیعت خو بگرداند
دوستان بوی نمی از خرقہ ماے آید	نکبت یوسف ازین کہنہ قبامی آید
ہمچو خورشید قدم بر سر دنیا دارم	عالے در تریک آبلہ پا دارم
پرتو شمع رخنے افتاد در کاشانہ ام	سوش یا قوت شد خاکستر پروانہ ام
دل را بشمیم گل دانخے نرساندیم	پروانہ خود را بچراغے نرساندیم
چو عندلیب دارم باہ و نالہ گزشت	چو گل تمام بہارم بیک پیالہ گزشت
باغبان چون غنچہ نرگس مراد نخواہد	تا بحسرت در کدین بزم چشمے و اکثم
ز کعبہ یم و رشک آیدم بخون نابے	کہ از زیارت دلہاے خستہ مے آید

کار دوبارہ پیش تباراج دادن است نمی راز خم بجام کن و در سبوح من
 مطلب اضطراب بقصد رسیدن است از شیشه تا بلب نرسد می رسیده است
 نہ در بہار نشاط نہ در خزان الے فلک مرا بچہ امید در قفس دارد
 نہ زخم خار کشیدم نہ بوی گل دیدم ز عندلیب شنیدم کہ نو بہاری ہست
 آب حیات تیغت جان داد مشرقی را ہرگز کہے نہ در جان داد فی چنین یاد

(۳۶) منیر الو البرکات لاہوری بن ملا عبد المجید ملتان

صاحب طبع منیر و نظم و نثر دلپذیر است۔ در منشآت خود گوید ”من بے خانمان
 کہ در قلم و سخن وطن گزیدہ ام صد ہزار بیت بلند بنیاد نہادہ ام“ منظورات او و ستر
 کہ بر قصائد عرفی شیرازی نوشتہ منداول است۔ مولد و منشأ منیر دارالسلطنت
 لاہور است

در عہد شاہجہانی اول بامیرزا صفی مخاطب بہ سیف خان ناظم الہ آباد
 بسری برد این سیف خان داماد میرزا ابوالحسن مخاطب بہ آصف خان
 بن میرزا نغیاث بیگ اعتماد الدولہ طہرانی جہانگیری است۔ بعد از ان
 منیر با اعتقاد خان حاکم چنوپور سپرورد اعتماد الدولہ مذکور مربوط گشت۔ و از
 خوان احسان اوزلہ برداشت۔

و ہفتم رجب سنہ اربع و خمین و الف (۱۰۵۴) در مستقر الخلافہ اکبر آباد خت
 حیات بر بست۔ نعلش اورا بلاہور نقل کردہ زیر خاک سپردند۔

طبع منیر سواد سخن را چنین روشن می کند

قدم برون نہند ماہ من ز منزل خویش بود چو صورت آئینہ زیب مغل خویش
 سی قدان کہ گرفتار جلوہ خویش اند چون گل شمع دو اندر ریشہ در گل خویش

(۳۷) قدسی - حاجی محمد جان مشهدی

جان سخن پروری است و روح معنی گستری - سعادت زیارت حرمین
شریفین اندوخت - و بگلگشت همد خرامش نمود - و در شهر ریج الاخر سده ثقیین
و اربعین و الف (۱۰۲۲) بتقبیل عقبه صاحبقران ثانی بنی یربگذاشت روز اول
قصیده بعرض رسانید که مطلعش این است :

ای قلم بر خود ببال از نثاری بکشان زبانا و ز نثاری قبله دین ثانی صاحبقران
بعنایت خلعت و انعام دو هزار روپیه کامیاب گشت - و در ذیل مناظر از ان انخراط
یافت - و جویمیه پیش قدری موظف گردید - و بار بار بجو اثر کام دل اندوخت
شیخ عبد الحمید صاحب شاهجهان نامه در وقائع جشن نوروز سال هزار
و پهل و پنج هجری می نگارود که :-

“روز پنجشنبه دوازدهم شوال سریر آرای آسمان چهارم پر تو اعتدال بر ساحت حمل
“انداخت و افسرده طبعان نباتات را با بهتزاز در آورد - ستانزد هم ماه مذکور - “
“حاجی محمد جان قدسی در جلده می قصیده که بهرح پادشاهی محلی ساخته بود بر زبر
“کشیده مبلغ درن را که پنج هزار و پانصد روپیه شد یاد مرحمت گردید و در اداسط شعر
“ریج اول سده تسع و اربعین و الف (۱۰۲۹) بعنوان صله شعر صد مهر عنایت
“شد - و در جشن شقایق جهان آرا بیگم بنت صاحبقران ثانی از آسیب آتش
“در او اهل شوال سده اربع و خمیسین و الف بعنایت خلعت و دو هزار روپیه تمتع
“برگزنت “

شیرخان در مرآة الحیال می نویسد که :-

“حاجی محمد جان قصیده رنگین در مدح صاحبقران ثانی گفته بعرض رسانید پادشاه

”اقسام جو اہمیتی طلبیدہ فرمود تا ہفت بار دانش ازان پر کردند انتہی ہے“

امام مؤلفین شاہجہان نامہا مثل **مآ عبد الحمید لاہوری دلاء الملک**
تونی و صاحب عمل صالح کہ ہر کدام حالات پادشاہی مستونی می نگار و صلہ پُر کردن
 دمان قدسی بجواہر بہ زبانِ قلم نیاوردہ اند۔

قدسی پادشاہ نامہ صاحبقرانی نظر آورده چون نام **عبد اللہ خان فیروز جنگ**
 و روزن پادشاہ نامی نگجید۔ باین حسن بیان ادا کردہ

نہنگے کہ از غایت احتشام نگنجد بجز از بزرگیش نام
 بخاطر ناقص می گزرد کہ برای نگنجیدن نام دو تعلیل آورد۔ از غایت احتشام
 و از بزرگی۔ احد ہما زائد است۔ اصلاح برین وجہ می تواند شدہ
 نہنگے از غایت احتشام نگنجد بجز از بزرگیش نام
 و طویرے بنکلف معنی می تواند شد کہ ضمیر شین را راجع بنام سازند یعنی نہنگے
 کہ از غایت احتشام او نام بمرتبہ بزرگ شدہ است کہ در بحر نمی گنجد۔ و اصلاحے کہ
 کردہ شد معنی را صاف ادا می کند۔

مثنوی و قصیدہ **قدسی** خوب است لیکن غزلش چندان رتبہ ندارد۔ انتقال او
 در سندست و خمین و الف (۱۰۵۶) اتفاق افتاد **کلیم** در مرثیہ او ترکیب بندے
 گفتہ و تاریخ چنین یافتہ مصرع دور ازان **بیل قدسی** چہنم زندان شد
شیخ عبد الحمید می گوید کہ ”**قدسی** بعارضہ اسہال در دار السلطنت لاہور
 درگزشت“ و غنی کشمیری در قطعہ تاریخ وفات **کلیم** گوید کہ ہے

عمر یاد او زیر زمین خاک بر سر کرد قدسی و سلیم
 عاقبت از اشتیاق یکدگر گشتہ اند این ہر سہ در یکجا ہم

ظاہر منطوق عبارتِ ہمین است کہ ہر سہ در یکجا مدفون اند و این وقتے تواند
شد کہ جبہ قدسی را بکشیر نقل کرده باشند۔

و میر طاهر نصیر آبادی می نویسد کہ "استخوان اور ابٹشد مقدس نہیں
و لیوان قدسی بظرف تصفح درآمد و این چند بیت اختیار افتادہ

زود بہ گرم سن بے صبر و باغ خوشن	اول شب می کشد منسلخ چراغ خوشن
در جلوہ گری مثل تو کس یاد ندارد	نادر بود آن پیشہ کہ استاد ندارد
در مجلس کہ یاران شرب مدام کردند	نوبت با چو آمد آتش بجام کردند
اینجا غم محبت۔ آنجا جزای عصیان	آسائش و گیتی بر ما حرام کردند
در چنین فصلے آبلیل گشت پر گل است	گر ہمہ پیمانہ عمر است خالی خوش است
ہر چہ باز لب تو می ماند دل از من کرد	روز عمر در تناسے شب یاد اگر داشت
غم هجوم آورد من در فکر بے سامانم	میزبان نخلت کشد ہر چند ہمان آشنا
بیش ازین باغ باندا زہ یک تنگ دل است	کاش گل غنچہ شود تا دل ما بکشايد
گر دست شام ہجران گیر دگلوئی شبنا	مشکل کہ تا قیامت از صبح دم ہر اید
عشق چون قیمت ارباب معیشت میکرد	لالہ دانش زمین برد کہ دانشم دارد
تاب ہجران شرا غم نیست تا وقت صبح	بیشتر از صبح می خندد گل پیمانہ ام
نگذاشت بخواب عدم شیون بلبل	گل ریختہ بودند مگر بر سر خاکم

(۳۸) سلیم میرزا محمد قلی طرشتی

از طبقہ اتراک و کلتہ سنجان بلند ادراک است۔ صاحب طبع سلیم و ذہین متقیم۔
در سلاست عبارات ممتاز و در نزاکت خیالات بے انبار۔ ابتداء حال با میرزا
عبداللہ وزیر لاهیجان بسر می برد۔ و بزمید مصاحبت امتیاز داشت۔ در آن

ایام مشغولی رنگینے در تعریف لاهیجان انشا کرد۔

آخر الامر در عهد شاہجہانی سرے بہند کشید و مشغولی مسطور را تغیر دادہ بنام کشمیر ساخت۔ ازان است در صعوبت راہ کشمیر

چنان معلوم می گردد کہ این راہ	رو موران بود بر خرمن ماہ
ز بس رہ دور و سنگین خرا آمد	ز پایش رشتہ پنداری برآمد
ہمانا کہ فراست این کوہ خو نخواست	کہ دارد برگزین راہ ز تار
مغلطان سنگ از دتائے توانی	کہ باشد بد بلائے آسمانی
بسامان رفتن این راہ زشت است	مجزو نشو کہ این راہ بہشت است

بعد ورود در ہندوستان ندیم میر عبد السلام مشہدی شد و در مدح او قصائد بلند پرداخت۔ میر عبد السلام از عمدہ امرا شاہجہانی است و در عهد شاہزادگی منصب شایستہ و خطاب اختصاص خان اختصاص داشت و بعد سریر آرای سلطنت اول بخشی دوم شد۔ پس ازان ناظم گجرات و عقب آن ناظم بنگالہ۔ سپس بخطاب اسلام خان و والا پایہ وزارت مباہی گشت و چون نوبت وزارت بہ سعد اللہ خان رسید پادشاہ اسلام خان را بایالت ممالک دکن سرفراز فرمود و ہم در زمان حکومت دکن سید سعید و خمین و الف (۱۰۵۷) جہان فانی را و داغ نمود۔ مقبرہ او در سواد اورنگ آباد معروف است بمارتے و لتشین دارد۔

محمد قلی سلیم در رکاب اسلام خان بسرے برود و در سالے کہ اسلام خان فوت کرد یعنی سید سعید و خمین و الف (۱۰۵۷) او ہم در کشمیر رخت سفر ازین عالم بر بست۔ و در دامن کوہے کہ مشہور بہ تخت سلیمان است مشرف بہ تالاب ڈل خلو نشین خاک گردید۔

این چند بیت از دیوان سلیم برابر باب ذوق سلیم عرض می شود

مگذار ز دستم که گل باغ وفا بم	بر دست تو شایسته تر از رنگ حنا بم
تا چند دیو کعبه مخوان این فسانه را	بچون کمان حلقه کی کن دو خانه را
بهست آینه از عکس خوش گلسته را ماند	رشته زلف او هندوی ترکش بسته را
ای تازه روز زخم خدنگ تو داغ ما	از روغن کمان تو روشن چراغ ما
و نفس رفت چو قمری چمن از یاد مرا	بهتر از سرو بود سایه صیاد مرا
معمی گزنگد بحث سخن دلگیر است	در جد گوش و زبانش سپرو شمشیر است
تا سحر امشب شراب ناب می باید گرفت	خوبهائے شمع از مهاب می باید گرفت
نار سائی به نور همه جا همراه است	جامه سرو نه موزونی او کوتاه است
جدل از خصم نبر باشد و از من عیب است	چون رگ لعل ز دانا رگ گردن عیب است
بما نصیب تو از من چنانکه خواهی نیست	که استخوان مرا مغز بهجو ماهی نیست
امشب که ز تخم بسوی بزم تو راه است	چون شمع سراپای تخم وقف نگاه است
صبر مار از خدنگش و دل جان آتش است	ناوک او را مگر چون شمع پیکان آتش است
ساقی کلفام سخن باغ را میخانه ساخت	از طرب چون صبح صوفی سحر را پیانه ساخت
واقف کس ز شیوه آن کجکلاه نیست	چون صورت فرنگ نگاهش نگاه نیست
نیم بلبل کفصل گل بگلشن آشیان گیرم	و هم صد گل که چون شمع یک برگ خزان گیرم
چو بلبل باغش شورید گفتاری نمی دادم	چو گل تقریب این آشفته دستاری نمی دادم
با وجود صد هنر اتم ز شعر و گلش است	خامد در دست هنر و تیر روی ترکش است
بوزی کس را خورد که دیگرے زان چوب است	آب نتواند فرد بردن که رزق آتش است
هر کدام یک لطف می کنی خوب است	که داغهای دلم را ز هم جدائی نیست
راحت مردان هم از پر خیمه مردانگی است	شیر را در وقت خفتن دست و بازو مشتکی است
ذوق از دیدن معشوق بدگیری نیست	نخچه در چاک نفس قفل دیر زندان است

نگردد گرئۀ مستانه ام کم	که این باران شب سینه گرفت است
نتوان نمود نقش ترا آنچنانکه هست	آئینه پیش روی تو چون صبح کاذب است
خند بر سر و مکن این همه در محفل خویش	جامه کوتاه اش اولی است که خند متکا را
سیلم از مۀ نوحال آسمان پیدا است	نشان مرکب طفلان رکاب کوتاه است
چون تدروسی کاشیان تبدیلا نمیشود	قالب بخون تپی لیلی چو در محفل شست
ببرزم باده موبه صیغه نغز لے	سفید بطلب تا توان در آب شست
همان بخانه دیر چو ماند عزیز نیست	کوتاهی زمانه ز عمر دراز ماست
گر سر بود کجکله و بر زده دامان	منعش نتوان کرد از بینا که جوان است
هیچ کس حال سر مار نمی داند که چیست	عالی راجشم همچون صبح بردستار است
شاهان چرا سلیم برورشک مے برند	ملک سخن چو پیش زیک گوشواره نیست
دل درون سینه ام می ز قصد از حرف و	هیچ سازه ماهیان را چون صد آفت نیست
تنبع او پیش از اجل می سازدم از غم خلاص	راه پل و راست می باید مرا بر آب زد
از یار مصلحت نیست آهنگ شکوه کردن	چون دف بکلفه مادیوار گوش دارد
در مقام عشق دل را از تعلق پاک کن	بامد آئینه را نتوان بدست شاه داد
سلیم گفت که دارم بطره است سخنی	بخنده گفت که هندو زبان چرمی داند
یوسف من چشم طفلان نیست تنها بر برت	شوق مکتوب تو پیران را کبوتر باز کرد
هیچ کس پرورده خود را نمی خواهد زبون	آب آتش را خصومت بر سر خاشاک شد
اعتبارے دولت جمشید را پیدا نشد	تا که تا از دودمان خود با و دختر نداد
نسبت به عاشقی ما را به مرغ بسمل است	تا ز ماصیاد سر گرفت مارا سر نداد
نیست در ایران زمین سامان تحصیل کمال	تا نیامد سوی هنرستان حنا رنگین نشد
با خبر باش از زبان خود که انایان راز	از خوشی حلقه در گوش چین کرده اند

جهان سفله اگر داد جرعہ آبے همان نفس چوئی آن را بروی من آورد

از غم ز نیست هرگز دلگیر و عده او کاین همیشه خواهد همراه لنگ باشد

شانه می آید بکار زلف از آشفتنگی آشنایان را در ایام پریشانی پیرس

چو تن باد حوادث مشو غبار انگیز پناه مردم بے دست پا چو مژگان باش

بسکه دارم ذوق جستن از فضاے روزگار در میان خانه بچون تیر مییدان کی کشم

سفر اول شوق است بگوینت مارا صید ما زود توان کرد که نو پر و ازیم

حیف باشد که ز بے مهری او شکوه کنیم ما که معشوق پیران همچو کبوتر بازیم

چنان قناعت فقر است سازگار ما که چون حجاب شوم فربه از هوا خورن

عهد کردم که گر این بار بگوی تو رسم سر ز دیده کنم سایه دیوار ترا

تو حق نمائی که در تنج فقیر اول کسیکه تفصیل چنان و متقطع غزل طبع انداخت سلیم

است - می گوید

سلیم امشب بیا در تربت حافظ قح نوشت اَلَا يَا أَيُّهَا الشَّارِقِي اِدْرِكْ كَلَسًا وَتَاوَلَهَا

دست گوید

گفت حافظ دید چون کلاک بیا نم را سلیم بلبله برگ گلے خوش رنگ در منقار داشت

زبان زد خلق است که او معانی بیگانه را با خود آشنای ساخت - چنانچه ملام

دارسنه گوید

دخله که نکردی بکلام الله است بیته که نه رده تو بیت الله است

طرفه اینکه سلیم از دست دیگران می نالد می گوید

دیوان خود بدست حریفان مده سلیم غافل مشو که غارت باز تو می کند

و نیز می گوید

دیوان کیست از سخنانم تھی سلیم تنها بر من این تنم از دست صاحب است

نام میرزا صائب را تصریح کرده اما بالغ نظران می دانند که میرزا صائب
خیمه صاحب قدرت سیر بضاعت است - حاشا که باندو جبر پردازد - و متلع بیگانه را
دستمایه خود سازد - مضامینی که از سلیم و صائب همسایه یکدیگر واقع شده و بنظر ترتیب
این نارسا رسیده در اینجا ثبت می نماید - و چون تاریخ وفات سلیم مقدم است اول شعر
سلیم مذکور می شود -

صائب به مشاطه را جمال تو دیوانه می کند کائینه را خیال پر بخانه می کند
صائب به دل را نگاه گرم تو دیوانه می کند آئینه را رخ تو پر بخانه می کند
غنی کشمیری نیز این مضمون را می بندد که

هر کس که دید روی تو دیوانه می شود آئینه از رخ تو پر بخانه می شود
سلیم به چشم تو ام ز بهوش تهیدست می کند یک سرمه دان شراب مرا مست می کند
صائب به از چشم نیم مست تو بایکجهان شراب مصلح کرده ایم بیک سرمه دان شراب
سلیم به صدا چگونه بر آید که این سیچشان بسنگ سرمه شکستند شیشه مارا
صائب به نماند ناله دل در دوشیشه مارا بسنگ سرمه شکستند شیشه مارا
ملاطاهر غنی نیز این مضمون بسته است که

ز بیم آنکه مباد صدا بلند شود ز سنگ سرمه شکستیم آبگینه خویش
سلیم به ز آشفتنگی طره مقصود خبر داد هر فال که از شانه شمش دگر فیتیم
صائب به خواهد فتاد و من زلفش بدست من این فال را از شانه شمش دادید ایم
سلیم به زینت ارباب یعنی جوهر ذاتی بس است لاله در کوه بدخشان گر نباشد گو مباحش
صائب به شمع برخاک شمیدان گر نباشد گو مباحش لاله در کوه بدخشان گر نباشد گو مباحش
سلیم به اگر بچشم حقیقت نظر کنی دانی که طوق ناخته بر پای سرو خلیال است
صائب به حسن بالادست را آرایشی چون عشق نیست طوق قمری سرور بهتر ز خلیال زراست

نیلیم سیدم ہند جگر خوار خورد خون مرا چه روز بود کہ راہم باین خراب قناد
 مٹاے صائب از ہند جگر خوار بردن می آیم و شکر من اگر شاہ نجف خواہد شد

آما مانوعی جوشانی پیش از ہر دومی گوید

گراخت ہند جگر خوار می اہل پسند کہ استخوان ہماٹی غذای زراغ شود

و ملا مشرقی نیز ہند را باین صفت یاد می کند و می گوید

دلم در آرزوے ہند خون شد کہ خون با واد دل ہند جگر خوار

مقتضای حسن ظن آنکہ اشتراک مضامین را حمل بر تواتر نکنند و تا کہ محل حسنی داشته

باشد چرا در پے محل دیگر روند۔

علامہ فقار زالی در مطول نقل می کند۔ لخص کلامش اینکہ :-

”حکم مرتد وقتہ کردہ میشود کہ اخذ ثانی از اول یقینی باشد و اما احکام مرتد مرتب نمی تواند“

”شد و از قبیل تواتر نخواہد بود۔ و در صورتی کہ اخذ ثانی از اول معلوم نباشد باید“

”گفت کہ فلان شاعر چنین گفتہ است و دیگرے سبقت بردہ چنین یافتہ۔ و باین حسن“

”قبیر معتمد دانہ فضیلت صدق را۔ و محفوظ دارد خود را از دعوی علم غیب و نسبت“

”نقص بغیر انتہی“

و اگر کسے بنظر نقیشت ملاحظہ کند کم شاعرے را از تواتر مضامین خالی باید چہ

احاطہ جمیع معلومات خاصہ حضرت علم الہی است تعالی شانہ۔ خامہ معنی نگار تیرے

بنار یکی می افکند چہ داند کہ صید و راستہ است یا بال و پر بستہ ابو طالب کلیم خوب

گفتہ و گوہر انصاف سفتہ

کہ استفادہ معنی جز از خبر انکم

منم کلیم بطور بلندی ہست

نظر یکاسہ در یوزہ گدا نکم

بخوان فیض الہی چو دسترس دارم

دے علاج تو اردنی تو انم کرد
 مگر زبان سخن گفتن آشنا نہ کنم
 نفیر جزوے از اشعار تو ارد فرام آردہ - چند بیت از تو اردات سخن سجان
 متاخرین برسبیل استنشاء عرض می شود
 امیر دہستم دل سیران یکجا گریزد از تو
 صفا کمالی دو چشمت چشم بلا شسته
 بنائی سے قضا کہ رب او خط عنبریں دارد
 صفا امیر جان شیرین دشم از لعل سیرایش
 میترخزم دم واپسین زینجا ہمیں ترا تن زد
 نقی سے چنم از فریب دشمن کہ محبت زینجا
 سلیم سے شوق رویش ہم کسلی بغریبی دارد
 کلیم سے چند درخانہ اش آتش فتد از پر تو تو
 سلیم سے چون کشم بار گران غم دوری کر ضعیف
 کلیم سے ز ناتوانی خود اینقدر خبر دارم
 اسیر سے نیست جوہر بہ تیغ یار اسیر
 میرقصیدی سے نیست جوہر کہ بشمشیر تو تصویر شد است
 ملا غریبی سے قضا جہاز تو خوں چرانے ریزد
 اسیر سے بار ہرگز بہرنے آید
 سلیم سے مگر از صبح محشر روزن من روشنی یابد
 و اعظا سے چون دو ابروی سیا کہ ہم پیوست است
 حزنی سے مرا بر سادہ لوحی کا حزنی خندہ می آید
 فطرت سے مرا بر سادہ لوحی کا فطرت خندہ می آید
 نحوالی دو چشمت چشم بلا شسته
 چون قبلہ کرد لیلی ہمہ جا بجانشسته
 برای کشتن من ز ہر درنگین دارد
 ندانستم کہ از خط زہر در زیر نگین دارد
 کہ بہ جذبہ محبت پسر از پدر گم فتم
 بکشا کش نہانی پسر از پدر بر آرد
 سبب این است جلا سے وطن آئینہ را
 زین ستم آئینہ در فکر جلا سے وطن است
 نگہ خود نتوانم ز رخت بردارم
 کہ از رخت نتوانم کہ دیدہ بردارم
 بہر قلم نوشتہ دارد
 رقم قتل جہانے است کہ تحریر شد است
 مگر ز دست قضا این قدر نمی آید
 از قضا این قدر نمی آید
 کہ شہا سے سیاہم ابرو پیوستہ را ماند
 بے تو شہا سے درازم ہمہ بر ہم بست است
 کہ دارد چشم لطف از دلبر نامہربان من
 کہ عاشق گشتہ چشم وفا از یار ہم دارد

پیر سے آگے پیامے برداز ماسوی او دل سست
 فطرت سے ہی توان از دل چسپیدن یا نت احوال
 مناجات سے سرچشمہ حیات لب میچکان از دست
 فطرت سے عیش ابد بکام دل در دمن ترست
 صاحب سے صحبت ناجنس آتش را یفریاد آورد
 علی سے آب چون در رخون افتد ناله خیزد از گنج
 ششقی سے برگ خانیم و باسید رنگ و بو
 خاص سے مارا خبر ز شادی و غم نیست چو جان
 و اعطاس مدعا از دل برون کن تا بر آید مدعا
 و حید سے دورنگن نام را که نام فکندن
 با غم و معراج سے چنان بگذشت زین سقف فسفا
 و حیدت ز چشم مر سو سے بالا سفر کرد
 فیاض سے بارغ بسکه ز شرم رخت گل آب شود
 و حیدت بگلشنه که رخ دوست بے نقاب شد
 دانش سے لب تشنه نیغم بگو قاتل مارا
 قاسم دیوانه دم آبه ز تیغ ستمند
 عتاب سے همیشه صاحب طویل مل غمین باشد
 بدل سے دستکاهت هر قدر پیش است گفت بیشتر
 و حید سے بال مرا شکستگی پر نبسته است
 بیدل سے مالا فہمت از مرد و عجز سے ز نیم
 ماکش از سے عدم آئینہ - عالم عکس انسان

نامہ بے طاقتان بر بال مرغ بسمل است
 نامہ بے طاقتان بر بال مرغ بسمل است
 عمر دوبارہ سایہ سر و روان اوست
 عمر دوبارہ سایہ سر و بلند ترست
 آب چون در رخون افتد میکند شیون چراغ
 صحبت ناجنس را باشد شمر آزار را
 در دست دیگر سے است خزان و بہار ما
 در دست دیگر سے است بہار و خزان ما
 شد نگین بانام تا افکند از خود نام را
 صاحب نام و نشان نمود نگین را
 کہ سیلاب نگہ از عینک صاف
 چو نور دیدہ از عینک گور کرد
 غلاف غنچہ گل شیشہ گلاب شود
 ز شرم غنچہ گل شیشہ گلاب شود
 کو آب کہ شیرینی جان زد دل مارا
 دلم نی سوزد از شیرینی جان
 کہ چین بقدر بلندی و راستین باشد
 در خور طول است چہنمائے کہ دارد آستین
 پرواز ما چو رنگ ببال شکسته است
 پرواز ما چو رنگ ببال شکسته است
 چو چشم عکس دروے شخص پنهان

جهان انسان شد و انسان جهانے ازین پاکیزه تر نبود بیا نے
 انسان سے ہستی شخص عدم چو آئینہ ہمیش عالم بمثال عکس بے خویش و بخویش
 انسان بثل چو چشم عکس است درو آن شخص عیان نمود پاک از کم و بیش
 این مضمون توضیح میخواند لهذا بشرح رباعی پرداختہ می آید۔

شرح

ہستی را کہ در اصطلاح صوفیہ صافیہ عبارت از حقیقت حق است تعالیٰ شانہ
 تشبیہ می دہد شخصے کہ خود را در آئینہ مشاہدہ می کند۔ جہت جامع آنکہ ہر دو محتوی بر لو
 از کثرت اند۔ کثرت در ذات رائی باعتبار اعضا و در ذات حق عزّ شانہ بحسب شیونات
 ذاتیہ چنانچہ می فرماید کُنْتُ کُنْزًا خَفِیًّا۔ ہر دو خواہان طور اند آن تناسب اعضا
 می بیند و این کمال اسمائی و صفاتی جلوه می دہد چنانچہ می فرماید فَأَحْبَبْتُ أَنْ
 أُعْرِفَ۔

و عدم را کہ در اصطلاح این طائفہ علیہ عبارت از علم حق است جل برآئے تشبیہ
 می دہد بہ آئینہ۔ بعلاقہ آنکہ ہر دو منشاء انکشاف اند۔

و عالم را بعکس آن شخص۔ و جہ تشبیہ آنکہ خفایق عالم کہ نزد صوفیہ صور علمیہ است
 در مرتبہ علم متجلی می گرد و چنانچہ عکوس در مرآت منطبع مے شود و برابر باب بینش ہویدا
 کہ چنانچہ در آئینہ عکس جمیع اعضا می افتد عکس چشم نیز می افتد۔ و در عکس چشم عکس آن
 شخص بتمامہ نموداری گردو۔ پس حقیقت انسان را کہ از جملہ خفایق عالم مخصوص بجامعت
 و مظهریت اتم است تشبیہ می دہد بعکس چشم کہ آن ہم متناز است از عکوس سائر اعضا کہ
 آئینہ داری آن شخص می کند و او را با و بازمی نماید بخلاف عکوس دیگر و هذا معنی
 کَلَامِ الشَّيْخِ الْأَكْبَرِ قُدْسَ سِرِّهِ وَكَانَ أَدَمُ هِيَ الْمِرَاةُ الْمَجْلُوءَةُ۔

و اشترک اسم مشبه و مشبه به یعنی انسان و انسان العین لطف خاص دارد و شخص
شاعر که انسان است این لطف را دو بالا کرد.

پس معنی رباعی چنین باشد که هستی یعنی ذات حق که جامع جمیع شیوانات است
در مرتبه علم که بمنزله آئینه است جلوه نمود و عالم مثال ماکوس و مثال آن شخص متمثل شد.
و معنی لجه خویش و بخشش آنست که عالم را مانند عکس و صورت پیدا شد. ازین رو
که موجود علیحدہ می نماید و بوضف تعجیریت بنظری آید لجه خویش است یعنی هیچ زیرا که
آن شخص در حقیقت خود بر خود مشهود می گردد و عکس را جز در سطح نما وجود
نیست. و ازین رو که عکس در حقیقت خود او نیست که بر خود تجلی است بخویش یعنی
موجود فی حد ذات.

اما حقیقت انسان از جمله خلائق عالم مانند چشم عکس است یعنی عکس چشم که ذات
حق در و جلوه فرمود با جمیع مراتب که در عالم تجلی است.
و معنی پاک از کم و بیش آنست که ظهور حق تعالی در حقیقت انسان و ظهور او
در تمام عالم با هم متضاد و متناقض نیست مگر بحسب احوال در انسان و تفصیل در عالم.
چنانچه صورت آن شخص در آئینه و در چشم عکس تفاوتی ندارد الا به اعتبار کبر و مرآت و
صغر و چشم عکس. و نظریه همین انسان را عالم صغیری نامند و عالم را انسان کبیر.
این معنی بر طبق اصطلاح مشهور است و اگر بر مکتشف حضرت مجدد قدس سره
عمل کنند نیز می تواند شد.

نزد مجدد قدس سره خلائق عالم اعدام است و صفات عالم اعدام صفات الهیه
بشرط آنکه وجود حق جل شانہ و وجودات صفات در اعدام تجلی شوند بحیثیت که اعدام
بمنزله مواد باشند. و وجودات بلکه عکس آنها بمنزله صور. و هر یک حقیقت ازین ماده
و صورت ترکیب یافته و الله اعلم.

درین مقام دو کلمہ ترجمہ صاحب رباعی بقلم می آید نام انسان شیخ غلام مصطفیٰ است
و اصلش از کتب و مولد و منشأ او مراد آباد از توابع شاہجہان آباد۔ انسان کامل
بود و در احاطہ علوم عقلی و نقلی ممتاز و مثل تحصیل معقولات بیشتر از ملا فظیل الدین
شہید سہلوی نمود و نمیدے در خدمت شیخ غلام نقشبند لکھنوی تلمذ کرد و سلسلہ
سند حدیث بہ شیخ عمید الحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ رسانید۔ و رسم ارادت در طریقہ
قادریہ بجناب شیخ جان محمد شاہجہان آبادی بجا آورد۔

شیخ جان محمد از کدواء عصر بود و در عزلت و استقامت یگانہ وقت می زیست۔
شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی می فرمود کسیکہ دریافت صحبت اسلاف نمائند داشته باشد۔
صحبت شیخ جان محمد دریابد۔

شیخ جان محمد

شیخ غلام مصطفیٰ در فنون دیگر سواى علوم درسی نیز دستگاہ عالی داشت مثل
طب و نجوم و خوشنویسی و فنون حرب و علم شانہ بینی و علوم ہندی بچیشیہ کہ
اکثر براہمہ تلغوا مض از خدمت شیخ می کردند و شعر ہندی نیز خوب می گفت۔ صنادید۔
شعراء ہندی در حضور او مہ فرود می آوردند۔ و اصلاح کبت و دودھ می گرفتند۔

کتب جمیع فنون در لوح سیمینہ محفوظ بود۔ و کراسی از کتب در ملک نہ داشت۔ و
استعارہ ہم نمی کرد۔ وقت درس سوائی حل کتاب آن قدر فوائد زوائد بقدر حوصلہ جمع
و گرمی کرد کہ ہر گاہ این کس رجوع بخواشی می نمود فوائد مسموعہ را از فوائد مکتوبہ زیادہ
می یافت و ہر کس از ارباب فنون بخدمت شیخ می رسید ہر فن کہ مناسب آن کس می
دید صحبت می داشت۔

اکثر عمر بعنوان نوکر پیشگی گزرا نید۔ در عہد عالمگیر پادشاہ بہ علاقہ منصب داری
از ہند باریار و کن خرامید۔ و مدتی درین دیار بسر برد آخر با ترک نوکر پیشگی کردہ
در بلدہ ایلیچپور پائے اقامت افشرد۔

می فرمود در ایام طالب علمی با جوانی تعلق خاطر پیدا شد. جوان در قصبه از قصبات سکونت داشت. خود را بسکن محبوب کشیدم و دست از تحصیل باز کشیدم قضا جوان فوت شد و من سر بهجرا دادم و قسّم مولانا قطب الدین را اگر کسی بران قصبه افتاد و از مردم استفسار حال بنده نمود. صورت واقع عرض رسانیدند. فرمود کسی بر دوامه ابیار مردم گفتند او بآبای زنهاری آید. حضرت ما تلم گرفته بر شقه داشت اطریق کما اطریق کما ان الدعاء فی القرانی

این کلام افسون عرب است که آن جانور وحشی را صید کند. استعمال این کلام درین مقام نظریه‌های شیخ و حضرت ملا که استادی و بسیار مکرر واقع شد. مجرد دیدن شقه سمعاً و طاعتاً بحیثیت داشت افسون سعادت و از دست دریا فتم شیخ پیش از انتقال به سال لباس را تغییر داد و لباس نصیر اختیار کرد و شب اول در خواب دید که گوینده می گوید رَجُلٌ خَيْرٌ لِّعَمَلٍ خَيْرًا

انتقال او در سنه اثنین و اربعین و مائة و الف (۱۱۴۲) واقع شد. دفن علیچور اکنون گلگون قلم بر جاده مدعای اصل می خرامد.

بقیه بحث تو

گرچه نظم که شاعر جمیع دواوین زیان را احاطه کرد و دواوین زبان دیگر را چه علاج می تواند کرد. و جامع الیه مختلف بودن خود بسیار ناوار است مثلاً علامه حلی متخلص بفارغ گوینده

جرم از طرف غیر و ملامت همه بر من
گوئی مرا انگشت ملامت زد گانم
این مضمون بعینه در شعر ابن شرف قیروانی واقع شده که می گویند
عَبْرَتِي جَنَى اَنَا الْمَا كَتَبَ فِيكَ
فَكَأَنِّي سَتَابَهُ الْمُتَنَبِّه

ابن شرف این شعر خود را بر ابن شریق خواند و پرسید که مثل این مضمون شنیده.

گفت بے شنیده ام و بیت نابغه دبستانی بر خوانده

فَكَيْفَ تَتَذَكَّرُ أَمْرًا وَقَدْ كُنْتَ كَذَلِكَ الْحَرُّ يَكُونُ عَيْنُهُ وَهُوَ رَاقِعٌ

مگر بضم عین محمل مرضی است که در شعر مذکور و در شعر صحیح را داغ کنند تا سرایت نکند.

این رشتی بعد از اندن شعر با این شرف گفت که تو این مضمون را از اینجا گرفته و

فاسد ساخته زیرا که معاقب غیر جانی باید در بیت تو هم دو یک است و در بیت نابغه

جاء است -

راقم الحروف گوید در شعر این شرف تقابل عضو با عضو است نه شخص با شخص

مثلاً زبان تا گفتنی گفت و این کس انگشت گوید پس می بایست که زبان را تعذیب

می کرد. و همچنین چشم نادیدنی دید یا گوش ناشنیده فی شنیده. و شاعر را این اعتبارات

کفایت می کند و لا محمد سعید اشرف باز در رانی گوید

نَكَاهُ كُوشَةُ جِشْمِي سَوِي مَامِي تَوَانُ كَرْدَن نَمَازِ وَقْتِ بِيَمَارِي بِإِيْمَامِي تَوَانُ كَرْدَن

و بر همان الدین قیصر اطمی در همزیه نمود گوید

كَمْ سَلَامٍ بِالْطَّرَفِ مِنْهَا عَلَيْنَا كَصَلَاةِ الْعَلِيلِ بِالْأَيْمَاءِ

و شوکت بخاری گوید

تَاكِيْمُ مَرْكَانِ جِشْمِ دَاغِ بَاشْدِ تِيرِ اَو دِيْدَةُ زَخْمِ مَرَا اَبْرُو بُوْدِ شَمِيرِ اَو

و این نبأته مصری گوید

خَلَقْنَا بِأَطْرَافِ الْفَنَاءِ فِي طَهْوَرِ هَمِّ عَمُونَ الْفَاوَقِ السُّيُوفِ فِي حَوَاجِبِ

طرفه آنکه شاعر پیش از این نبأته این مضمون را یافته. چنانچه علامه

تفتازانی در خاتمه فن ثالث از مطول بیان کرده.

وسید حسین خالص گوید

خَوْنِ زِدْمِ تَبِغِ تَوَايِ شُوخِ چَكِيْدِ اسْت آن خال که بر گوشه ابرو می توپید است

و مؤلف کتاب پیش از اطلاع این بیت گفته سه

لَيْسَتْ مِنَ الْمَسْكِ خِلَانٌ يَوْجَنِيهِمْ وَأَنْ تَقَاطِرُ مِنْ صَمَاٍرِ لَحْطَلَةٍ

و علماء گفته اند که اگر ثانی از اول در بلاغت افزون باشد محمود است و اگر در
باشد مذموم - و اگر مساوی باشد فضیلت اول راست و ثانی بعید از ذم است -
بشرطیکه آثار سرقه جوید انباشد -

عارف جامی قدس سره در بهارستان تحت ترجمه سلمان ساوجی میفرماید که -

و است در است عبارات و وقت اشعار را نه نظیر آفتاب ده - در جواب است ادا ان

قضا و وارو - بعضی از اسل خوش و جنبه خود را و بعضی بر ابر - دی را معانی خاصه

بسیار است و اکثر معانی است و ان به تخصیص کس است عیال در اشعار خود آورد

چون ثانی در صورت خویر و اسلوب مرغوب تر واقع شده محل عن نیست سه

معنی نیک بود است بدر پاکیزه بدن که بهر چه در دو جامه و گرگون پوشند

کسوت عار بود باز پسین خلعت او گرند و او پیش از پیشتر افزون پوشند

هنر است این که کس خرقه پیشین ز برکشش بدر آمدند در دو طاس و اکسون پوشند

مضمون این قطعه را محرک کلمات در مینه آورده و بر منطوق قطعه شاید که گزرا نیده -

بیت این است سه

شاید معنی که باشد جامه نقشش کمن نکته دانه گر حیرت تازه پوشاند خوش است

(۳۹) کلیم ابوطالب

همدانی المولد کاشانی الموطن - عارج طور معانی است و مقتبس نور سخنانی

بفیض سخنش پدید میا است و خامه شعر شکش همدست عصا - در جمیع اسالیب نظم

قدرت عالی دارد و همه جاداد سخنوری می دهد و لهذا جمیع او را خلاق المعانی ثانی گفته اند

دوبارہ سیر ہندو شتافت کرتا اولی در عمد جا نگیری رسید و با شاہ نواز خان بن
میرزا ارتم صفوی صحبت کوک گردید۔ بعد چن سے (اورا) یاد وطن دامنگیر شد و در
سہ شمان و عشرین و الف (۱۰۲۸) ہراق عجم عرف عنان نمود و "توفیق رفیق طالب"
تا بیخ مراجعت خود یافت لیکن بیش اندو سال در آنجا نہ استاد۔ و کمرت ثانی شہد بی عزم
جانب ہند جلوریز ساخت و با میر حلیہ شہرستانی متخلص بر روح الامین مصاحب و مربوط
گشت و گنتے برداشت۔ و در مدح او و شاہ نواز خان قصائد غراپرداخت آخر دست
بدامن دولت صاحبقران ثانی شاہجہان آنا اللہ برہانہ نہ و در شنا گستران توأم
سر بر جلالت رتبہ سر حلقی ہم رساند۔ و بخطاب ملک الشعراء بلند آوازہ گشت۔ و سالہا
در رکاب والا مشمول عواطف بود۔

صاحبقران وقتی کہ از سفر اول کشمیر لوای معاودت برافراخت و چتر سلطنت در
ترب مستقر الخلافہ اکبر آبا و سایہ وصول انداخت ساعت در آمدن شہر و جلوس بر تخت
مرصع کہ حسب الامر برف یک کروڑ روپیہ زینت ترتیب یافت۔ و در عرض ہفت سال
صورت اتمام پذیرفت۔ و شعراء پای تخت اشعار آبدار در تعریف این سریر بے نظیر پرختہ
اند۔ و مورخان روزگار ہر شے ازان اشعار در تارتخ نامہ ایراد ساختہ۔ با اختیار انجم
شناسان روز جمعہ سوم شوال سنہ اربع و اربعین و الف (۱۰۴۳) مقرر شد۔ و تار سین
ساعت در نزدیکی شہر توقف نمود۔ و غرہ شوال این سال نیز اعظم درز ہنگہ حل خرامید
و معانقہ سعید و نوروز نشہ سرور جہان بیان را دو بالا ساخت۔ پادشاہ بتاریخ مقرر داخل
شہر شد۔ و بر تخت مرصع جلوس نمود۔ و تانہ روز جشن عالی انعقاد یافت۔

ابو طالب کلیم در تنیت اربع و توصیف تخت مرصع تصدیق نظم کرد و یہ پایہ سریر
اعلیٰ معروض داشت مطلعش این است

نخستہ مقدم نوروز غرہ شوال نشانہ اندچ گہائے عیش بر سر سال

قصیده درجه قبول یافت. و کلیم بمیزان عنایت خسروی سنجیده شد. مبلغ پنج هزار و پانصد روپیه هم سنگ برآمد. و بان زبده موزونان انعام شد.

و در جشن نوروز سال دیگر یعنی خمس و اربعین و الف (۱۰۴۵) حاجی محمد جان قدسی در مقابله قصیده برز سنجیده شد. و همین قدر مبلغ هموزان برآمد چنانچه در ترجمه او گزارش یافت.

و در سده ست و اربعین و الف (۱۰۴۶) باقیانایمیشی قصیده تهنیت نورو بعرض صاحبقران رسانید و بزربر کشیده شد. و مبلغ پنج هزار روپیه مساوی درج حاصل کرد.

و بوضوح پیوست که قدسی و کلیم بپایه سریرشاهی چنانچه در میزان اکرام هم سنگ بودند در میزان انعام هم رتبه مساوات داشتند. و چنانچه این هر دو از باقیانایمیشی در معنوی رائج اند در موزون صورتی نیز رجحان داشتند.

و در جشن وزن شمسی سده ثمان و اربعین و الف (۱۰۴۸) در دار السلطنت لاهور کلیم را هزار روپیه بصیغه جائزه شعر عنایت شد.

کلیم در آخر ایام حیات خود نظم فتوحات صاحبقران تقریب ساخته رخصت کشمیر حاصل کرد. و در آن خطه بهشت آیین رنگ اقامت ریخت و بتقرری سالیان از سرکار پادشاهی آسوده حال می گزرانید.

چون الویه صاحبقران در سده خمس و خمسين و الف (۱۰۵۵) بصوب کشمیر انعام یافت. و غره زیج الاول این سال نخل در دوبر خطه کشمیر انداخت.

ابوطالب کلیم قصیده در تهنیت مقدم پادشاه رسانید و برحمت خلعت و دیوبست اشرفی طلبه از حمزه بهره مند گردید.

و همچنین روزی که موکب سلطانی موافق چهارم شعبان همین سال از

گلگشت کشمیر عطف عنان نمود - کلیم را در صله قصیده دولیت مہر انعام شد -
 فوت کلیم پانزویم ذی الحجہ سنہ احدى و ستین والف (۱۰۶۱) وقوع یافت
 و در نزدیکی قبر محمد قلی سلیم مدفون گردید

گفت تا بچ وفات او تعنی طور معنی بود روشن از کلیم

این چند بیت از دیوان کلیم نقل می شود

دل دامن مجاورت چشم تر گذشت با طفل اشک صحبت دیوانہ در گرفت

زان چشم ندیدم که گایے بمن افتد بیا عجب نیست اگر کم سخن افتد

نہ رحم کرد کہ خون دل خراب نخورد غرور او ز سفالی شکستہ آب نخورد

کے تمنائے تو از خاطر نا شاد رود داغ عشق تو گلے نیست کہ بر باد رود

دماغ بر فلک و دل نہ بر پائے بتان زمین چہ مے طلبی - دل کجا - دماغ کجا

گر قفس تنگ از پیر جمی صیاد نیست صید از ذوق گرفتاری بخود بالیدہ است

دیدہ امید را کردی سفید از انتظار دوستاران را بود این چشم از دلداہ است

ہر آنچه رفت ز دستم برون زد دل ہم رفت میان دست و دلم چون صد جدائی

از جہان بے بہرہ را نبود تمنائے عمر خضر روزگوارانہ از برای روزہ داران بہتر است

تو پادشاہ حسنی - مشمار بوسہ ہر ما نہ را کہ جیب شایان دانستن حساب است

ہر کہ خود دین و خود آرا - نہ ہر محروم است ہچو طاؤس کہ پرنیت و کم پرواز است

سر بر تن صدف نبود زانکہ روزگار یکجا بہیچ کس سر و سامان نمی دہد

کباب حسن تو ام قدر حظ نگو دانم ز سایہ ذوق نکرد آنگہ آفتاب نخورد

اغنیاء بہرہ را ندوختہ خود نہرند کہ ہمین تشنہ بے قسمت دریا باشد

مژہ را داد ز کف چشم تو در آخر حسن ترک مفلس چو شود تیغ بہ بازار برد

دوستان نازک مزاج و مالے نازک دماغ چون کسے اوقات صرف پاس خاطر نکند

بتان ز صحبت ہم می کنند کسب غرور	ترا بآینه ہم آشنا نمی خواهم
دشنام و بوسه هر چه عوضی دهی بده	حاشا که با تو بر سر دل گفتگو کنم
چون رشتۀ گلہ ستہ بگردہم خوبان	گردیدم و یک یار وفادار ندیدم
آخر بساں فاختہ ام شد گلو کبود	منت ز خلق بسکہ بگردن گرفته ام
از ادا سے خراج ہر کس نجات می ختم	بالکمال بے دماغی من و کیل عالم
تہال ہر کش و گل بے وفا و آلہ دور	درین چن بچہ اُمید آشیان بندم
کشا سے زبان ہر خود سے را چوبہ بینی	ز نہار کہ شمع شب منتاب نباشی

(۲۰) معصوم - میر معصوم

پسر میر حیدر معمانی کاشی و بیادہ میر سحر است - صاحب ذہن ثاقب - و ہم طرح ابوطالب کلیم و میرزا اصائب بود -

میرزا اصائب غزلے می فرماید و یک رنگی ہر سہ معنی طراز با ہم بیان می نماید -

خوش آن گروہ کہ مست بیان یکدگرند	ز جوش فکری ارغوان یکدگرند
نمی زنند بسنگ شکست گو ہر ہم	پے رواج متاع دکان یکدگرند
زنند بر سر ہم گل ز مصرع رنگین	ز فکر تازہ گل بوستان یکدگرند
سخن تراش چو کند تیغ الماس اند	زند چو طبع بکنند ی فسان یکدگرند
بغیر ضابط و معصوم نکتہ سخن و کلیم	دگر کہ ز اہل سخن مہربان یکدگرند

میر معصوم مدتی با حسن خان حاکم ہرات بسر برد و در عہد شاہجہانی

تقدیمند کرد و در نواحی ہنگالہ افتاد - اعظم خان ناظم ہنگالہ میرزا باعزاز و احترام پیش آمد - و لوازم قدر شناسی بتقدیم رساند - اعظم خان جد از اوت خان واضح است - احوال او مجملہ در ترجمہ واضح سمیت وضوح می پذیرد -

میر معصوم مدتی رفاقتِ اعظم خان برگزید۔ وازموائد احسان او کامیاب گردید۔
سکہ سخن باین خوش عیاری رواج می دهد

مراتشایش خاطر از گلستان است کلید قفل دلم بڑہ بیابان است

ای که ہمراہ موافق ز جهان مے طلبی آن قدر باش کہ عتق از سفر باز آید

نہر آب ہمت خویشم کہ صبح چون گردون گر آفتاب بدستم قنادر شام نماند

نام قاصد چون برآمد ناب من شدستی مرغِ مرغِ مرغِ من جواب نامہ دلدار بود

بعد تحریر سرو آزاد معلوم شد کہ میر معصوم در سنہ اثنتین و خمسين و الف (۱۰۵۲) ورہنہ وفات یافت۔ و قطعاً تاریخ فوتش در دیوان میرزا محمد علی مابہر نظر در آمد۔ مادہ تاریخ این است مصرع معصوم نزد حیدر و سخن قدم نہاد۔
۱۰۵۲

(۴۱) شیدا

مثلاً منشأ و فتنہ از توابع اکبر آباد است۔ صاحب ذہن رسا و فکر آسان پیا
بود و شعر را بسیرت تمام میگفت۔ و پیشتر زدن جواہر فراوان می سفت۔ طبعش در مسلک
سخن طرازی اگرچہ راست می رفت اما از جادہ حسن خلق انحراف داشت۔

قصیدہ اعتراضی کہ در مقابلہ قصیدہ حاجی محمد جان قدسی بنظم آورده شہر
تمام دارد۔ و طالبائے آملی و میرالہی و دیگر مردم را ہجو کرد۔ چون شیوہ ہجا
شعار خود ساختہ بود۔ خود نیز ہدف ناوک حریفان می شد۔ مناظرہ شیخ فیروز باشیدا
مشہور است۔

صاحب تاریخ صبح صادق روایت می کند "عدد اشعارش بصد ہزار رسید"
در اوائل حال چندے رفیق خانخانان بود و ایامے ملتزم آستانہ شہر یار
بن جہانگیر پادشاہ۔ بعد از ان در سلک ملازمان صاحبقران ثانی شاہ جہان۔

اِنَّا سَرَّ اللّٰهُ بُزْهَانَهُ لَمَنْخَطُ شَدِّ - و در زمرہ اِحدیّان سرکار و الادا اِخل گردید - و چون
مطلع او کرد

بیت دانی بادہ گلگون مصفا جوہرے خن راپروردگارے عشق راپیغمبرے
سمع پادشاہ رسید و غضب آمد بھرت آنکہ اُم الحیاثت را و در لباس کے نہا بد
وصف کرد - و حکم صادر شد کہ از مالک محروسہ اخراج نمایند - شید اقطعہ غدیری
ملا خود - و قول عارف جامی قدس سرہ استفساد آورد کہ

از صراحی دو بار قتل —ے پیش جامی بہ از چہار قتل است
پادشاہ از سر عتاب در گزشت

الحق در عہد اکبر پادشاہ و جہانگیر پادشاہ و ہنہ در بنیاد اسلام راہ یافتہ
صاحب قرآن ثانی از سر نو بتوسّ قوانین شریعت شد و سلطان اورنگ زیب
عالمگیر متہم - و این ہر دو پادشاہ غفران پناہ حق عظیمہ بر اسلامیان ہمند
ثابت کردہ اند -

شید آخر حال در خطہ کشمیر گوشہ گیر شد بمواجبہ از سرکار صاحب قرآنی
موظف گشت -

از منظومات اوست مثنوی مسمی بہ دولت بیدار و برابر بحر نون اسرار
مطلعش این است

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	آمدہ سر چشمہ فیض عمیم
درین چرخ گل ولالہ شبنم اندود است	کہنہ گل این باغ گریہ آنود است
بیک ل کے توان اندیشہ دنیا و دین کردن	کہنہ توان ہر دو دست غلیظ در یک آستین کردن
گفتن دعا بہ لطف تو تحصیل حاصل است	با خضر کس گفت کہ عمرت در از باد
نسوزد اندان خاک کے کہ ازوی بوی مار آید	شنا سم بوی زلفت را اگر در مشک ترویجی

ہوایت در سر کے گنجد کہ در زیر دم تیغست
چو شمع از جیب ہر دم سر دیگر برون آید
شہید چہرستہ آشوبت اسی ناکہ بدن گشتم
بجائے موے سر دور ماتم بند قلاب

(۴۳) اوہم میرا ابراہیم بن میر نسیم

اے ابراہیم اے ابراہیم اے ابراہیم اے ابراہیم

سخن بود دیوان محقرے از دہ نظر درآمد۔ طور قد ما دارد۔ ساقی نامہ او شیرین اُٹا
از ان است سے

دماغم ز مے خانہ بوئے شنید حذر کن کہ دیوانہ ہوئے شنید
بگیرید زنجیرم اے دوستان کہ پیلم کند یاد ہندوستان

دور از ان در اشک بیتابم ہجرگان آشناست دست با سر میرزا نو۔ پادمان آشناست
اوہم بیانے خوش دارد و زبانے دلکش میرزا صاحب سخن اور تضحیٰ می کند
می گوید رسہ

ابن جواب آن غزل تھا کہ او ہم گفتہ است گزشت دامن گیرم خون من خود مرده بہ
اوہم از جانب مادر صفوی نثر اداست۔ در بیان شباب قصہ گلگشت ہندوستان
کرد۔ و در عمدہ شاہجہانی درین دیار رسیدہ۔ بذریعہ حکیم داؤد مخاطبہ تقرب خان
کہ از امراء عمدہ شاہجہانی بود باریاب محفل خلافت گردید۔ و نوینیان عظام نظر بہ نجابت
خاندان طرف مراعات از نگاہ می داشتند۔ لیکن از بسکہ برندی و بیباکی مجبول بود۔
و سودائے نیز و سر داشت۔ و علانیہ ترکب مناہی می شد۔ و با اعیان شوخیہا می
کرد۔ از مرتبہ افتاد۔ و چون با تقرب خان ہم بے ادائیہا از حد گزرانید۔ خان مذکور
ازراجس فرستاد۔ تا در سندھ تین و الف (۱۰۶۰) در دار الخلافہ شاہجہان آباد
زندانی ہستی را پدر و نمود۔

۸۵
شاهین جوش سے زندہ

ماہی بہار زہر قترہ نابشر
مگر یہ ہے ویوں کا یہ تخت و بربادش

(۴۴) میہ الہی

از سادات اسعد آباد من توالی ہمدان اسب - کاوش لطافت و خرد و سب
دار - دین افکار اند - تے خاص می پند -

در صفایان بسیار بود - و با حکیم شفائی و آقا رضی صحبت داشت -

آخر بہ نرہنگدہ ہند شنائت و در سلک ملازمان شاہجہانی انتظام یافت - بسیار
خوش خلق و در ویش مزاج بود - و نزد اکابر معزز و محترم می زیست -

فوتش در سنہ اربع و ستین و الف (۱۰۶۲) واقع شد یعنی کشمیری این مصرع

تا زنج یافت - مصرع برد الہی ز جہان گوی سخن

سیف کلکش چہ بہ بابا بن خوبی عرض می کند -

زمانہ بسکہ مرا خاکسار مردم کرد ز آب دیدہ من می توان تیمم کرد

رباعی

از دوریت ای تازہ گل باغ مراد چون نچوہ چیدہ خندہ ام رفتہ زیاد

گریان چو پیالہ پرم در کف مست نالان چو سبوی خالیم در رو باد

(۴۵) میہ یحیی کاشی

شاعر است احیاء معانی کارش - و جان در کالبد سخن و میدان شعارش - از

ولایت خود در عصر صاحبقران ثانی شاہجہان رہگراے ہند شد و در ذیل ثنا

طرازان شاہی منسلک گردید -

ملا عبد الحمید مؤلف شاہجہان نامہ گوید -

” غزوة ذی القعدة سنة تسع وخمسين والفاء (۱۰۵۹) میریحی شاعر را صد مہر انعام شد انتہی“

و چون قلعه ارک دار الخلافہ شاہجہان آباد با سائر عمارات بصرف مبلغ شصت لک روپیہ در سنہ ثمان و خمسين والفاء (۱۰۵۸) انجام گرفت۔ وصاحبقران وقت داخل شدان درین عمارات جشن عالی ترتیب داد۔ میریحی تاریخ بر آورد کہ ع

شہ شاہجہان آباد از شاہجہان آباد

دران جشن تاریخ از نظر شاہی گزشت و ہزار روپیہ صلہ مرحمت شد

انتقال او در شاہجہان آباد یازدہم محرم سنہ اربع و ستين والفاء (۱۰۶۲)

اتفاق افتاد۔

نخل سخن باین نازکی می بندد

بہ بوریانہ نمی پاک از فقران است

ز روی آدمیت پذیر من صبح نمی داند

مہ ز دست گریبان گوشہ گیری را

ہر چہ یابم تانیف شام نمی گیرم قرار

نرمی بسیار خواهد باد رشتان ساختن

ہمچون غلاف گرد موافق یکے شوند

جہان تم نس بود چندان کہ کشب با گلے شام

ہران نے کا زرد و نارخن دل کرد و دواخر

نیم از ناوک تیدا آگہ۔ اینقدر دوا نم

دولب و دوناخرن مرد است تا ہم برسند

گرہ ز خاطر خود اونی توان کردن

(۲۵) دانش میررضی بن میرابو تراب ضوی مشهدی

شاعر عالی جناب است و معنی تازه یاب - زلال فکرش در کمال صفا و شیرینی و
جمال بیانش در نهایت نازکی و دلنشینی -

در عهد شاه جهان پادشاه باد الخود عازم هند گردید و در استیاق
هند گفت که

راه دور هند پاکست وطن دارد مرا چون شایب در میان فتن هندستان خوش
بعد وصول هندوستان باریاب محفل شاه جهان گشت - و در شعبان سن خمس و
شصت و الف (۱۰۶۵) قصیده در مدح پادشاه بعرض رسانید - و دو هزار و پیم
صلی عنایت شد - بیته از آن قصیده این است که

بخوان بلند که تفسیر آیه کرم است خطی که از کف دست مبارکش پیتا
و چندے خود را در ملازمان شاهزاده وار اشکوه و آرد و به الطاف
خاص نوازش یافت - شاهزاده را این بیت او که
تک را میسر بزرگن ای ابر نیسان در بهار نظره تامی میتوان شد چید اگوهر شود
بسیار خوش آمد و لک رو پیما بهای شعر محنت نمود -

و ایام در بزرگاله باشاهزاده محمد شجاع بن شاه جهان نیز بسر برد -
از آنجا رخت سفر به حیدر آباد کن کشید - نزد عبداللہ قطب شاه والی آنجا
اعتبار تمام بهم رسانید -

میرابو تراب والد میررضی هم طبع نظم داشت و فطرت تخلص می کرد - و
در حیدر آباد سنه شصت و الف (۱۰۶۰) بر بستر تراب خوابید - قبر او در دائره

میر محمد مومن استرآبادی دیده شد - بر لوح مزار او کنده اند که این رباعی را در آن
بنظر آورد - رباعی

فطرت بتوروز کار نیرنگی کرد نواخت بهر نارنج آهنگی کرد
آن سینه که حالمی درومی گنجید اکنون ز غم و نفس گنجی کرد
در بومی و کار نیرنگی شخصی کرد و در فراق و غم و غم گنجی کرد
تخت رومی و نور نقش است رباعی

دشمن من بگویم که در این عالم هم بهر دست و پا گنجی کرد
بیم بودیست که در این عالم بیم بودیست که در این عالم
آغاز ماستان عهد من قطب شد و نیرنگی کرد
مقرر نموده در سنا تین و سبعین - الف و نیرنگی کرد
که در روضه سنویه از جانب سنا تین و نیرنگی کرد
خیانت در روضه سنویه از سنا تین و نیرنگی کرد
سالیانه در روضه سنویه از سنا تین و نیرنگی کرد
بود - بنظر رسید -

انتقال میر رضی در سنه ست و سبعین و الف و نیرنگی کرد
دیده اش بیا حظ در آمد و این اشعار منتخب گردید و نیرنگی کرد
ملک شناس اسیران گرا از نفس رستند و نیرنگی کرد
روی ماه نو بروی باد و گلگون و نیرنگی کرد

لن همین رباعی باقی نماند و ماثر آن را در روضه سنویه و نیرنگی کرد
و فاق او در سنه یوب چهار و چهار اتفاق افتاد و در آن وقت و نیرنگی کرد
باید نمیداد که هفت سال این رباعی چمیت -

الہ آباد رفت۔ وچندے دران مصر رحل اقامت افکند۔

آخر بار سفر بصوب بیدر آباد کن بر لبست۔ میر محمد مومن استرآبادی وکیل السمطی
محمد قلی قطب شاہ بدیدن حکیم شریف آورد حکیم برسم تو اضع شیشہ گلاب را غلط کرده
شیشہ شراب بر میر افشاند۔ میر آزرده گشت و حکیم غرق الفحال شدہ باہ بیابون
گرفت۔ و در آنجا نیز زمانہ موافقت نکرد۔ ناگزیر بہ آردوی جہانگیری موادوت نمود۔
و با مہمابست خان ملازم گشت۔

چون صاحبقران ثانی شاہ جہان براوزنگ فرمانروائی برآمد حکیم قطعہ تاریخی
الماکرده بعض رسانید و بانعام دوازده ہزار روپیہ کامیاب گردید از ان قطعہ است
پادشاہ زمانہ شاہ جہان خرم و شاد و کامران باشد۔
بہر سال جلوس او گفتم در جہان پادشاہ جہان باشد۔

و در سنہ احدی و اربعین و الف (۱۰۴۱) بنا بر کبر سن التماس رخصت مشہد
مقدس نمود۔ وقت رخصت بعنایت خلعت و پنج ہزار روپیہ کام دل اندوخت و در
رفتن توفیق زیارت حرمین شریفین یافت و با ایران دیار برگشت۔ آوجی نطنزی
گویدہ

میان ہمنفسان خواستم میسرا	ہزار شکر کہ دیدم حکیم رکنا را
سفینہ سخن از ورطہ برکنار آمد	گزر بساحل ایران فتاد دیار را
کهن شراب جوان نشہ طبیعت او	نوید عمر طبعی دہد ارجب را
زمے مباد تھی دست ساقی کہ رسد	بیای بوس صراحی پیار ما را

بعد ادراک زیارت روضہ رضویہ بجا ذبح الوطن متوجہ کاشان گردید۔
و ایامے توقف کردہ ہر ارادہ در گاہ شاہ صفی رو بصفا لان آورد و از شاہ چند
التفات نیافتہ بہ بشیر از آمد۔ پس از چندے باز رخت سفر بہ کاشان کشید۔

میزرا اینائی قزوینی مؤلف شاہجہان نامہ می غرازد کہ :-

"یکم کتاب عراقی مراجعت نموده بدعا کے دولت پہنچوند مشغول گشت۔ و چون در"

"سکک مدحت سرا بیان این دودمان علیہ انتظام داشت۔ و دارد۔ در اکثر سنوات"

"اور از روی مرحمت بہ انعامے یاد و شادی فرمایند۔"

واقعات در سہ دست و ستین و الف (۱۰۶۶) واقع شدہ این مصرع تاریخ یافتہ اند

دست نسوی فلک پہ باز سچ لکھ لکھ

کہا تیش تو بہ لبہ ہزار بیت است۔ معجون سخن چنین مرتب می سازد

آگاہی کہ سخی زور فقر و سلطنت با ہم

بسوز پامال است در زیر درخت میوہ دار

در پناہ اہل دولت بہت خواری بیشتر

چون شاخ تو بریدہ ندارم خبر ہنوز

رباعی

ہرگز نشدم بسوزنی بار کے

وین دیدہ ندونست چشم ہزار کے

صد شکر کہ در جہان بستم ہرگز

تحت الحنکی بقعدہ دستار کے

(۱۷۷) حاذق حکیم حاذق بن حکیم ہمام گیلانی

واقعہ فن است و نفس شناس سخن۔ میزرا اصائب بضمین مصرع او

پر و از دومی فرماید :-

جواب آن غزل حاذق است این تھا

ہمار دیدم و گل دیدم و خزان دیدم

مولد حاذق فچپور سیکری است و در غنہ نگری بمنسبہ شاہیستہ سرفرازی داشت

و چون حکیم ہمام باتفاق میر سید صدر جہان پہا لومی در زبان اکبری

میر محمد مومن استرآبادی دیده شد. بر لوح مزار او کنده اند که این رباعی را دم آخر
بنظم آورده. رباعی

فطرت بتوروزگار نیرنگی کرد نواخت بهر خارج آهنگی کرد
آن سینه که عالمی درومی گنجید اکنون ز ترود نفس تنگی کرد
و رباعی دیگر از میر رضی که در فراق والد خود گفته هم بر لوح مزار میر ابو تراب
تحت رباعی مذکور نقش است رباعی

دانش مکن اعتماد بر عمر دراز کاید بزمان کم بس عمر دراز
گیرم که چو عیسی بفلك بر شده آید بچه کار بے پدر عمر دراز
آخر الامر سلطان عبداللہ قطب شاہ میر رضی را نائب الزیارة خود
مقرر نموده در سنہ اثین و سبعین والف (۱۰۷۲) رخصت مشہد مقدس ساخت
که در روضہ رضویہ از جانب سلطان مراسم زیارت بتقدیم رساند و در ازاء این
خدمت دوازده تومان تبریزی سالیانہ از سرکار سلطان باومی رسید. نقل فرمان تقریر
سالیانہ در منشآت حاجی عبدالعلی طائفانی که منشی سلطان عبداللہ
بود. بنظر رسید.

انتقال میر رضی در سنہ ست و سبعین والف (۱۰۷۴) واقع شد. منتخب
دیوانش بملاحظہ درآمد و این اشعار منتخب گردید.

نمک شناس اسیران گری از نفس رستند به نخل خانہ صیبا و آشیان بستند
روی ماه نو بروی بادہ گلگون بہ بین آب عمر افزا بنوش و حسن روز افزون بہ بین

لے ہمیں رباعی بادی تغیر در آثار اجماع دوم صفحہ ۵۸۸ مطبوعہ کلکتہ در ترجمہ علامہ فیضی مذکور است و
وفات او در سنہ یک ہزار و چہار اتفاق افتادہ میر ابو تراب در سنہ یک ہزار و شصت رودادہ پس از
باید فہمید کہ حقیقت حال این رباعی چیست۔

در بزم کم سیر کہ جائے و گرم نیست	از حلقہ برون چون قح می سفر نیست
بتا سازد رین بزم نسبتے داریم	خوش اندایل نشاط از ضعیف نالیم
پہرہ راز آفت ہم صحبت دیرینہ باش	کاش اول نمودے شیشہ با سنگ کاش
منہ و دشت باماد و رقیقان طی کن	چون قلم بے دوسہ یارے بسفر نتوان
کشادہ روئی خوبان در آخر حسن است	دین چمن ہم جا موسم خزان باز است
مناب مرغ نفستے نابجائے خوباشیم	چو عکس آئینہ مازندہ از نگاہ تو ایم
شب عید آدمی بنیم قح در دست و گینش	شبستان حنا مشب جہان رخ روشن دارد

(۲۶) مسیح حکیم رکن کاشی

مسیح دہسبھا و مسیحی تخلص می کند۔ شاعری سنہ سیلی نفس۔ در تشخیص مزاج
معنی زود درس خادم طبیعت سخن۔ روح آفرین قوالب کہن۔

مینیر اصائب نام اورا بتعظیم میگیدومی گویدے
این آن غولِ حضرت رکن است کہ فرمود پائے مخنی پیش سلیمان چہ نماید
ورقن لمباست نیز بد طولی داشت۔ و آثار تخلص خود بظہور می رسانید۔

سالہا از مصاحبان خاص شاہ عباس ماضی بود۔ شاہ مکر منزل اورا بہر تو
ندوم برافروخت۔ آخر مزاج شاہی منحرف شد۔ حکیم کم التفاتی شاہ مشاہدہ کردہ
از ولایت برآمد و درین باب گویدے

گر فلک یک صبحیم با من گران باشد سرش
شام بیرون می روم چون آفتاب از شورش
و خود را ہدار الامن ہمند کشید۔ و در آستانہ اکبر با پادشاہ با سودگی می گزرانیدے
و در عہد جہانگیر نیز قرین کامرانی و باریاب محفل سلطانی بود تا آنکہ بتقریب جانب

الہ آباد رفت۔ وچندے دران مصر محل اقامت انگند۔

آخر بار سفر بصوب حیدر آباد کن برست۔ میر محمد مومن استرآبادی وکیل السطنت
محمد علی قطب شاہ بدیدن حکیم شریف آورد حکیم برسم تواضع شیشہ گلاب را غلط کرد
شیشہ شراب بر میر افشاند۔ میر آذر و گشت و حکیم غرق عرق انفعال شدہ راه پیاپو
گرفت۔ و در آنجا نیز زمانہ موافقت نکرد۔ ناگزیر بہ اردوی جہانگیری معادوت نمود۔
و با نہایت خان ملازم گشت۔

چون صاحبقران ثانی شاہ جہان براوزنگ فرمانروائی برآمد حکیم تادمہ تاریخی
املا کردہ بعض رسانید و بانعام دوازده ہزار روپیہ کا سیاسا گردیدہ ازان قطعہ است
پادشاہ زمانہ شاہ جہان خرم و شاد و کامران باشد
بہر سال جلوس او گفتم در جہان بادشاہ جہان باشد

و در کتب صدیقی و اربعین و الف (۱۰۴۱) بنا بر کبر سن التماس رخصت مشہد
مقدس نمود۔ وقت رخصت بعنایت خلعت و پنج ہزار روپیہ کام دل اندوخت و در
رفتن توفیق زیارت حرین شریفین یافت و با میران دیار برگشت۔ آوجی نطنزی
گویدہ

میان ہنفسان خواستم میسرا را	ہزار شکر کہ دیدم حکیم رکن را
سفینہ سخن از ورطہ بر کنار آمد	گزر بساحل ایران فتاد دیا را
کهن شراب جوان نشہ طبیعت او	نوید عمر طبعی دہد احب را
زمے مباد تہی دست ساقی کہ رسد	بیای بوس صراحی پیالہ مارا

بعد ادراک زیارت روضہ رضویہ بجا ذبح الوطن متوجہ کاشان گردید
و ایامے توقف کردہ ہر ارادہ در گاہ شاہ صفی رو بصفا لان آورد و از شاہ چند
التفات نیافتہ بشیر ارا آمد۔ پس از چندے باز رخت سفر بہ کاشان کشید۔

میرزا امینائی قزوینی مؤلف شاہجہان نامہ می غرازد کہ :-

"حکیم اکملہ عراقی مراجعت نمودہ بدعائے دولت اید پیوند مشعش کشت - و چون در"

"مسکند بدت سرایان این دودمان علیہ انتظام داشت - و دار - در اکثر سنوات"

"اور از روی مرحمت بہ انعامی یاد و شادی فرمایند -"

فاشش در سنہ ست و ستین و الف (۱۰۶۶) واقع شدہ این مصرع تاجی یا تہ اند

رفت نسوی ملک بانہ - حج اوم

کہ نقش خرب بصد ہزار بیت است - بخون سخن چنین مرتب می سازد

بچینیای خنوری بزن کشکول چوبین را

برہ پناہ است در زیر درخت میوہ دار

در پناہ اہل دولت ہست خواری پریشتر

بہر کید و روزہ صبورم کہ از فراق

بہر سارخ نو بردہ ندارم خبر ہنوز

رباعی

برگزاشدم بسوزنی بار کسے

دین دیدہ نہ دخت چشم بزار کسے

صد شکر کہ در جہان بستم ہرگز

تحت الحشی بقصد دستار کسے

(۱۷۴) حاذق حکیم حاذق بن حکیم ہمام میلانی

دائف فن است و نبض شناس سخن - میرزا اصداغ بنضین مصرع اوے

پرواز دومی فرماید

عاب آن غول حاذق است این صفا

بہار دیدیم و گل دیدیم و خزان دیدیم

نولد حاذق تچپور سیکری است و در غنہ نگیری بمنصبہ شایستہ سرفرازی داشت

و چون حکیم ہمام باتفاق میرسید صدر جہان پہا نوی در زبان اکبری

بسفارت عبداللہ خان والی توران نامزد شدہ بود۔ صاحبقران ثانی شاہجہان در سال اول جلوس خود حکیم حاذق را بہمان اعتبار نزد امام قلی خان والی توران رخصت فرمود۔ حکیم حاذق بعد ادای سفارت مراجعت نمود و از درگاہ خلافت بمنصب سہ ہزاری و خدمت عرض کمر بمعرض امتیاز درآمد۔

و پایان عمر در مستقر الخلافہ اکبر آباد گوشہ انزو گرفت و بسالیانہ پانزدہ ہزار روپیہ از سرکار پادشاہی مؤظف گردید۔ و تا سنہ اربع و خمسين و الف (۱۰۵۴) لیاقت او با خوافی متعدد و پچھل ہزار رسید۔

حکیم در شوال سنہ سبع و ستين و الف (۱۰۵۷) در اکبر آباد شربت فدا چشید۔
ادہم خامہ را باین روش جولان می دہد۔

ز روش فلک اسرار مہر و شد فاش بیک کلاہ دوسر مشکل است پوشیدن
ما قدر جوانی چہ شناسیم کز اول تصویر کشان قامت ما پیر کشیدند
بقول من نرسید است فعل من ہرگز خوشا کہے کہ دراز است از زبان و دستش
در پنج محلہ احوال سید صدر جہان کہ در ترجمہ حاذق ضمناً مذکور شد بزبان خامہ
تقریب بچو حوالہ می شود

بصد جہان

مولودہ شائید پھانی است بکسر بائے فارسی دیائے تختانی در آخر قصبہ ایست
از توابع لکنؤ۔ سید فاضل جید بود۔ و طبع ظریف و نکته سخ داشت۔
ابتداء حال بواسطہ شیخ عبدالنبی صدر بلامت اکبر بادشاہ رسید و منصب
انتاء ممالک محروسہ برقرار گرفت۔

در سنہ اربع و تسعين و تسعاتہ (۹۹۴) پادشاہ اورا باتفاق حکیم ہمام نزد
عبداللہ خان والی توران باپچی گری فرستاد بعد تقدیم سفارت معاودت نمود۔

در خط کابل پادشاه را دریافت -

و پس از چند سبب بطایع منصب صدارت کل بر صدر عزت نشست در فتنه رفتن بیایند
درست و منصب دوزاری متصاعه گشت

جهانگیر پادشاه در ایام شاهزادگی چهل حدیث در خدمت پیر بخواند شاهزاده
اورا بسیار دوست می داشت - روزی سید از قرض داری خود شکایت کرد - شاهزاده با
سید و عده فرمود که اگر نوبت سلطنت بمن می رسد - قرض شما را ادا می کنم - یا هر منصبی
که خواهید می دم - بعد جلوس سید را مختار کرد - او منصب چهار بنزاری در خواست پادشاه
منصب مذکور نوازش فرمود - و صدارت را نیز قبول داشت - و قنوج را در انقطاع
اوستخواه کرد -

سید محسن الزمان نافع الخلق بود - در صدارت عهد جهانگیر - چندان مردم عاش
مستحقان مقرر نمود که میرزا جعفر آصف خان بقرض پادشاه رسانید که آنچه عرض
آنیانی اکبر پادشاه در عرض پنجاه سال بخشید - سید در عرض پنج سال بمردم حواله کرد
صد و بیست (۱۲۰) سال عمر داشت - اصلا در عقل و حواس او فتور سه راه نیا
انتقال ادرسه سبع و عشرين والف (۱۰۲۰۰) واقع شد مشهور است که هرگاه
سید به سفارت توران رفت پادشاه و امراء آنجا سید را در فنون بسیار رسد امتحان
کردند مثل خوشنویسی و تیر اندازی و شطرنج و غیره سید در هر باب کامل عیار برآمد
و مردم آن دیار را در حیرت انداخت

اما ملا قاضی رساله در باب ایچی گری حکیم بهام و سید صدر جهان ترتیب
داده در آن رساله جمیع هنرها نسبت به حکیم بهام نوشته الا علم مجلس که آن را نسبت
به سید نقل کرده - و سید بر علماء آنجا غالب آمده -

(۷۸) فرج - ملا فرج اللہ شوستری

تازہ دماغ نشہ زودرسی - وانجن افروز سخن عربی و فارسی است - سید علی معصوم
مکی در سلفۃ العصر کہ تذکرۃ الشعراء عرب جمع کردہ احوال ملا را بطریق می نویسد
و میرزا صاحب مکرر اوراد و مقاطع یاد می کند - از انجمله است ہ

ہمین ز خاک فرج کا مران نشد صاحب کہ فیض ہم انجھوری ازین جناب رسید
از وطن مالوف بسیر مالک دکن خرامید - و در خدمت سلطان عبداللہ قطب شاہ
والی حیدر آباد منزلت و ثروت تمام ہم رسید
پری زادان سخن را پنین تسخیری کند ہ

مغان کہ دانہ انگور آب می سازند	شمارہ می شکنند آفتاب می سازند
در ہوا بے بادہ گل رنگ بیتا بیم ما	سالمات شد گز ہوا داران این آیم ما
از رہ بہانگ ہرزہ در ایان نئے روم	کمی دہد فریب صدائے جرس مرا
گر زیر سپہ ریم عجب نیست کہ دریا	در زیر حجاب آفرزون نر زجبا باست
ہمیشہ می خورم از خود شکست پذیری	کہ نیمہ ز دم شیشہ نیمہ سنگ است
و از اشعار عربی اوست ہ	

لَا غَرْوَانَ لَمْ تَقْصَحِ إِلَّا يَامَ بَنِي	الدَّهْرِ ابْنِ كَهْطَا وَإِنِّي السَّرَّاءُ
وَبَذَا جَرَى طَبْعُ الزَّمَانِ وَاهْلِهِ	دَفْنُ الْكَلَامِ وَاهْلُهُ أَحْيَاءُ

اشارہ است بہ واصل ابن عطا معتزلی کہ الشغ بود یعنی حرف راء را نطق نمی
توانست کردہ و نوعی سخن ادا می نمود کہ حرف راء در کلام ادنی آمد و عیب شغہ بر سامع
منکشف نمی شد تا بحدی کہ ضرب المثل شد - و شعراء در اشعار خود استعمال کردند

سلفۃ العصر نسخہ تلمی درق ۱۲۸۸ ہجری کتب خانہ آصفیہ فن تراجیم نمبر ۵۰ - ملے ابن خلکان نمبر ۱۲۷۴ ہجری
مطبوعہ یورپ و کامل ہر صفحہ ۵۴۷ مطبوعہ یورپ -

ابو محمد خازن گوید در مدح صاحب ابن عباد وزیر

نعم تجتنب الا يوم العطاء كما تجتنب ابن عطاء لثقة السراء

در یارست گوید

وجعلت وصلي الزوال لم تنطق به وقطعتني حتى كانك واصل

(۲۹) احسن - ظفر خان

میرزا احسن الله نام احسن تخلص بن نواجه ابوالحسن تربیتی - نواجه
در عهد اکبر بادشاه وارد هند شد و وزارت شایخزاده و اشبال و دیوانی دکن
و خلاص یافت - و چون جهانگیر بادشاه سر به آراشد نواجه را از دکن طلبیده اول
الده است میز خشیکری نواخت و آخر تفتویض وزارت اعلی و منصب پنج هزاره امتیاز ساخت
در سنه ثلث و ثلثین دالف (۱۰۳۲) حکومت دارالملک کابل ضمیمه وزارت مقرر
گشت و ظفر خان از جانب پدر به حکومت کابل مامور گردید -

و چون نوبت دارائی هندوستان به صاحبقران ثانی شاهجهان رسید - نواجه
را منصب شش هزاره شش هزار سوار سرفراز فرمود -

در سنه ثلثین و اربعین دالف (۱۰۴۲) صوبه کشمیر مرحمت شد - و نظر براق
قالی و دوایات خواهی نواجه را از رکاب جدا ننموده ظفر خان را به نیابت پدر نصرت
کشمیر فرمود -

و چون نواجه نوزدهم رمضان سنه ثلثین و اربعین دالف (۱۰۴۲) در سن هفتاد
سالگی و دایعت حیات سپرد - صوبه کشمیر اصالت به ظفر خان تفویض یافت و منصب سه
هزاره و علم و نقاره مرحمت گردید -

ظفر خان مدتی بہ حکومت کشمیر پرداخت۔ و ملک بہت را مفتوح ساخت۔ و
 پایان عمر در دار السلطنت لاہور فرود کش کر دودستہ ثلث و سبعین و الف (۱۰۷۳)
 محل بہ صحرائے فنا کشید

ظفر خان صاحب جو ہر وجہ ہر شناس بود۔ و سرے بصحبت و تربیت ارباب
 کمال داشت۔ افتخارش ہمین بس کہ مثل میرزا صائب مادہ آستان اوست۔
 ظفر خان چند جادو متاع غول میرزا را یاد می کند از انجمله است ہ
 طرز ایران پیش احسن بعد ازین مقبول نیست تازه گوئیہای او از فیض طبع صائب است
 ہشت عدد قصیدہ میرزا در مدح ظفر خان بنظر در آمد۔ میرزا تعریف سخندانے او
 بسیار می کند و پاس بکنج ارگی بجای آورد۔

دیوان مختصرے از ظفر خان مطاعہ افتاد۔ از انجاست ہ

ولم بکوی تو امیدوار می آید	نگاہ دار کہ روزے بکار می آید
و گوشہ میخانہ ہمین گفت و شنید است	یاران برسانید دماغے شب عید است
در بتان ہند چون او دلبر خود کاہنیت	رام رام گرچی گوید و لیکن رام نیت
شادم بدل شکستگی خود کہ پیش من	قدر دل شکستہ چو زلف شکستہ است
گوشہ چشمی اگر ساقی ببادارد بجاست	عمر باد گوشہ میخانہ خدمت کردہ ام

(۵۰) آشنا۔ عنایت خان

میرزا محمد طاہر نام آشنا تخلص بن ظفر خان مذکور۔ در عہد شاہ جہانی
 منصب ہزار و پانصدی داشت۔ و احوال سنّی سالہ شاہ جہان را تخلص بقید
 قلم آورد۔

بعد جنوس خلد مکان در کشمیر زاویه عزت گوید و در صدی و ثمانین و الف
(۱۰۸) رخت به نهانخانه عدم کشید

دیوانش مشتمل بر قصائد و غزلیات و مثنویات و دیگر قسم شعر بنظر در آمد مثنویهاست قصید
نقد دارد و از انجمله است ساقی نامه - این بیت از ان است -

میکمانه ساقی به مجلس نشست چرا نبض مینا نگیرد به دست
این چند بیت از غزلیات او فر گرفته شده

الف: میانه دوستم نمی شود و ندانم مار قیضه لبخشمی شود

بسکه در راه فنا با خاک یکسان شدتم میتوان همچون غبار افشانند از سیرا ستم

از حوادث گوهر مرده انگی کمتر نشد تیغ اگر آفت آتش رنگت به جوهر نشد

هر دم نوید لطف و گرمی دهد مرا دل سه برد از دست و جگر می دهد مرا

گر بستم چنانکه کشد آسمان بجا است به شد رقیب و تیرگی دل همان بجا است

آشسته بدست آوردت گشت متاب است مدعا که بخوابان سیر عالم آب است

کدام چیز عزیزان ز یکدیگر گیرند بغیر این که ز جلال هم خبر گیرند

بیاد روی تو شبها کنم نظاره ماه ز رسیفیه بود از بهای روز سیاه

خلق خوشتر مرا به ثنا خوانی آورد گل عندلیب را بسختانی آورد

دولت بوقت تیرگی بخت نکبت است جارب وقت شام پریشانی آورد

تیره طبعان بسینه صاف بدانند ذوق آئینه نیست به زو را

ما بر ندانیم نعمت خوبا شستن کرده ایم گاه گاه به ناله بر خیزد از زنجیر ما

لقه چرب خوشامد نکند رام مرا دل تن از سبک کوی تو فدا و ایست

مرد را تن آسانی باعث فنا کرده زود بگذرد از هم رانده که بدینا بجا است

از بسکه دست من ز تعلق بریده است رنگ گرفته را به چنابازی دهد

گل بیشتر دہد چو گنی شاخ را تلم	سامان دل ز قطع تعلق شود زیاد
دایہ پر میز کند طفل چو بیمار شود	عقل ناچار کشد ز حمت آلائش نفس
عیب پوشی بہ از مند پوشی است	طرز آئینہ خوش نہ کرد دم
کہ ز دد رستن مواز پے تراش بود	ز دور ساختن ابرام سفلہ گرد بیش
ہرگز می توانست کہ بخود سازد	ہر کجا بود مرانشہ صفت با خود داشت
چون پر آشوب بود شہر دکان نکشاید	تا درون پر بود از فقر دل وانشود
پیوستہ ہمو عکس خودم در کین خویش	چشم لبان آئندہ در عیب خلق نیست
دید و نگس نہ از کتاب سیمای چراغ	نیست نازک طینتان با طقت سیمای خوش
نتوان کرد سہر رشتہ ز تقدیر برون	چند چون رشتہ تسبیح شوی سرگردان

(۵۱) صائب میرزا محمد علی تبریزی اصفہانی

امام غول طرازان و علامہ سخن پردازان است۔ از ان صبحی کہ آفتاب سخن در عالم
شہود پر تو افشانندہ۔ معنی آفرینی باین اقتدار سپہر دو اربہم فرسانندہ۔ چنانچہ خود گوے
دعوی در میدان می اندازد و می طراز دہ

نصد ہزار سخنور کہ در جہان آید یکے چو صائب شوریدہ حال بر خیزد

حامل لو اسے فصاحت۔ منشأ اعلاء کلمہ بلاغت۔ نور بنجاہت از نا صیئہ کلامش پیدا اولعہ
شرافت از سیمائے بیانش ہویدا۔ فوج فوج مضامین برجستہ متقاد جنابش خیل خیل
معانی بیگانہ بندہ جاضر جوالبش۔ ذوق سلیم در حدیقہ اشعارش بنو بر گردن مسرور دہن
صبح در خزینہ افکارش بدولت تازہ اند و سخن مغرور۔ فکر نیرنگش موجد عبارات رنگین
جعل بسطیش مخمروع تراکب و لہشیں۔ زلال تقریرش در کمال روانی۔ لالی تعبیرش در نہا
غلطانی پاسے وقت خیال باور کمال رسانیدہ۔ معہذا اصلا اثر تکلف گرد کلامش نگردید۔

این کیفیت در کلام فصحاء و دیگر کمتر توان یافت -

تصویر ده و شنوی هم دارد اما مشاطه و فکرش بجز این عروس غزل بیشتر پرداخته - و
 این غزل رعنا را بطرز تازه و انداز خاص جلوه افروز ساخته - چنانچه خود می فرماید
 غزل گوئی به صفا ختم شد از نکته پردازان
 رباعی گر سلم شد ز موزونان سحابی را
 دیگری فرماید

غزل نبود باین رتبه هیچگاه صائب
 نوازه عشقی در ایام من کمال گرفت
 و از جمله شرافت او صاف میرزا است که با وصف این جلالت شان از شعراء
 معاصرین و متقدمین هر کرا در اشعار خود یاد کرده بخوبی یاد کرده و تیغ زبان را بازخم هیچکس
 آتش نساخته و خود می فرماید

بمور و قوت سخن دست طرح ده صائب
 گرت هوار است سینمان این جهان با
 پدرش از کد خدا یان معتبر تبارزه عباس آباد اصفهان است میرزا در
 دار السلطنت اصفهان نشو و نمایانست - و به کثر فرصت درشش جهت عالم کوس
 سخندان زور - و در عین شباب آخر عهد جهانگیری متوجه هندوستان گردیده - چون وارد
 دارالملک کابل گشت - ظفر خان که به نیابت پدر خود خواجه ابوالحسن تربتی ناظم
 کابل بود میرزا را به کند حسن خلق صید کرد - و لوازم قدر شناسی نو عهده که باید به تقدیم
 رسانید - چنانچه شمه ازین ابیات میرزا مستفاد می شود

کلاه گوشه بخورشید و ماه می شکم	باین غرور که مدحت گر ظفر خانم
زنو بهار سخایش چو قطره ریوشوم	قسم خور و بسر کلک ابر نیسانم
بلند بخت نهال بهار تربیت	که از نسیم هوا داریت گلستانم
حقوق تربیت را که در ترقی باد	زبان کجاست که در حضرت فردو خانم

تو پای تخت سخن را بدست من دادی تو تاج مدح نهادی بفرق دیوانم
 ز روی کرم تو جو شیر خونِ معنی من کشید جذب تو این لعل از رگ کامم
 تو جان زد غل بجای مصرع مراد ادبی تو در فصاحتی دادی خطاب سبھانم
 ز وقت تو معنی شد رم چنان باریک که میتوان بدلِ مور کرد پنهانم
 پوزخات سبیلِ ابیات من پیشان بود نداشت طره شیرازہ روئے دیوانم
 تو بچشم ساختی از راق باد برده من و گرد خار نمے ماند از ہمتانم
 تو شش شست گرجانِ صد من دادی چو گل تو زربسیر ریختی بدام من
 چون حکومت کابل در او اہل جلوس صاحبقران ثانی شاہ بہمان بہ لشکر
 ظفر نفس یافت۔ و ظفر خان بہادر اک عتبہ خلافت شتافت میرزا نیز بہ رفاقت
 ظفر خان پشیر ہند خرامید

چون، رایات صاحبقران در ستم تسع و ثلثین و الف (۱۰۳۹) جانب دکن
 یافتہ از در آمد۔ میرزا با ظفر خان در رکاب سوکب سلطانی سرے بدیار دکن کشید
 از آنجا کہ شہر برہان پور گرد بسیار دار و میرزا در حق این شہرے فرمایدے
 تو تیا سازد غبار اگرہ و لاہور را چشم من تا خاکمال گرد برہان پور خورد
 و چون سپہر لشکر محمد عارف از مشاہیر اولیا درین شہر آسودہ اند توجیہ گردان
 خاطر فقیر چنین برخواستے

فتاد بسکہ گنر شکر محمد را غبار خیز بود کو چھائے برہان پور
 و در ایام اقامت برہان پور پیر میرزا خود را از ایران بہ دیار ہندوستان
 رسانید تا اورا وطن مالوف برد۔ چون خبر قدم پیر بہ میرزا رسید۔ قصیدہ در مدح
 خواجہ ابوالحسن انشا کرد و در نصحت وطن التماس نمود و در آنجا می گویدے
 سہ شش سال پیش رفت کہ از اصفہان بہند افتادہ است تو سن عزم مرا گزار

هفتاد ساله والد پیر است بنده را کز تربیت بود بمنش حق بشمار
 آورده است جذبه گشاخ شوق من از اسنان بد اگره و لاهور اشکبار
 زان پیشتر کز اگره بمعموره دکن آید عنان گسسته تر از سیل بے قرار
 این راه دور را ز سر شوق طے کند با قاست خمیده و با چکر نزار
 دارم امید نهمتی از آستان تو ای آستان کعبه امید روزگار
 مقصود چون ز آمدنش بردن من است لب را بحرف خفیت من کن گزینار
 با بزم کشاده تر از آفتاب صبح دست دعا بیدر قدم راه من برار

اتفاقاً مکتب صاحبقران عنقریب در سنه احدی و اربعین و الف (۱۰۴۱) از
 دکن به اکبر آباد عطف عنان نمود. هزدهم محرم سنه اثنین و اربعین و الف
 (۱۰۴۲) ظفر خان را حکومت کشمیر به نیابت خواجه ابوالحسن مفوض گردید.
 میرزا محمل سفر با ظفر خان بر بست و پس از گلشت کشمیر چنت نظیر عازم ایران
 دیار گشت و تا آخر ایام حیات نزد سلاطین صفویه مکرم و مجمل زیست. و در مدائح
 ایشان قصائد غرا پرداخت.

وفاتش در سنه ثمانین و الف (۱۰۸۰) اتفاق افتاد و در اصفهان مدفون
 گردید و غزل میرزا که مطلعش این است
 در هیچ پرده نیست نباشد نوای تو عالم پیر است از تو و خالیت جائے تو
 بر طبق وصیت بر سنگ مزار او که یک قطعه سنگ مرمر است کنده شد
 را قلم الحروف گوید:

عندیپ نغمه پرداز قصاحت صابا رفت ازین عالم بسوی روضه دار السلام
 نامه آزاد انا که در سال رحلتش بلبس گلزار جنت صائب عالی کلام
 دیوان میرزا قریب هشتاد هزار بیت بخط ولایت بنظر رسید و میرزا سی و سه

غزل متفرق بنحط خاص برخواستی آن نسخه قلمی فرموده اشعارش عالمگیر است و مستغنی
از تحریر - چند بیت بنا بر التزام پیرایه این مقام می شود -

زبان لاف رسوای کند ناقص کمالان را	که رو بر خاک مالد پر فشانی بسته بالان را
نه از روی بصیرت سایه بال هما افتد	سیمست است دولت تا کجا خیزد کجا افتد
از تماشا می پریشان جهان دلگیر باش	واله یک نقش چون آئینه تصویر باش
بیچ بپردی نمی یابم سزائت خویشتن	می نهم چون بید مجنون سر پیای خویشتن
زنگین نراز خاست بهار و خزان ما	بر دست خویش بوسه زند باغبان ما
جلوه برق است در میخانه هشیاری مرا	از پی تغییر بالین است بیداری مرا
می خور دبا دیگران مستانه بر ما بگذرد	در فرنگ این ظلم و این بیداد ها تا بگذرد
ای که فکر چاره بیماری دل می کنی	نسبت خود را بچشم یار باطل می کنی
عشق سازد ز هوس پاک دل آدم را	دزد چون شهنه شود امن کن عالم را
سخت می خواهم کدر آغوش تنگ ارم ترا	هر قدر افشرد دل را به فشارم ترا
از جوانی داغها در سینه مانده است	نقش پای چند زین طائوس بر جامانده است
ز پیری حرص دنیا نفس طامع را دو بالانده	که اراکاسه در یوزه از کوزی مثنی است
پایان گلیم خویش نباید دراز کرد	تیغ ستم به بین چه بزللف ایاز کرد
که حال درد مندان پیش چشم یاری گوید	که حرف مرگ بر بالین این بیماری گوید
اهل کمال را لب اظهار خاموشی است	رمقت پذیر ماه تمام از هلال نیست
ای خوبی امید باین دستگاه حسن	این یک دو بوسه گز نه شماری چه می شود
رمزی ست ز پاس ادب عشق که مرغان	شب نوبت پرواز به پروانه گزارند
نقش پای زندگان هموار سازد راه را	مرگ را داغ عزیزان بر من آسان کرده است
مکن اعانت ظالم ز ساده لوحیها	که تیغ سنگ فسان را سپاه می سازد

در طلب ما بے زبانان اُمت پر دانه ایم	سوغتن از غرض مطلب نزد ما آسان است
مقل کامل می شود از گرم و سرد روزگار	آب و آتش نی کند صاحب برش شمشیر را
زندق و کذب سخن سیخ را گزیری نیست	چو صبح تیغ جهاگیر ما دو دم دارد
با خیمه پاش که دل از خم زلفت نبرد	دور گون تو یتیمی است که در عالم نیست
شرع رنگین بطلع می رساند خویش را	هر که سب آدمیت کرد آدم می شود
ما حجاب آلودگان را جرات پروا نیست	رگه دگر گردیدن ما گرد دل گردیدن است
دفعای سینه مراد در حرم کند قندیل	چه شد بدن از رنگ آمد است شیشه ما
نیرنگی رخ گل رعنا درین چمن	نون دل از پیاله زری دهد مرا
صائب ز ملائک مطلب رتبه انسان	آئینه پیشت چه دیدار نماید

(۵۲) غنی - ملا محمد طاهر اشعوی کشمیری

اشعوی قبیله ایست از قبائل معتبر کشمیر - از بدو شعور در حلقه درس ملا محسن قانی کشمیری تلمذ نمود - چون طبع بلند داشت در کمتر روزگار حیثیت شایسته بهم رسانید - آخر اینو اصری بحر سخن افتاد و جواهری که بنقد جان توان خرید بیرون آورد - میرزا صائب کلام اورا تضمین می کند و می فرماید -

این جواب آن غزل صائب که می گوید غنی یاد ایامی که دیگ شوق ما سرپوش داشت
 معنی بنحاء طبعی مجبول بود و با وصف بے دستگاہی بخضر خاطر سبزی برد - از اینجا
 که غنی تخلص میکند

مَدَّةُ العُمَرُ در شهر خود گزرا نید - و در سنه تسع و سبعین و الف (۱۰۷۹) دامن
 از عالم سفلی بر چید

دیوانش سائر و داغر است - چند بیت بنا بر ضابطه ثبت افتاده

عاشقان را جنبشِ مژگانِ چشمِ یار کشت
تو نگرانه زید لب بخوابش آشنا کردن
سیلی نخوری تا ز کفِ اهلِ زمانه
تا توانی عاشقِ معشوقِ هر جائی مشو
سایه گرسایه کوه است سبک می باشد
با تو نه دیکم نه دورم ز فیض عام تو
از کشته شدن چهره عاشق نشود زرد
در دم صبح غمی پیر فلک می گوید
نیست چون مهره نردم هوسِ قصر بلند
خاطر او از غبارِ لشکر خط جمع نیست
رفتیم سوی یار و ندیدیم روی یار
گر تیغ بر سرم رود از جانم روم
غنی چو سایه مرغ پریده در ره شوق
چشمم گرم مدار ز شایان که جز نمند
از نزاکت او قند مضمون من
چراغ مجلسم نبود مرا تابِ بدل با کس
ز مضمون بردن یاران نمی باشد غم ما را
سعی بهر راحت هم سایه ها کردن خوش است

عالمی را اضطرابِ نبضِ این بیمار کشت
چون نبود دست خالی بد نما باشد دعا کردن
چون مهره شطرنج مرو خانه بخانه
می کند خورشید سرگردان گل خورشید را
کسب نمکین نکند سفله زار باب و قار
موم در زینر نگین خالی ست از نقش نگین
این داغ به پیشانی سیاه نهادند
که قضا نان دهد آن وقت که دندان گیرد
خانه ام ساخته از ریختن رنگ بود
هر دم آن زلف پریشان شانه بینی می کند
مانند هر دس که رود سوئے آفتاب
لیکن چو کوه ناله ز زخم زبان کنم
اگر بخاک بیفتم نیفتم از پرواز
آئینه خلعته ز سکندر نیافت است
گر بمضمون کس پهلوی زند
اگر در پیش من دم میزنی خاموش می گردم
چنان بستیم معنی را که تواند کس بُردن
بشنود گوش از برای خواب چشم افسانه را

راقم الحروف را هم مضمون مناسبت مضمون غنی بهم رسیده که
محنت هم سایه ها بر خود گرفتن خوش نداشت
تخفی نماند که چنانچه گوش از استماع افسانه افاده خواب چشم می کند خط خود هم

که سمیع قول مرغوب باشد مستوفی می گیرد - بخلاف بینی که عینک را حسبته نشد بری دارد - و
برای نفع همسایه دیده و دانسته خود را در شکنج می کشت -

(۵۳) ناظم هروی

عمده ناظران جواهر معانی - و زبده گزینان عرائس سخنرانی است در خدمت
عباس قلی خان ولد حسن خان شاملو اعتبار عظیم داشت و همت بغینس رسانی
مردم می گذاشت

بر مان استعدادش مشهوری "یوسف زینجا" است که یوسف سخن را از چاه و زندان
و از لانه و بمصر بلند پایگی برده بر تخت نشاند تمام این کتاب در سه آئین و سبعین
دائف (۱۰۴۲) شده است سنبلی شعورش کا کله می افشانده

نخاستم که ریش بد عمل ز بد پے کنم	تسبیح تازیانه گلگون سے کنم
ز سیر باغ و زندان بر نیاید کام سودايم	نه شاخ سنبلی بر سر زنجیری است در پایم
کمی تا چند خواب امی مست غفلت ناله سر کن	سر مینای دل بکشد دماغ دیده تر کن
بیایه می ازین شیوه آبرو دارد	بد متگیری افتادگان ز پا منشین
نظره آبی کف خونی شد و بر خاک ریخت	آدم خاکی چطرف از عالم ایجاد بست
بقدر ای عضو غصوم را بکام دل رساند	زخم تیغ بر تنم چون ماه نو سیاره شد
بسکه از بے اعتباریهای خود شرمند ام	آنجنان سوی تومی آیم که گویا سے روم

(۵۴) واعظ میرزا محمد رفیع قزوینی

نواده ملا فتح الله واعظ قزوینی است - پایۀ تعریفش از ان رفیع تر که بسلم قلم

این مثنوی از بسکه نادر الوجود است و در کتب خانه آصفیه حیدر آباد کن موجود -

توان رسید۔ و شرف تو صیفش از ان بلند تر که ببال اوراق توان پرید۔ لالی منظوماتش در کمال خوش جلائی۔ و جواہر منشوراتش در نہایت بیش بہائی۔

حجت کمالش کتاب ابواب الجنان است کہ قماش سخن را در نہایت نازکی بافتہ۔ و باتفاق جمہور کتابے باین خوش بیانی در باب مواعظ ترتیب نیافتہ۔ اما عمرش باتمام این کتاب وفا نکرد۔ فرزندش میرزا محمد شفیع کہ تلمیذ والد خود است مجلد ثانی بہ انجام رسانید۔ این مجلد در بیان فضائل اعمال است لیکن بہ آن رنگینی و خوش انشائی نیست

مطالعہ دیوان و اعظ طبع را در اہتراز آورد۔ این چند غزال از ضن او مخرج شد

سے آید

از زبان کلک نقاشان شنیدم بار بار	بے زبان نرم کے صورت پذیرد کار بار
این قدر طول اہل رہ مہدی در دل چرا	مصحف خود را باین خط می کنی باطل چرا
آزاد بہم را ہی کس بند نگرود	خاصیت سرو است کہ پیوند نگرود
بر بدن از جهان سرمایہ از زندگی باشد	کہ افزون قیمت شمشیر از بزرنگی باشد
حرفے اگر بعا شق بے تاب مے زند	شرمش طہانچہ بر گل سیراب مے زند
سرمہ یون آورد عکس از روزن آئینہ گفت	فیض صحبت می تواند سنگ را آدم کند
نیک خواہان در جهان مکروہ طبع مروم اند	جز ترش روئی نہ بیند مغربت از بیمار بار
روزگار آخر شکر را شکاش مے کند	شیشہ می سازد مکافات شکستن سنگ را
اگر خورشید ز خسار تودر پیش نظر باشد	چو ماہ نوز پیری می روم سوی جوانیہا
دست برداشتن وقت دعا ایما نیست	کہ شفاعتگر ما پیش خدا دست تہی است
زبانای جنس خود بخدرباش زانکہ آب	با آن سرشت پاک بائینہ دشمن است
فروتنی بخدا زود ترکند نزدیک	کہ زود قطع شود راہ چون سرازیر است

فیض پر دانگی محفل مایحون نکند	که چراغش ز صفائی قدم یاران است
غم گوارانر بود آزادگان را از سرور	آب تلخی بید را باشد به از آب نبات
مخمری نتوان بے سخن شنو کردن	سخن بگوش بود بیش از زبان محتاج
شور از عزل - طبع ظالم معزول ظالم تر	کمان رازه گرفتن بیشتر پر زوری سازد
ازاد نیستند به دولت رسیدگان	گر وید پاسه بند نگیان تا سوار شد
گر تپی دستی نه و اعظم مایه دیوانگی است	چیت باعث کز درختان بید مجنون میشود
نشت دائم و نشین تر در هوا سے نو بهار	زانکه بهتر مهر گردد صفحه چون نم سے شود
باشد از بے خانمان برگ عیش اغنیا	زندگانی شهر از پهلوی صحرایه کند
یادگیر از بید مجنون شیوه افتادگی	گر گزارند آره بر فرق تو سر بالا کن
ظاهر آفتد از کار استاد ظالمان است	سر حلقه کما نه است چون شد کباد
صد حیف که مایه حیرت دید نه بودیم	روزیکه رسیدیم به ایام جوانی
ظاهر آرائی نباشد شیوه روشن دلان	میرد آتش از برای جامه خاکستری
نیست جو نخلت از احباب تپی دستان را	بید از عرق بید نباشد مثر سے

(۵۵) رنج میرزا حسن

شاعر رنج المقدار و منشی کامل عیار بود - اصلش از قزوین است - بر ما
 یانامت مشهده مقدس سعادت حاصل کرد لہذا به مشہدی شهرت گرفت
 بعد از آن کہ منازل علوم رسمی طی کرد و دستمایہ فنون بہم رساند - نزد نذر محمد خا
 ن والی بلخ رفت - و بمقتضای انشا امتیاز یافت -

آخر عازم ہند شد و چہار دہم رجب سنہ اربع و خمسین و الف (۱۰۵۴) بان
 س صاحبقران ثانی شاہ جہان دولت تازہ اندوخت و در ملازمت اول نخلت

و انعام سه هزار روپيه کامياب گشت۔ و در سلک بندگان درگاه در آمد۔ و در جشن
 وزن ششسي بيت و چهارم ربیع الاول سنه ست و ستين و الف (۱۰۶۶) ششمي
 تنهيت جشن بعرض رسانيد۔ و مبلغ هزار روپيه بر سبيل جائزه مرحمت شد۔
 و در عهد عالمگيري بخدمت ديواني و بيوتاتي کشمير مامور گرديد۔ انجام کار
 بآزکبر سن از نوکري استعفا نمود و از سرکار پادشاهي وظيفه تقرر يافت۔ و در
 دارالخلافه شاهیجهان آباد وظيفه حياتش منقطع گويد۔

عندليب غم زمزمه اومي سرايد

آنها که خواب راحت بر خود حرام کردند	چون شمع کار خود را يك شمع تمام کردند
سهل باشد لذت خاري که ديري است	و غم از ماهی که او را خوار و جزو تن است
دل منه بر لفت دشمن که تا گرم است	گر چي جوشد آتش ليک او دشمن است
خانه آتش توان زد تا نگيرد و امنی	من دایم علاج خار و امنگير بصيبت
نیم بسمل شده مرغی کبک آرم که مرا	در غور حالت خود نامه بر در کار است
بدام زلف تو عالم تمام در بند است	کسی که باز بود دیده تماشا ئی است
قفای آینه را به ز روی آینه دان	که رو برو نشود با کسی که خود بین است

(۵۶) ناصح میرزا عرب تبریزی

نکته طراز ممتاز است و مصداق ترانه عندليب شیراز که مصرع

”هر آنچه ناصح شفق بگویدیت بنپذیر“

یعنی کلام او شنیدنی است۔ و جرعه جام او چشیدنی۔

میرزا همسایب مکر شعر او را تفسیر می کند و در طبعی می فرماید

این جواب آن غزل صفا که ناصح گفته است تالپ ساغر بخون من گواهی می دهد

فی الجملہ تحصیل کردہ در عباس آباد متوطن بود۔ و بشیوہ تجارت اشتغال داشت۔

اشعار بسیار از ناصح بنظر رسیده۔ سواد کلامش سربز در چشم و رقی می کشد

بسر مر رام نگوید چشم جادویش که از دو میل سیاهی رمید آهوش

در زندگی برگ کشید است کار ما خواب گران ماشده سنگ مزار ما

در حقیقت دل بی رحم ندارد مغزے پشته را که نباشد لب نندان پوچ آت

رباعی

نادان غلطش بستی راسخ خود است بنی قدرش از پستی کالای خود است

بر مرکب چوبین چو شود طفل سوار خوش را ہی و بدو تایش از پای خود است

(۵۴) سالک محمد ابراهیم قزوینی

سالک مسالک خویش بیانی۔ و مخترع عجائب و غرائب معانی است مدتی در

صفایان اقامت داشت۔ و با صاحب کمالان آنجا سرگرم صحبت بود۔

آخر عازم هندوستان گردید و بواسطه ربط قدسی و کلیم سرمایہ جمعیت

اندوخت و بوطن مانوس مراجعت کرد۔ خویشان او آنچه داشت همه را وا کشیدند۔

ناگزیر گرت ثانی خود را به هندوستان رسانید و مدتی اقامت گزید و باز

بجاذبه وطن به قزوین برگشت۔ و هماغذا در گزشت۔

عبر کلامش چنین بومی دهد

مهر و کین شوخی چشمان ترا آئین است این دو بلام یکے تلخ و گر شیرین است

چه ذوق پاشنی در وعافیت جو را که شیر هم شکر آب است طفل بد خورا

عرق سعی محال است بجائے نزد ابر را آبله دست گهر می گردد

ز صفت به پیشدستی قاتل نداده ایم گلگون دوانده بروم شمشیر خون ما

استخوانِ من و مجنون بہ تفاوت بردار اسے ہما چاشنی درد فراموش کن
 بے برگی من فکرِ سرانجام ندارد چون شمع تمام است بیک ترک کلام

(۵۸) سالکِ یزدی

رہ نور و قلم و خوشِ مقالی است و تیز و جوادۂ بار یک خیالی -
 آماز حال در شیراز بود - شانہ رنگ می کرد - آخر یکسوت درویشان برآمد
 سرے بہ صفایان کشید - و پندے رحل افگند -
 از انجا بولایت و کن افتاد و در خدمت قطب شاہ والی حیدر آباد می گزشتند
 چون طائفۂ مغلیہ را از انجا بر آوردند بدار الخلفہ شاہ جہان آباد آمد - ملا
 شفیعی یزدی سپاسِ ہموطنی رعایت بسیار نمود - و در سنت و تہن و
 الف (۱۰۶۶) بہ ملازمت صاحبقران ثانی شاہ جہان رسانید - و در ملک مدت
 گزاران منظم ساخت -

ملا شفیعی یزدی مخاطب بہ و اشمنہ خان در خدمت شاہ جہانی بمنصب
 سہ ہزاری فائز بود - و در زمان عالمگیری بمنصب پنج ہزاری و والامرتبہ میر
 بخشگیری متصاعد گشت و در سہ اصدی و شانین و الف (۱۰۸۱) درگزشت -
 سہیل طبعش عقیق سخن را چنین رنگ می دہد :

در ہولے عشق پرورم دل دیوانہ را	چون سپند از بہر آتش سبز کردم داد را
آشنائی کہنہ چون گردید بے لذت بود	کوزہ نو یکد و روزے سرو سازد آب را
نوامی نالہ نے می رسد بغارت ہوش	تو برق تازی این نے سوار ادریا
دخو خرچ بود نخل زد دیوان قفسا	نرو تا نفسے کے نفسے می آید

زبان هرزه درایان توان بزمیست که پند سره خاموشی جرس باشد

۵۹) صیدی - میر صیدی طهرانی

صید بند و حشیان خیال است و دام نه فراوان غزال - فرع شجره سیادت
است و صاحب انواع حیثیت -

از صفایان به هند و عرased و پنجم ربيع الاول سده خمس و شصین و الف (۱۰۶۵)
به ملازمت صاحبقران ثانی شاه جهان مباحی گشت و قصیده که بمدح شاهای پرداخته
بود بعرض رسانید - هزار و پیه صد قصیده مرحمت شد - مطلعش این است -

زبته جهان خدا را سپهر عدل و کرم - بزبیر سایه قدر تو نیز اعظم
سر خوش گوید - روزی جهان آرا بیکم بنت شاه جهان سیر باغ
صاحب آبادی رفت - میر صیدی از بام سرور بپایانک بلند طبع خود بر خوانده
برقع برخ افکنده بر دنا زبانش - تا نکست گل بخته آید به دماغش
بیکم شنیده سرور گردید - و پنجه زر و سپهر صلیه عنایت فرمود -

دیوان صیدی بمطالعہ درآمد - قصاید در مدح صاحبقران شاه جهان
دارد و مثنوی در تعریف کشمیر موزون ساخته در دعوت راه کشمیر گوید -
ز بیم جان در و صد جا زیاده - شود از یاد بوی گل پیاده
بان بهمت مردان و دود سپاه شکست - بزور خود خوان گوشه کلاه شکست
در عشق هر که هست همیا جنگ ماست - بر روی ما کسیکه نه استاد رنگ ماست
ما که باشیم که در بزم تو داخل باشیم - دولت ماست که حشرت کش محفل باشیم
هر که خواهد نظیر به جمال تو کند - آن قدر عسر نیاید که خیال تو کند

چون رنگ گل شد است شرابم بجام بند	تنها گشته بے تو ز بانم بکام بند
آن گل که منع بوی خود از باد می کند	مارا به برگ سبز کجا یاد می کند
مرغی که پر شکسته شد آزاد می کند	صیاد ما بنای ستم تازه کرده است
سایه محبت خویش پریشان دارد	غم ز بے مری او نیست که بچند نهال
می کند از خود نهالی را که پیوندش کنند	کتر از برگی نباید بود در تسخیر دل
تغافل نگه آمیز صد ادا دارد	میان آشتی و جنگ هم مقام خوش است
با آنکه اضطراب مرا غم خواہ شد	خود را بچشم آینه دیدی و سوختم
هر کس را جامه هستی برنگی داده اند	صورت دیوار هم در عالم خود زنده است
کوزه بیدسته چوبینی بدو دستش بردار	مرد بے برگ و نوار اسبک از جا ٹے میگرد
ز گلر خان بتو دارد نظر بهار امروز	چه غنچه که بگلشن شگفته باشد فرد
نسبت هر چه به گلزار رسد گل باشد	نقص عشق است که از خار بنالد بلبل
سان در زمین آینه بیند سپاه را	چشمش هنوز از صف مرگان به قتل عام
که مرا تندی خوئے تو معنائی کرد	هر چه می گویم از ان نام تو مطلب باشد

(۶۰) ماهر - میرزا محمد علی اکبر آبادی

شاعریست ممتاز در نظم و نثر سحر طراز - نقد عمر تادم آخر در خریداری متاع
گرا نمای سخن صرف کرد - و با کلیم و قدسی و صاحب طبعا نے که بعد ازین دکان
تازه گوئی چیده اند صحبت داشت -

بدایت حال ملازم شاهزاده دارا شکوه بود و مرید خان خطاب داشت
و چندے در رفاقت و انشمنده خان شفیع شاه جهانی بسر برد -
آخر کار همه را دست زده بر پوست تخت درویشی نشست - و قلم و قناعت و

آزادی تسخیر نمود.

سمرخوش در تذکره خود گوید که :-

"روز سه فقیه گفت - نواب دانشمند خان میربخش و بهمت خان تنبخش هر دو بر حال شما
مهربان اند چرا منصب شایسته نمی گیرید - خنده کرد و گفت به ترک دنیا مشغور شده ام - و دم
از فقری می زرم - اگر احوال بازرغبیت بدینا نمایم بآن زن چندومی ماند که باشوهر مرده برآ
"سوفتن رفته باشد - تش سوزان دیده خواهد که بگذرد - کناسان بچوبها سرش را شکسته
"سوزاننده - فقر با استقلال داشت و تازنده بود به جمعیت و فراغت بود -

راقم الحروف آزاد گوید که فقیه را با نواب نظام الدوله ناصر جنگ شهید
خلف الصدق نواب آصف جاه طاب ثراکاء بطعجبی اتفاق افتاده بود و گفته
که بالا تر از ان تصور نباشد دست بهم داد - چون نواب نظام الدوله بعد رحلت
پیر بر سنده ایالت دکن نشست بعضی یاران دلالت کردند که حالا هر رتبه که خواهید
میراست اختیار باید کرد و وقت را غنیمت باید شمرد گفتیم آزاد شده ام - بنده مخلوق
نی توانم شد - دنیا بهر طالوت می ماند عرفه ازان حلال است زیاده حرام - و
این شعر فرو خوانده شده

دین دیار که شاهی بهر گدا بخشد غنیمت است که ما را همین با بخشد
وفات ماهر در سنه تسع و ثمانین و الف (۱۰۸۹) واقع شد صاحب دیوان ضحیم و
مشهوری با سه متعدد است - و مشهوری مختصر در مدح جهان آرا بیگم دختر صاحبقران
شاهی شاه جهان گفته بتوسط عنایت خان آرشنا تخلص نزد بیگم فرستادست
بذات اوصاف کردگار است که خود پنهان و فیض آشکار است

بیگم را خوش آمد - و پانصد روپیه صلہ فرستاد -

لله تاج ۱۱۱۱ فکر صفحہ ۳۹۲ مطبوعہ مدراس ۱۸۷۳ء - ۶ -

امادر کلیات نعمت خان عالی شنوی شانزده بیت در نایخ عمارت زینب باکم
 دختر خلد مکان بنظر رسیده - در آن شنوی بیت مذکور هم هست - توارد افتاده باشد
 ماهر در شنوی گوید در نعمت سرور کائنات صلی الله علیه وسلم - ه

گرچه آورد پیش ازین عیسی	مردۀ را دوباره در دنیا
از ره مجرآن جسمان کرم	عیسی آورد دوباره در عالم
چشم چگونه دیدن رویت هوس کند	نظاره بر چهره تو کار نفس کند
حاصل ابل خن داغ ز حسن سخن است	انتقام پدر از خصم سپه می گید

(۴۱) فیاض - ملا عبد الرزاق

لاهی الاصل فی الوطن - مصنف کتاب "گوهر مراد" کلمه خدمت حکیم صدر
 شیرازی نموده و در عقاید و نقلیات و مشاهد عالی بهم رسانده و دیوانه را
 بسمت سخن طرازی نیز عطف می ساخت ..

دیوانش محتوی برقصاء و نقلیات و غزلیات و ساقی نامه و دیگر نوع شعر نظر
 رسید - قصاید طولانی فراوان در مدح آنکه اهل بیت رضوان الله علیهم و استاد
 حکیم صدرای شیرازی - و استادان شیرازی و اما و استر آبادی - و در
 مدح شاه صفی صفوی و امراء عصر دارد و در حق نهند گوید - ه

حبذا نهند کعبه حجابات	خاصه یاران عافیت جو را
هر که شد مستطیع فضل و غیر	زین نهند واجب است او را
سوی زلفش می کشد آشفته سامانی مرا	می کتد تکلیف هندستان پریشانی مرا
کراد مانع که از کوی یار پر خیزند	نشسته ایم که از ماغبان بر خیزند
اثر نمیده دل از حرف مهربانی تو	چو شمع تابگی این گرمی زبانی تو

شہین بود خسرو خوشدل فریاد زان خوشتر
 کرد و بدید بران خوش باشد و بیداد زان خوشتر
 سنگ بایں کن و آنگہ مزہ خواب بہ بین
 تا بدانی کہ بہ نذریر سیر مردان است
 ہر چہ کند ار باغبان باین نرسد
 کہ وقت شمشدہ گیل کند گلستان را
 قسمت مازین چین بارے تعلقی بود و بس
 سرور انان کہ آزاد آمد و آزاد رفت
 دیاب این اشارہ کہ سفاکان نامجو
 نام بدو خود بہ تگینی سپردہ اند
 برس کہ زخم کاری مارا نظر کرد
 تا حشر دست و بازوی اورا دعا کند
 بیک زخم و گر جان مراد و خطراب افکند
 نمی دانم چہ سالانہ عدو دارم قاتل خود را

(۶۲) تجلی ملا علی رضا اردکانی

از کہ احد از ادگان اردکان من اعمال فارس است - بعد از ان کہ قدم
 در محلہ سن شعور گذاشت بہ ارادہ تحصیل علم بہ استفادہ از ان رفت - و نزد آقا
 حسین خوانساری کہ از شاہیر بخاریہ است تلمذ نمود و تحصیل را بپایہ تکمیل رسانید
 آنگاہ عازم کشور ہند گردید - علی مردان خان ولد کنج علی خاں کہ در
 سال یازدہم جلوس شاہ جهانی از قندھار بمنہ آمد و بمنصب ہفت ہزاری و خطاب
 امیرالامرائی سرمایہ مبالغہ اندوخت - مقدم اورا گرامی داشت و بتعلیم فرزند خود
 ابراہیم خان مقرر نمود و رعایت فراوان افرمود - و بچہین سائر امراء ایران
 با او ہربانی و گرمجوشی بتقدیم می رسانیدند -

بعد چند سہ ہوائی وطن اصل در حرکتہ آمد - و ازین دیار بہ صفایان معاذ
 نمود - شاہ عباس ثانی مشمول رافت ساختہ - و در شہور سستہ آتین و سبعین
 و الف (۱۰۷۲) قریرہ از مضافات اردکان در سیور خاں او عنایت فرمود -
 و در شملت و ثمانین و الف (۱۰۷۳) شاہ سلیمان ابن صفوی اورا بہ درگاہ

ارسال داشت - اولش این است

قدردانشورست اسانور چشم عالما ای که هرگز قدرت هم چشمت حور داشت
دین الله آیه که هر یک قاب قوسین او آذنی را جاسه آورده که نمی توان بر
زبان قلم نراند - خداوند در جزای این بی ادبی بجهنمیت گرفتار خواهد گشت - اینجا
ست که حق تعالی می فرماید **لَا تَتَّبِعُوا الْاَوَّلِيْنَ الْعَاوِلُونَ الْمَلَكُ تَرَى الْاَلْهَمُ فِي كُلِّ اَدْبَابِهِمْ** -

این چند بیت از غزلیات او ایراد می شود

اشک که در از عشق بگوید فشان می است	طبع که خوش محاوره افتد نمادنی است
سبحه گردانی به هنگام پریشانی کنند	عامل از بیایگی دول بس گردانی کنند
از غم افلاس او قائم به بی هوشتی گزشت	چون چراغ مفلسان عمرم بخاموشی گزشت
و در این نیست بر سپهر زو به روزگارانی	تمام روز با سر در حسرت شب روز و دارانی
حیات از صحت اندوگان نایب می گردد	که چون فصل زستان شد نفسها دودی گردد
هر خود را از توای بے مر که خواهی برید	تا جوانی عاشقم چون پیر گردیدی مرید
بدینا چون در آید آدمی بد بخت می گردد	بها چون در میان مشک آب بخت می گردد
بشان پله میزان نگر که از نمکین	باند ساخته پا در برابر خود را
کنی اگر ره باریک آدمیت سر	منه ز کف چو رسن باز لنگر خود را
ساقیا ساغر بگردش آر نمکین و اگذار	کشتی دریا کشان را لنگر در کار نیست
گر نگین نیست نگین دین طلا را عشقی است	حسن بیهوی آن آبدار و هم بد نیست
گشت تنی ز وصل اشرف بیاد عارفش	آن چون آن حافظ مصحف را تمام از بر تو
کا بلان را جز لنگر کوب حوادث چاره نیست	مواند مالیدگی شحیت اعنه را علاج
غافلان را چرخ دنیا نیست زینت و لباس	جان آمویرا زو و غریب مصفا تر شود

چون گل ز د بهارم بخسزان می ماند	دربوانی روشنی حالت پیری دارم
ماشقان پیش تو اول جان سپاری میکنند	بمحو درویشی که شیرینی بر منم ببرد
فرد چون گردید باطل جلد دفتر می شود	به زبان اهل جهان را شیر روی تو کش
آب را چند آنکه بدشانند کتک می شود	بسته رفت آبرو را بر طوط سار و خنجر
که نقش و کمان خوبی و قصور هم دارد	جمال از زین نو خشم ماند مرقع را
می شود در وقت پیری عین دنیا بیشتر	نقره چون انگشتری گردیدی پیچ پلبل
موم نو لبو نو شود مست به عین مستار	مرد را خلق عجب کم ز پیراست نبود
خودند اهل خوشی خود آب روان خوشی است	کار تو دگر راست چون خوره سیله اندام
اشک نیکو بخیالان گریه باشد رگو مباشر	ظلم صاحب حسن زور خانه بودن بهتر است
حقه کردن داغ نو در میان نه خوش	چو بر لب لاله نشیند اگر دهم گلخشاکی
شود ز ساغر می خاطر پریشان جمع	چو نور چشمم غایب از ظلاره عینک
از گاه تا توان او بچشمک س ختم	در دسریار را بسیار داند حجب نیست
کابل ام تاریک کرد و از پیرای دیگران	بمحو چشمی در دنا که کز فروغ آید مهم
سر بزرگی نتوان کرد ز شان و گریه	بمحو شیرین کنم از قی ز نور عسل
چون شمع که در خمیازه گیرد بر دمان بکشد	بوقت عرس سلب قفل خاموشی بل بلام

میرزا سعدالدین محمد مشهدی

رازم آفرینش غریبه و ناظم بوابه عجبیه است. میرزا صاحب سخن اورا تلقین می کن. وی گوید:

این جواب آن غزل است که اتم گفته است

تبع اتم آب درجه دارد و خان می خورد

پیشش خواجده غیاثا به چند کسستان تجارت می کرد. و میرزا سعدالدین محمد

در خدمت اسلام خان مشہدی شاہ جہانی معوز و محترم بسر می برد۔

آخر بہار السلطنت صفایان عود کرد۔ اول وزیر ہرات شد۔ بعد از ان وزیر مجموع ممالک خراسان۔

شوکت بخاری مادیح اوست و مدتی با او بسر برد

دیوان را قلم پیش ازین بنظر رسیده بود۔ در وقت تخریر بدست نیامد۔ عرائس افکارش بر منصف ورق جلوه می نماید

همیشہ بخت و کشادگی از بزم باشد کلید و قفل صدف ہر دو از گہر باشد
گرہ ز ناخن تدبیر کی کشادہ شود کہ از کلید غلط بستگی زیادہ شود
بس بود در سفر کعبہ مقصد مارا توشہ رہ قدمی چند کہ برداشتنہ ایم

۱۵۱۔ شوکت بخاری (محمد اسحق)

معنی یاب وقت آفرین۔ و گلدستہ بند خیالات رنگین است۔ از عنفوان شعور زلف سخن را شانہ کشید۔ و چہرہ عرائس معانی را خانہ تازہ مالید۔

در اصل صرف پسرے است از بخارا۔ ہما بخا نشو و نمایافت۔ و بنقادی نظر خدا داد طلای جہید در بازار نکتہ سخن را بچ ساخت

وقتے اوزبکے اور انجانیہ۔ دکان را بر ہم زدہ ترک وطن گفت و رخت ہجر بہ مشہد مقدس کشید و ناصیہ سعادت باستان سانی روحیہ رضویہ منور ساخت و صحبت او با میرزا اسعد الدین وزیر ممالک خراسان برآمد و سالہا با او بسر برد۔ و قصائد غرادر مدح او پرداخت۔ در یکے از قصائد می گوید

ستارہ فلک اقتدار سعد الدین کہ سعد اکبر از کرد و استغادہ نور

بیاض شروع و او خط ترانازم که یزیشام برات است و صبح نیشاپور
 روزی که مرزا سعدالدین کسی را در طلب شوکت فرستاد - شوکت در آن وقت
 بیدار مانع بود - جواب داد - میرزا آزرده شد - دبا حصار گفت یاران به بینید - من با
 شوکتا چه به کردم - این حرف به شوکت رسید - متاثر شد و این بیت فرو خواند
 منت آسیر مار زنده زیر خاک کرد از طلا گشتن بشیایم مارا مس کنی
 همان ساعت همه را پشت پا زد و دهن درویشی در بکرد و سر سه بصوب
 اصفهان کشید و بقیه عمر در دارالامان آنروز بسر آورد -

چاشنی در دو مذاق شکستگی بزمی اتم داشت - میر عبد الباقی صنایع نقل
 کرد که من در اصفهان بودم که شوکت بخاری تشریف با اصفهان آورد - اکثر خدمت
 اوی رسیدم - گاه به اتفاق ملاقات یافتند که او را بے گیر دیده باشم - و اعز که با
 او تهمایار بودند می گفتند که تا او را دیده ایم چنین دیده ایم -

شوکت اکثر مضامین ادعائی می بندد - و معانی و قوئی کم دارد چنانکه بر ناقرا
 عیار حسن مبرهن است -

گلگشت دیوانش اتفاق افتاد و این چند بیت در سلاک تحریر در آمد
 در از بیکانگی شوخی بروی آشنا بندد
 و شام غم خویش مرا صبح اُمید است
 که از وحشت بشام دیده آه و حنا بندد
 چون گل رعنا خزان را زیر دست خویش کن
 بوکر و خوش است را بے بخانه یافت
 نیست دلگیری دمساز گشتن و بسنن ترا
 خن من صدبار می ریز می بندد حنا
 نباشد آسمان را آفتی از لامکان سیران
 خطر از رنگی بیرون زدن نیست مینار

له دیوان شوکت بخاری تعلی نایاب در کتب خانه آصفیه حیدرآباد دکن موجود است -

یکمشت استخوان شدم از بس گرفته است	چون کعبتین داغ تو از شش همت مرا
دقت آن شد که سبک و حیم از دست برد	چون حنای سبز ناخن شده ام پای بر کاف
دید و وادید بود مایه سرگردانی	گردش عید مرا سنگ فلاخن کرد است
ماتم و شور جهان دست بهم داده اند	خنده یمنائے مے گریه متانه است
هیچ مرگ نبود سخت تر از خود بینی	پیش صاحب نظران آینه خشت لحد است
می توان دادن از ان کنج دهن کام مرا	آز ویم گر چه بسیار است از کم بیش نیست
غیبت است جوانی که موسفید شدن	بقدر فرصت یک شیر گرم کردن نیست
عشق معشوق چو شد حسن کند تسخیرش	شیشه سرو پری زاد ز قمری دارد
هستی جاوید باشد ماتم خود داشتن	خضر پیرا هن برگ خویش آبی می کند
خود آرا شوخ زاهد مشربی انگنده از پایم	که دستش سجه از تخم گل رنگ حنا دارد
بود کوچک لے سرمایۀ عزت بزرگان را	اگر دریا کند گرد آوری خود را گهر باشد
قیمت گوهرم افزون رنگی گردد	گردش چشم خریدار کند غلامم
سخن را قطع کن تا قطع راه دل توانی کرد	که من از قرص مهر خامشی زاد سفر دارم
طبع در مذہب آزاد مردان کفری باشد	چرا گیرم ز ناصح پند آخر همت دارم
بمردن هم نیفتد از بلندی رتبه نامم	برنگ مژده فیروزه تابوت از رنگین دارم

رباعی

در دهر کسی که ارجمندی دارد	عیش مکن ارچه خود پسندی دارد
از بس گردی فتاده ایجاد زمین	هر کس بمقام خود بلندی دارد

(۶۴) قاسم - قاسم دیوانه مشهدی

در عنفوان سن تمیز به اصفهان رفت و تحصیل علم اشتغال ورزید و در عین

شباب رو به هندوستان آورد - و مدتی درین دیار بسر برد و در دار الخلافت
شاهجهان آباد رخت بوا دی خاموشان کشید

دیوانش بملاحظه درآمد - و این چند بیت پیرایه تحریر پوشید

می طپد دل در برم از شوخی سیاره چشم و انغم می پردمی آید آتش پاره
لب نموش و شکوه در دل چاره ماکردنی است ماند در منزل کلید و قفل در واکردنی است

می شود هر چند نیکو یار بدخومی شود ناز چون بر خونیش باله چین ابروی
رقم از خط مشکین تو بخیر نشد دو جهان زیر و زبر شد ز بروزیر نشد

خامه بوقلمون در کف اندیشه گذاخت رنگ آخر شد و نیرنگ تو تصویر نشد
قاتل دو کار در حق ماکرد روز قتل دستم گرفت و خون مرا پایمال کرد

رسد لاف بجز قاصد صحرا نور دے را که مانند نگاه از خانه خود فرد بر خیزد
چون نسخه دقیق به نزدیکم خرد از دیدن تو آینه را خواب می برد

فسرده دل همه شب داغهای من شمرد چو مفلس که زب دیگران حساب کند
باین طراوت اگر بگری بکوچه نقاش برائی ماهی تصویر فکر دام ننهد

کار مزگان نواز گوشه ابرو آید بر کمان تو چرا منت نرکش باشد
بے مشقت نبود قطع تعلق قاسم رشته هر چند ضعیف است گسستن دارد

اگر از حق پرستانی بیتاب از خلق روی دل که شکل آدمی بت را خدای آدمی سازد
بسکوب روی تو دشوار نظر باز گفتم مژه موئے ست که از داغ جدای گردود

طفل بے پروا آمیزش نمی داند که چیست می کند کم خانه آئینه تماشا نش همنوز
خداوند که سر از دیده یا از دل برون آرد ز مزگان شوخ ترزاری که من در پا خود دام

درین چمن نمر نخلها بے پیو ند م فتاده است به شلخ دیگر رسیدن من
باش هموار که آسیب درشتی نه کشی صافی آینه بیکار کند سوهان را

مرتبہ حرف سخنور ز سخن سیخ پیرس خبر از قیمت گوہر نبود دریا را
رازد دل نتوان بزور از مرد بینا و اکشید آب کے بیرون تراود از فشار آئینہ را

(۶۷) طغرا ملا طغرای مشہدی

طغرای منشور استعداد است و فروغ پیشانی قابلیت خدا داد - طرح نثر
بطور نو انداختہ و لآلی عبارات را بجملای تازہ نظر فریب جوہریان ساختہ
از ولایت خود بسواد اعظم ہند خرامید - و یکچند در ظل عنایت شاہزادہ
مراد بخش بن شاہ جہان پادشاہ ہمدرد دل کامیاب گردید -
و در رکاب شاہزادہ بسیر ممالک و کن پرداخت - آخر در کشمیر جنت نظیر گوشہ
را نزو گرفت و ہما بجا بمقر اصلی شنافت - و در نزدیک قبر ابو طالب کلیم مد فون
طغرای کلامش بہ این خوش نقشے صورت می بندد :-

دلا چو شمع رگ گردنے ملائم کن	ز بہر دادن سر پائے خویش قائم کن
کج نیابد کام دل بے اتفاقِ راستان	تا بقربانت شود بانیرے سازد کان
کلاہ فقر ز ترک گل و گیاه مکن	بغیر ترک ہوا صرف این کلاہ مکن
اگر چو آیینہ سر تا قدم شوی ہمہ چشم	بسوی دوست نگر سوی خود نگاہ مکن
گدای عشق گرت جانشین خویش کند	نشمہ باش و تواضع بہ پادشاہ مکن
عروسان را بسوی جملہ توان بر دے ساز	بہ آواز دف و نئے دختر ز را بمینا کن
باید چو برق خندہ نونان از جہان گزشت	نتوان چو ابر بر سر و دنیا گریستن
موی سیہ کا فتہ ز سر ہر گز نمی گرد و سفید	از عیش غربت کی کند پیری تصرف در جوان
سایہ می افتاد از طغرا در ایام شباب	پیر چون شد می خورد از سایہ طغرا برین
مینا بپای ساغر چون سر نہد بہ سجدہ	چیزے دگر نخواہد غیر از دعائے یاران

در سہ فصل عمر باید سر بحیب غم کشید تا توانی همچو گل یک فصل خندان بستن
 شاید ہر بیند آنچه ہما کرد آسمان از دود آہ سرمہ بچشم ستارہ کن

(۶۸) مخلص (میرزا محمد کاشانی)

از عالی تلاشان خطہ کاشان است - قیاس بخش منجہ مضامین تازہ و کلام
 میہش مفید حلاوت بے اندازہ -

دیوان غرضش بنظر رسید - سیر تما مش از تنگی فرصت اتفاق نیفتاد چند بیت
 عجائبات الوقت فرا گرفته شدہ

کردہ بجا دلم از طرہ جان نہ جدا	دست مشاطہ الہی شود از شاہ جدا
نظر بنامہ این خاکسار نیست ترا	دماغ خواندن خط غبار نیست ترا
چہ لازم در مقام بحث با دشمن میان بستن	نمی باشد سلامی بہتر از تیغ زبان بستن
چلوہ خواجہ با سیم سخا علم گردد	کہ چون سوال کنی حاتم اصم گردد
ما چون قلم سخن بر زبان دگر کنیم	چون کار ما بحرف رسد گریہ سر کنیم
این خوارے کہ بر سر کوی تومی کشیم	ہرگز نشد کہ نقل بجای دگر کنیم
تبت بپا نشد مشہور در عالم بہ رعنائی	تخلص بیشتر شہرت کند از نام موزون
زعصیان لب گزیدن در جو اینہا نمک دار	ازین نعمت چہ لذت می بری چون رخت و نثار
چون گرفتہ بیت شاعر در عطا سستی مکن	تا کہ سے مضطر نباشد کہ فروشد خانہ را
بدست غیر وادی ساعد چون نقرہ خامت	بقربان سرت گردم مکن این خام دستہا
ہست تا محشر بی پای بیکنا ہے یک قدم	امن بودن می کند نزدیک راہ دورا
حد ہر اقلہ بدستور است در قانون عقل	چوب ایضہ اب می باید خبر طنبور را
نمود نام نکوی تو عالمے تسخیر	اگر چہ غیر نگین نیست یک سوار ترا

می شود دور ز تعاش چو شد نقش تمام هر قدر کار تو صورت نپذیرد خوب است
 بیگانه واری گزری از سواد چشم ای نور دیده حب وطن در دل تو نیست
 حالت بادانه تسبیح در ذکرش یکی است هر که نامش بر زبان آرد برد از جا مرا

(۶۹) موسوی - موسوی خان میرزا معزالدین محمد

از اجله سادات قم - و چراغ دودمان امام هفتم است - و صبیّه زاده میر
 محمد زمان مشهدی که سرآمد علمای مشهد مقدس بود

موسوی خان از عنفوان شعور دامن سعی اکتساب علوم برزد - و اوائل
 کتب در وطن خود تحصیل کرد - و در ریچان شباب با پدر خود میرزا فخر ابریم
 زده - بدار السلطنت صفایان شتافت و ده سال در طلقه درس آقا حسین
 خوانساری تلمذ نمود - و جاده عقلیات و نقلیات نور دیده خود را با تقصی حد
 کمال رسانید -

و در سنه اثنتین و ثمانین و الف (۱۰۸۲) تشریف به هندوستان آورد
 و غلّه مکان بواسطه جوهر ذاتی و نسبتی مورد الطاف ساخت - و بتزویج صبیّه
 شاه نواز خان صفوی و سلف ساختن با خود فرقی عزیّتش برافراخت -
 اول بدیوانی صوبه عظیم آباد - پتنه مامور گردید - اما صحبتش با بزرگ
 امید خان ناظم پتنه پسر امیرالامرا شایسته خان بر نیامد - چه بزرگ
 امید خان از جلالت خاندان خود دماغ بزرنگ داشت - و میر از رشتّه
 سیفیت پادشاه و علاوه فضل و کمال سر به تبعیت ناظم فرو دمی آورد - آخر
 ناچاتی صحبت ایشان بسبب پادشاه رسید - میر حضور طلب شد -

و در سده تسع و تسعين و الف (۱۰۹۹) بخطاب موسی خان و دیوان تن
 سرافرازی یافت - و بعد یک سال بدیوانی مجموع ممالک و کن کامیابی آید
 سال تولد میر سده خمسين و الف (۱۰۵۰) است و سال انتقال که در قمر
 و کن اتفاق افتاد - سده احدی و مائة و الف (۱۱۰۱)
 اول فطرت تخلص می کرد - آخر موسوی قرار داد - و خطاب خانی
 بهرین تخلص گرفت -

دیوانش متداول است - این چند رشته از ان سیلاب می چکده
 جز یاد تو فکر دل ناشاد ندارد این شیشه می غیر پی زاد ندارد
 باشد آشنائی در جهان غیر از می نابم اگر در خانه خود میستم در عالم آیم
 تو توبه ایمن که نه شرابے بجام کن ساقی عیار ناقص مارا تمام کن
 دل افکند آتش باز زلف عنبرین شو پیرایه نذر این بخانه آورد است هفتاد
 بهوش باشد که بشایم بر دیش چشم گریانی کشم در رشته نظاره مروارید غلطانی
 نظره گریه مستانه ام گردوش می کردی شراب جلوه در ساغر آغوش می کردی
 زهر و زهرم پستی اقبال معارف من است چون نگین روی زمین مرکوب دیوان است
 شراب با گل مهتاب نشه پیش دهد لبش ز خنده دندان نما ره بود مرا
 با بیچ مسلمان نظر رحم ندارد شمشیر نگاه تو مگر کار فرنگ است
 اینک از بے سخنی گشت مرا چیزی نیست زنده ام کرد بیک حرف قیامت این است
 در تبیل ما نکرد کی انتظار تو کوتاهی که بود ز عمر دراز بود
 نمی باشد نگین قیمتی را نقش در طالع هنر هر کس که دارد در جهان گنم میگرد
 ندارد با بزرگان چهره گشتن صرفه فطرت که کسار از جواب هیچ کس ملزم نمی گردد
 مرده زخم نوی گریه شهیدان ندهند بچه امیر سراز خواب عدم بردارند

دران صحر اک بودم آگه از دوق گرفتاری
غزالان را سرخ خانه صیاد می دادم
هبت ماصفی تقویم را یکسر نوشت
گر سیر و زیم وقت عالمی از ما خوش است
در فکر آن دلم و در یاد آن کمر
چون من بر دگر کار دیگر هیچ کار نیست

(۷۰) راسخ - میر محمد زمان سهرندی

سهرند شهر سیت مشهور در وسط راه و هلی دلاهور - نام قدیش سهرند
است چون سلاطین غزنویه از غزنی تا سهرند متصرف بودند - سهرمند زبان زد
خلائق شد و چون صاحبقران ثانی شاهجهان کابل را تا قریب غزنی
در تصرف داشت - حکم شد که سهرمند را بنام قدیم که سهرند است - می نوشته
باشند -

راسخ سید و الانثراد بود و راسخ القدم جادو استعداد - معانی تازه
می یابد و خوبان خیال را در لباس رنگین جلوه می دهد -
از عمده ملازمان و صاحبان شاهزاده محمد اعظم بن خلد مکان بود و
بمنصب مفتصدی سراقازی داشت -

وفاتش در سهرند سنه سی و هفت و مائه و الف (۱۱۰۷) واقع شد "راسخ بورد"
تاریخ است -

طوطی ناطق آهنگ کلامش سر می کند

گر نبودی تاج بسم الله بای بو تراب
کجکلاهیها نکرده بر سر اقم الکتاب
یاد از شام غم بزم خموشان کردیم
مشته از عمر مرگ رفتیم و پریشان کردیم
جامه صبر بپاشی جنون تنگ آمد
آنچه از دست برآمد به گریبان کردیم

له یک شوی راسخ سهرندی به حیدر آباد کن در مطیع اختر دکن بقالب طبع در آمده است -

(۷۱) علی (شیخ ناصر علی سهرندی)

شیرنیتان بخوری است و مرد میدان معنی گستری - ذو الفقار گلکش تیسیر قلم و
بیان پروا خسته - و تصرف طمعش آفتاب سخن را از افق غربی راجع ساخته - سر خوش گوید

در ملک سخن بود جهانگیر علی در مشرب دل دلی علی - پیر علی

باشعری نمی رسد شعر کس ز انسان که خط کس بخط میر علی

گل و ارنگی بر سر داشت و جام استغفار در دست - چاشنی گیر مشرب بلند بود - و

منسک سلسله علیه نقشبند - استفاده از جناب شیخ محمد معصوم خلف الصدق مجدد

قدس الله امرار لا نموده - و در ثانوی زبان به مدح حضرت شیخ کشوده که

چراغ هفت کشور خواجہ معصوم منور از فروغش همد تا روم

ردا از ماه تاب شرع بردوش چو صبح از پاکی باطن قصب پوش

مولد ناصر علی و موطن و منش سهرند است - ابتداء حال با میرزا فقیر الله

مخاطب به سیف خان بخشی چون جوهر شمشیر ملازم بود - چون سیف خان

را حکومت الہ آباد از پیشگاه خلافت مفوض گشت - در رفاقت او بگلگشت

الہ آباد خرامید - و چند بسیر جمع البحرین دماغ را تازه کرد -

سیف خان پسر تربیت خان بخشی سیوم صاحبقران ثانی شاہجهان

و داماد اسلام خان خوستی - سفید و فی متخلص به والا است در عهد خلعت مرکان

سنة تسع و سبعین و الف (۱۰۷۹) به صوبہ داری کشمیر ریاض آمالش نصارت

یافت - بعد چندے بعلة گوشہ انزو اگرقت و در سنت و ثمانین و الف

(۱۰۸۶) بعنايت بجای منصب و خطاب و خلعت خاصه و شمشیر از تنگنای عزلت

برآمد - و پس از ان بنظم صوبہ الہ آباد ویرانی خاطرش آبادی پذیرفت - و

بیست و پنجم رمضان سنه خمس و تسعين و الف (۱۰۹۵) پیمازه حیاتش بسریز گردید
 سیف آباد یک منزل از سهرند آباد کرده سیف خان است که خلد مرگان
 او را بطریق آل طمنا عنایت نمود سیف خان جوهر قابل و قابل دوست بود -
 "راگ در پین" در فن موسیقی و قص هندی بعبارت پارسی تالیف اوست -
 بعد از گذشتن سیف خان - ناصر علی در سنه هزار و صدم (۱۱۰۰) از سهرند
 به بیجا پور رفت - و با ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر اعظم خلد مرگان
 موافقت دست بهم داد - بلی علی بود ذوالفقار به دست آورد و در مدح او
 غزلے پرداخت که مطلقش این است -

ای شان حیدری ز جبین تو آشکار نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار
 ذوالفقار خان یک زنجیر میل و مبلغه خیر صله داد - ناصر علی همان ساعت همه
 را بر مردم پاشید - و حتی دست بمنزل خود برگشت -

و چون ذوالفقار خان در سنه ثلث و مائه و الف (۱۱۰۳) به تسخیر ملک
 کرناٹک اقصای ملک و کن متوجه گردید - با او به کرناٹک رفت و ایامی
 محدود در آن نواحی بسر برد - و با شاه حمید اعتقاد تمام بهم رسانید در مدح
 اومی پردازد -

اینک اینک ساتی شیرین رسید	نوبت جام حمید الدین رسید
حلقه درگاه بیچون جام او	از زمین تا آسمان در دام او
جام او خورشید ربّانی بود	انجن افروز سُبجانی بود
گر جمال او براندازد نقاب	روزن هر خانه گردد آفتاب

ورجلاش برکشد تیغ از نیام غیر او باقی نماند و السلام

داین شاه حمید مجذوبے بود در چنچی۔ بعد فوت او علی دوست خان از رؤساء نوایت ارکات بر مرقد او قبۃ عالیشان بنا کرد۔

و از ممدوحان ناصر علی شاه عادل پسر خواجہ شاه مخطب بہ شریف خان است۔ شریف خان از سرافراز کردہای خلد مکان بود و چندے بمنصب عداوت کل امتیاز داشت۔ گویند شاه عادل ترک دنیا کردہ بود۔ و دامن دست فقر بست آورده۔ ناصر علی در مدح او قصیدۃ دارد کہ مطلعش این است ۵

منم آن طفل نظر کردہ استاد قدیم کہ بود نقطۃ سہو اہلیم فکر حکیم
و با غضنفر خان ربط کلی داشت۔ و این غضنفر خان از رفقا ذوالفقار خان بود و بحکومت کنچی می پرداخت۔ کنچی شہر سیت مشہور بر مسافت دو از دہ کردہ از ارکات و یکے از معابد سبۃ ہنود است۔ در مدح غضنفر خان گوید
ہچو پیل بے جگر بگیرد از میدان ما بشنود گر کوہ آواز غضنفر خان ما
آخر الامر از و کن بہ ہندوستان عطف عنان نمود۔ و در شاہجہان آباد بے نیاز ماندانہ می گزرانید۔ و ہمین جا بیستم رمضان سنہ ثمان و مائۃ و الف (۱۱۰۸) بجنۃ الماوی خرامید۔ عمرش قریب ثشت سال و قبرش در حوالی مرقد سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی قدس سرہ۔

سید جعفر روحی ربیر پوری نقل می کرد کہ روزے با جمعی از یاران بزیارت خاک شیخ ناصر علی رفتیم و با ہم صحبت داشتیم۔ یارے رولقیر شیخ ناصر علی آدرؤ گفت۔ بارے آن قولی شما چہ شد کہ ۵

خاک گردیدیم و می رقصہ بہنوز افغان ما خم شکست اما نمی ریزد می جوشان ما
نغمہ بر زبان شما این افغان ناصر علی است کہ برقص در آمدہ۔ یاران تہسین کردند۔

صبر کلکش در گنبد خضرا پیچیده - این چند بیت بنا بر قانون کتاب بحریر رسیده

یک شمشیر چشم خوش نگهان فروش راه اوست آنجا که سرمه گرد کند جلوه گاه اوست

بس بود یک جنبش ابروی تیغ قاتلم می توان از سایه شمشیر کردن بسلم

گوار نیست عشقت طبع ناپر میز گاران را چه لذت از نشاط عید باشد روزه خواران را

دوش یک لحظه خواب آئینه یار شدم پیش دل چه شدم کرد که بیدار شدم

خوی نازک بدل من چه ستمها که نه کرد شیشه بر شیشه زدن کار چه خار که نه کرد

قد آرا خلعتی در عالم امکان نمی باشد دل سنگی نیاز آورده ام این جامه بیان را

خود نمائی ست گذشتن ز لباسی که تراست در تنه پیرهن از خویش چه تصویر بر آ

درین دریا نکر دم لب بحر فی آشنا هرگز چو ماهی شد ز بانم آب از شرم شکایتنا

ما تو ای پریوش در کیش هم تمامیم گر از تو بهتری نیست از ما بر نباشد

آشیان گم کرده چون من گرفتارش مباد سخت بے رحم است می ترسم که آزادم کند

انتقام داد خواهان قیامت شد تمام می نشانند چشم قاتل سرمه بر سوزم هنوز

ز معینهای بغیش سیرتوان ساختن دل بود گرد صد پری در شیشه باشد همچنان خالی

چشم بر بند اگر می طلبی رزق حلال مرغ بسمل خویش باز نظر دوخته است

بود دنیا و دین پشت و رخ آئینه هستی بزرگ آید وجود خویشین در چشم شایان را

نشاط این جهان هر چند کتر سیر حاصل تر بظلال عبید روز جمعه آهسته بود و افسوس

خشم اهل کرم از لطف بخیلان بهتر تشنه را آتش یاقوت به از آب بقاست

کلاه سلطنت خسته وان شکست نداشت نمی زدند اگر پشت پا فقیرانش

سرمه آه از درای کاروان وحشت است ناله ما بسته از چشم غزالان زنگها

(۷۲) وحید میرزا محمد طاهر فرزندینی

یگانه عصر بود - و در فنون علوم و نظم و نثر گرد از هم عصران می برد -

الحق در ایجا و مضامین تازه و ابداع و مماثل بے نظیر اقتاده و آن قدر دوشیزگان
معانی که از صلب طبیعتش زاده - دیگر حرف آفرینان را کم دست بهم داده - میرصدی
منه انی گوید ۛ

صدی امروز نور چشم کمال میرزا طاہر وحید من است
و نیزی گوید ۛ

صدی امروز سخن سنج و حید است و حید فرصتش باد که سرخیل ہنہ کوشان است
ابتداء حال بجزیرہ دہلی از وقایع توجہ نویسی شاہ عباس ثانی صفوی کہ
در سنہ ثمانین و خمین و الف (۱۰۵۲) بر تخت فرمانروائی برآمد - مامور بود - و بنا بر
ذو سلیقہ اعتماد الدولہ ساروقی کہ وزیر اعظم شاہ بود یہ پیشہ دستی خود نواخت -
و چون اعتماد الدولہ بقتل رسید و منصب وزارت بر سید علاء الدین مشہور
بہ ظیفہ سلطان قرار یافت - میرزا طاہر را عمدہ پیشہ دستی بحال ماند - و رفتہ رفتہ
بمجلس نویسی شاہ کہ عبارت از وقایع نگاری کل باشد سر بلند گردید -

و در عہد شاہ سلیمان کہ در سنہ سبع و سبعین و الف (۱۰۴۴) بر مسند
دارائی نشست نیز چند گاہ در ان کار مستقل بود و کمال تقرب اختصاص داشت آخر الامر
بوالا پایہ وزارت متصاعد گشت -

و در آغاز عہد سلطان حسین میرزا کہ در سنہ خمس و مائت و الف (۱۱۰۵) جلوس
نمود مور و عتاب گردید - تا آنکہ از کہ درستی و راست و رخت سفر ازین عبرتکہ
بعالم دیگر بر بست -

دوشنوی دارد - یکے مقابل و مخزن اسرار مطلعش این است ۛ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہست نہالے ریاض قایم
و دیگر ناز و نیاز مطلعش این است ۛ

خدا یا سینه بے سوز دارم دلے همچون چسب رخ روز دارم

و درین شنوی گوید در مدح شاه عباس ثانی

چنان آباد شد از دے زمانه که چون شان غسل پر شد ز خانه

دیوان غزل قریب نسی هزار بیت ازو بنظر درآمد تا کجا کسے بنظر تامل ملاحظه کند

بمطالعه سرسری چند بیت بر چیده شده

نور معشوق ازل در دلم از یار افتاد عکس خورشید ز آئینه بد یار افتاد

مرا ز صحبت جاہل چه باک مے باشد که در دہان نجس حرف پاک مے باشد

چومی بنیم بدی از خصم خود در ہرمی کوشم ز آب سرد داتم چون سفال گرم می جوشم

می کشد ہر کس بدامن پا بجائے می رسد جمع سازد مرغ در پرواز پای خوشی را

نافضان را جوری باشد گوارا تر ز لطف آتش سوزان بہ از آب است خشت خام را

زد وقت ساعت آخر خود بخود رسوا شود یانتم از ناله در زلفش دل در دیده را

سیم وز رومیا پرستان را منافق می کند پشت درو باشد کیے آئینہ بے سیم را

دل اگر میگویم از طفلی نمی دانی کہ چیست آنچه روز اول از ما بردہ آن را بدہ

چارہ نبود شکست تو بہ را جز انفعال از گداز خویش باشد مومیائی شیشہ را

آگہ کسے از ناخوشی زادہ خود نیست از تلخی گفتار خبر نیست زبان را

بر میوہ رسیدہ زدن سنگ اہلبی است ز نہار از سوال مرغبان کریم را

دامم بر ہنہ همچو قلم راہ مے رود باشد اگر چه کفش طلا تیرہ بخت را

چون کاغذ مشقی ز جمال تو نگاہم ہر چند کہ شنوید عرق شرم تو خواناست

دراثر پیش است سالک گر بطاہر دزد گفت نقش پای اسپ ہموار است پیش از جاد

مرا بہ ز تخن خون خود مضایقہ نیست کسے اگر بتو گوید چرا چہ خواہی گفت

چون نیرم یاری گویند عاشق می کشد من نہ تنہا عاشقم بردوست خود ہم عاشق است

بود خاصیت آب بقا خوسه ملایم را	که از دندان زبان از ننگانی بیشتر باشد
بشایان می رسد از زیر دستان فیض پنهانی	بنای خانه را از خشت زیرین محکمی باشد
اگر خواهی ز عمر خود خلاصت تن بسختی ده	نثر را وقت شیرینی چو آید استخوان گیرد
چو دولت یافتی خوی بدت فرمان روا گرد	که در وقت سواری دست چپ صانعان باشد
بزرگ پاشی بود مشهور خورشید جهان آما	زیر پاشیده را پیوسته در دامن خود دارد
تواند نفس ظالم از گداز خویش عادل شد	که چون شمشیر سوزن گشت کارش دوختن باشد
عیب خود نسبت بعاجزی دید فرمان روا	بار چون آفتد مکاری چوب بر استرزند
گر کند اقبال مارا کامیاب انتقام	از تغافل همت خون در دل فرصت کند
در وصل دلم وانشود بسکه ضعیفم	از رشتۀ باریک گره دیر کشاید
توان کردن بنرمی کارهای سخت گیران	که از تفل آنچه می آید ز مهر موم می آید
بد ویشان چو آمیزی پسند حق توانی شد	که چون بار لیسان آویخت ابر شیم نمازی شد
با اعتبار جنگ ندارد تلاش فقیر	ز ریفتم باش و پاره و لقی فقیه باش
غلط مکن چو سرت گشت گرم فکر بلند	که باز گشت نباشد فتاده را از بام
نیایم در شمار آما بسان رشتۀ گوهر	در نشان را بنرمی آشنای یکدگر سازم
شاعران جان از برای شعر فغان می کنند	دختر هر کس وجیه افتاد مفت شوهر است
در این شعر طریقه مضمون واقع شده - امثال این مضمون هر چند بلند و نازک باشد بسنن و در زبان حرف گیران افتادن چیرا -	

مثل عمق بخاری که خود را بک تشبیه می دهد می گوید -

بخون من شد مزگان او حریف چنان	که شیعیان حسین علی بخون یزید
و شیخ سعدی بشیرازی که خود را در چه محل فرو می آرده	
بزرگ بار تو سعدی چو خر بگل در ماند	دلت نسوخت که بیچاره زیر بار من است

و عرفی شیرازی که دلبان خود را بچه می آلاید

شاید عصمت - تلاش صحبت من کند خون حیض دختر رز جوشد از لبها سے من
و ملا ملک قمی که خود را بچه حواله می کند

تا چند بوالفضول زند لاف دوستی داد ادب دهید و ملک را کتک زنید
و نعمت خان عالی که از چه مقام حرف می زند

بیایه شیشه می در جود جام شد است بهین که خانه ما مسجد الحرام شد است

(۷۳) عالی - میرزا محمد شیرازی

حاوی فنون و افرود و جامع علوم متکاثر - اسلاف او در شیراز بشیوه
طبابت مشهور بوده اند -

پدرش حکیم فتح الدین عم حکیم محسن خان است که در هندوستان با
شاه عالم در وقت شاهزادگی مصاحبت بهم رسانید - و پدرش حکیم حاذق خان
در سال آخر عالمگیری ب خطاب حکیم الملک امتیاز یافت و در عهد محمد شاه به منصب
پنهنزاری و خطاب حکیم الملوک و کمال تقرب محسود اقران گشت حکیم فتح الدین
نیز به هند آمده

گویند میرزا محمد در هند متولد شد - و در صغر سن همراه پدر بشیراز رفت
و کسب کمال نموده برگشت - و در خدمت ملا شفیعایی یزدی مخاطب به دانشمند
خان نیز تلمذ نمود -

و در سلک نوکران خلد مکان امتیاز یافت و چون شهر حیدر آباد فتح شد
تاریخ فتح از نظر شاه می گزرانید - و بر محبت خلعت سرافراز گردید - تاریخ این است

از نصرت پادشاه غازی گردید دل جهانیان شاد

آمد بقسم حساب تاریخ شد فتح بجنگ حیدر آباد

و در سده اربع و مائت و الف (۱۱۰۴) بخطاب نعمت خان و داروئی باور ^{۱۰۹۴} چرخان

نعمت فراوان اندوخت و "شکر نعمت واجب واجب" تاریخ یافت

و در راه اخر عمد خلو مکان بخطاب مقرب خان و داروئی جواهر خانه نگین

دولت بدست آورد

و چون محمد اعظم شاه بعد از انتقال خلو مکان به اراده مقابلت شاه عالم

از دکن هضت پند نمود - میرزا محمد عالی ملازم رکاب بود - و چون محمد اعظم شاه

در وقت قرب فشتین بنگاه را در گوالیار گذاشت - میرزا محمد برائے محافظت

جواهر خانه در گوالیار ماند

و بعد گشته شدن محمد اعظم شاه و ظفر یافتن شاه عالم - میرزا محمد نعمت

ملازم شاه عالم دریافت و بخطاب و انشمنده خان سرمایہ مبالغات اندوخت

و بحریر شاه نامه مامور گردید - لیکن اجل فرصت نداد که آن نسخه را با تمام رساند

و قلم قضا پیشدستی نموده در سده احدی و عشرين و مائت و الف (۱۱۲۱) نسخه عیاش

با تمام رسانید

میرزا محمد در نظم و نثر قدرت عالی دارد و خصوص در وادی نثر طلسم حیرت

مے بندد

دیوان محتوی برقصائد و غزلیات و مثنوی مسمی به "سخن عالی" و منشآت

ادب نظر در آمده

له در دوائر میرمون واقع حیدر آباد دکن مدفون شد - (گلزار آصفیه صفحہ ۴۱۲ مطبوعہ بی بی ۳۱۵)

له کلیات نعمت خان عالی بسیار نایاب خوشخط بکتابخانه آصفیه حیدر آباد دکن موجود است -

در دیباچه دیوان خود می نگارو که :-

” در بدایت حال به مناسبت شغل طبابت که سمت مورد وثی بود حکیم تخلص می

” نمودم - آخر تصحیف حکم اختیار تخلص حکیم را مانع شد و لغزوده اُستادے

” نواب دانشمند خان عالی تخلص کردم

این چند بیت از دیوانش ملقط گردیده

نخواهد که در ترک بت پرستیها دل زارم	که چون سنگ سیلانی ست مادر زادر نارم
موج آبی چو رسد دانه ثمر ساز شود	ناخن اینجا شکند تا گریه باز شود
می کند باز این دل شوریده آزار خودش	من چرا منعش کنم او داند کار خودش
نگذارد بحرف گریه مرا	کاغذ آب دیده را مانم
رشته حیاتم را همچو رشته تسبیح	صد گره بکار افتاد تا بیار پیوستم
نقش پائی او بر گامی کند جان در تنم	خاک راه دوست گشتن آب حیوان من است
یار را در بر گرفتن که فراموشم شود	که رود از یاد کس چیزیکه از بر می کنند
گفتی اگر قرار بگیری رسی بکام	باری ازین قرار به بینم چه می شود
دین و دله که داشتم از دست مر کشید	در من نماند جز نفس آن هم کشیدنی ست
در یاد لی کن و ز کدو پوچتر مباش	خواهد همیشه مرتبه آشنا بلند
سیر باغی که بود بیتو کم از ماتم نیست	می کند سایه هر نخل سیه پوش مرا
گشت امید مرا نشو و نما معکوس شد	روی پائین می کشد قد همچو باران دانه ام
به بزم وصل او کاش اینقدر هم می شدم محرم	که چون آئینه عری از پس دیواری غفتم
کو کب سوخته میگرداند کمد دے	همچو آتش به دل سنگ تو جامی گرم
بجای نامه شمع روشنی دادیم قاصد را	که طومار است شرح سوز و پیغام زبانی هم
از عصای خویش طفلی را جنیبت می کشم	از رکابش دور وقت نیسواری نیستم

کاملان را هم گشتگی از دست خود است حاجت گردش پرکار نشد مانی را
خود ناتوان و لے ہنر آموز مردم اند پیران قد غمیدہ کمان کبادہ اند
حرف بجا ز کس نشنیدم ز اہل ہند غیر از کسے کہ گفت بمطرب بجا بجا

(۷۴) خالص - سید حسین

مخاطب بہ امتیاز خان صفائی خلف میرزا باقر وزیر قونچی - حاجی
الحرین الشریفین بود -

بعد ورود ہندوستان در دکن - خلد مکان را ملازمت کرد و در سلک
ملازمان سلطانی منتظم گردید - و بدیوانی صوبہ عظیم آباد پتنہ و خطاب امتیاز خان
امتیاز یافت - و ثروت اعظیہ بہم رسانید -

و در عہد شاہ عالم عازم دیار ایران شد - و در بلدہ بھکر رسیدہ با علامہ
مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی برخورد و صحبتہا داشت

امتیاز خان اموال لکوک از نقد و وجوہ و اہر و اتمشہ با خود می برد - ^{لے} خدایار خان
مرزبان سندھ چشم طمع بر اموال او دوخت - علامہ مرحوم پرین معنی اطلاع یافتہ
ہر چند باغہ کرد کہ پیشتر نباید رفت - و از ہمین جاعطف عنان باید نمود - گوش نکرد
و سر بکف بچو لاگاہ قاتل روان شد - چون بسیدوستان رسید میر محمد اشرف
خلیش علامہ مرحوم نائب خدمات سیوستان استقبال کرد و در حویلی خود فرود
آورد - خدایار خان میر محمد اشرف را بتقریبہ در خدا با و طلبید - و کسان
خود را فرستاد تا شبہ کار امتیاز خان تمام کردند - و این حادثہ در سنہ اثنین
و عشرین و مائت و الف (۱۱۲۲) واقع شد - علامہ مرحوم "آہ آہ امتیاز خان"
۱۱۲۲ھ

لے مآثر الامرا جلد ۱ صفحہ ۸۲۵ تذکرہ خدایار خان -

تا نسخ یافته اند۔

دیوانش مطالعہ افتاد۔ صاف گوشت تلاشہا ہم دار و این چند بیت بزبان

قلم و دلایت می شود سه

ما وطن دائم بخاک کربلا می خواستیم رشتہ تسبیح زدگوئے کہ ماسے خواستیم

بسائل آنچه برآید تر از دست بده نگاہ از زبان را و ہر چہ هست بده

رسید فصل بہار و زمانہ گلچین است سپند آتش می شو چہ وقت تمکین است

تیرہ روزی مانع عرض کلمات دل است روز چون شب می شود آئینہ فردا بل است

نیست تقصیر کسے گر ما بہ بند اُفتادہ ایم از جنون دوری خود در کند اُفتادہ ایم

حق القدم گرفت گہ ما سے نیمرو پای کسے کہ آبلہ زد در سراسر ما

تو نا از دیدہ رفتی مانعی بینیم خود را ہم جدائی از تو چون آئینہ تنہا می کنہ مارا

تا نخواہند مشوسبز بھر انجمنے کہ نباشد بہ چمن قدر گل خود رورا

بکوش قاصدی میفت بیدردان زنادانی ہمہ مکتوب می دادند من دادم دل خود را

دلبر من سکہ دارد پشت چشم نازکے دیدہ گر بہ ہم گذارد بازے بیند مرا

ای کاش بچو رشتہ تسبیح ہنار عمر در کربلا گستہ شود گر گستنی است

با خستہتی کہ لازم از باب دولت است دشنام می دہند بسائل عنیت است

نیست بے لطفی جواب نامہ گزنوشت دوست از زبان خامہ مارا یاد نتوانست کرد

دیوانہ برا ہے رود و طفل برا ہے یاران مگر این شہر شما سنگ ندارد

ہمت ہر کس بقدر وسعت احوال است آب چندین چشمہ از یک چشمہ پل می رود

لطف حق را کرد بر ما ظلمت عصیان غضب آب دریا را شب تاریک آتش مے کند

نمی خواہم بغیر از من کسے از وی نشان یابد چو بر گردد الہی قاصد من بنے خبر باشد

ساقی بیا کہ فصل خزان زود مے رسد ای می تو ہم برس کہ سفر مے کند بہار

جفاشی را که باغیار من دلخواه می بندی
اگر منظور دل بردن بد من هم دلی دارم
کار نظاره بعینک چو فتد چشم بپوش
میر پیرت کی در گزشتی نه بخود بند مکن

(۷۵) باذل رفیع خان شهمی

نسبش پنجاه شمس الدین صاحب دیوان می پوندد و تمش میرزا محمد طاهر
دیر خان - در عهد صاحبقران ثانی شاه جهان از مشهده قدس - به هند رسیده
نوکری شاهزاده اورنگ زیب عالمگیر برگزیده - بعد جلوس عالمگیری بصوبه
داری برهان پور و اکبر آباد و مالوا بنوبت سر بلند گردید - و در حکومت مالوا
سند ثلاث و ثمانین و الف (۱۰۸۳) حیات مستعار را وداع نمود -

و عم دیگرش میرزا جعفر سرتوق در مشهده مقدس مدرس عالی دارد -
نور الدین محمد خان و فخر الدین محمد خان و کفایت خان پسران میرزا
جعفر سرتوق به هند آمدند و مخطوبات و خدمات پادشاهی ممتاز بودند -

اولین دیوان برهان پور شد و در اورنگ آباد سیزده و عشرين
و مائه و الف (۱۱۲۶) بساط هستی در نور دید - از اشعار اوست -

شد صوفی ماتا تو شکستی دل مارا بر پایه این آینه عکس ز تو دارد
دومین خانسان شاهزاده محمد معز الدین بن شاه عالم بود - آخر داروغه
بیوتات کشمیر شد - و همانجا در سده تسع و ثلاثین و مائه و الف (۱۱۳۹) درگزشت -
میرزا محمود پیر رفیع خان باذل نیز به هند آمد محمود پوره واقع
اورنگ آباد و محمود پوره واقع برهان پور بنام اوست - و قبرش در
محمود پوره برهان پور است -

مولد رفیع خان باؤل دار الخلافہ شاہجہان آباد۔ از معتمدان دامن دولت
عالمگیری بود و بحکومت سرکار بانس بریلی سرفرازے داشت۔
وفاتش در سنہ ثلث و عشرين و مائت و الف (۱۱۲۳) اتفاق افتاد۔
خیلے قوت بیانے دارد۔ و بہ اقتضاء تخلص خود فراوان جواہر زواہر بندل و ایثار
می نماید۔ حملاء حیدری او قریب نو دہزار بیت مشہور عالم است۔
نقشے از کلامش در لکین صفحہ می نشیند۔

نگرد و طور جای نقش پامعراج احمد را ید بیضایزک داری کسند نور محمد را
کرد کار امت تنگ بستن ایچنین باید بدین در نام او گنجیدن میم مشدد را
امشب چو جمع ریخت ز ہر تار موے ما ہر گریہ کہ بود گرہ در گلوے
ماست جام غیب و مینای گردنیم بردوش مے کشند نکو یاں سبوی

(۷۶) اثر شفیعائی شیرازی

سخن ساز افسون طراز است۔ پدرش از مردم پرشگفت بوده کہ موضعیت
از اعمال شیراز۔

مولد و منشأ شفیعائی شیراز است۔ در خورد سالی چشمش از آبلہ بے نور گرد
اما چرخ بصیرتش روشنی کامل داشت۔ اکثر در شیراز بسر می برد۔ و باصفہان
رفتہ۔ بامستعدان آنجا صحبت داشت۔

کسانیکہ او را دیدہ اند می گویند کہ بسیار کریم نظر بود اما ہر گاہ در نطق مے آم
مجلسیان را شیفتہ حسن کلام می ساخت

فوتش بعد عشرين و مائت و الف (۱۱۲۰) واقع شد این چند بیت از دیوانش
بعجلت تمام التقاط یافت۔

رشته طول امل تار و جهان طنبور است	چه قدر بر سر این کاسه خالی شور است
ز آب گلستان آموخت شو قلم جانفشانی را	بیای تو نهالان صرف کردم زندگانی را
خط کرد ظاهر آن دهن غنچه رنگ را	در کار بود حاشیه این متن تنگ را
ز خلوت خانه خود گوشه در ویش محزون را	چنان باشد که گیر دپادشاهی ربع مسکون را
به عمل را دایم از نقصان مردم راحت است	سنگ کم دزد ترا زور انگین دولت است
دیوان آن شعرت که اندازند سج طبعان قبضعش	ز موزونی جدائی بود اصل عضو عضوم را
دوستان را کسوت تجریدے پوشد خدا	شاه می بخشد بجا صان خلعت پوشیده را
نسا زد حق شناسان را مقید زیور دنیا	ز انگشت شهادت دست کوتاه است خاتم را
آثار آخر بزل ف پرفتن او نقد جان دادم	امانت از خود کردم ز نادانی پریشان را

(۷۷) سرخوش - محمد افضل

از مردم سرکار عبد الله خان زخمی شاهجهانی بود - می فروش مصطفی معانی
است و قدح گردان انجمن سخن دانی - عمر با در کوچه شاعری شتافت - و صحبت جمعی
از صاحب طبعان عصر خود دریافت - چنانچه از "کلمات الشعراء" که تالیف است
سمت وضوح می یابد -

شاگرد محمد علی ماهر و موسوی خان فطرت است و از یاران شیخ
ناصر علی و در مدح او می گوید سه
باشعری - نمی رسد شعر کسی زان سان که خط کس بخط میر علی

له نسخ متعدده از کلمات الشعراء در کتب خانہ آصفیه حیدر آباد دکن موجود است و یکی از انها
سخن کتب خانہ سراج الدین علی خان آرزوست که بسیار خوشخط است و اشاعت کننده این
کتاب (محمد عبد الله خان) عوم بالجزم دارد که این نسخه گرانمایه را بطبع رسانیده اشاعت دهد
یزدکار ساز توفیق رفیق گرداناد -

شخصی در مجلس گفت که تعدیه رسد بکلمه با مسموم نیست - فقیر شایده از کلام میرزا محمد قلی سلیم طهرانی گذارش نمود -

بالطف سعادت ید بیضی نمی رسد پیش لب سخن به میخائلی رسد
او آخر عمر در دار الخلافه شاه جهان آباد پا در گوشه قناعت شکست و به تزوج و
تاہل پرداخت -

ولادت او در سنہ خمسین و الف (۱۰۵۰) واقع شد - عمری درازیافت
و در عشرہ ثالث بعد مائتہ و الف (۱۱۰۰) بخلوت کدہ خموشان شتافت
چام کلامش بگردش می آید -

سرت چون گردد از مستی جهان گردد سرگرد	زمین و آسمان در میکشی فرمانبر گرد
آمد از خم نمک سود جگر یاد مرا	نظرے بر گل شبنم زده افتاد مرا
هم زبان لال را ناچار باید گشت لال	کار چون باناقص افتد دست بردار از کمال
از اسپ تازیانه انسان کمان تراست	تعریریم بقدر بزرگی مقرر است
که بعد کشته شدن هم تلاشها باقی است	ز دست و پا زدن بسمل تو دانستم
گل گریبان دریده می آید	در عدم هم ز عشق شورے هست
شیرازہ جمعیت دلهارگ تاک است	از خوشه انگور عیان شد که درین باغ
نتوان کف دست خود گزیدن	هموار ز کس نه بیند آزار

(۷۸) طاہر - التفات خان نقد صفایانی

نام اصلی او میرزا محمد طاہر است از سلسلہ میرزایان دفتر سلاطین صفویہ
بود - مشاراً الیہ و برادرش میرزا محمد علی در عهد خلد مکان از صفایان
لے دیوان سرخوش در کلکتہ بقالب طبع درآمده -

به دکن رسیدند - و با مخلص خان ربطی بهم رسانیده بتوجه او ملازمت پادشاه حاصل کردند - و منصب کامیاب گشتند

نخستین بخطاب التفات خان و دومین بخطاب ملتفت خان مورد التفات گردید
التفات خان در عصر خلد مکان فوجدار پیر از مضافات اورنگ آباد
بود - و در عهد شاه عالم فوجدار کورد از توابع گجرات احمد آباد شد و در زمان محمد فرخ پیر
به فوجداری ماند و در مندر سور از ملقات صوبه مالوای پرداخت -

چون امیرالامرا سید حسین علی خان بدکن رسید - خود را بخدمت امیرالامرا
رسانید - و مشمول الطاف گردید -

آخر صحبت برهم بر خورد ناگزیر بتوجه دارالخلافه شاهجهان آباد گشت و در نو
کهر کون رسیده در سده تسع و عشرين و مائه و الف (۱۱۲۹) بر دست قطاع الطريق
رشته حیاتش انقطاع یافت -

ذکی الطبع بود و نظر مستعدانه می نوشت - و به شایسته قدرت داشت که سه کاتب
در حضور او با اسباب کتابت می نشستند - هر سه را عبارت خود می فرمود - و فقره
لاحق برائی هر کدام بجهت تامل می گفت و ربط کلام از دست نمی داد - و با وصف
آن خود هم در آن حالت مشغول کتابت می بود -

از التفات خان است -

مکن گویا بعرض مدعیارب ز بانم را ببند از موی چینی تار قانون فغانم را
شید و یکسم پوشیده ام بعد از فناي خود بزنگ مرده فیروزه نیلی در عراي خود
شهرت حسن تو شد از کشته دیدار تو از نسیم بال بلبل بشگفت گلزار تو

(۷۹) بخبار - میرزا ابوتراب

پسر التفات خان - خوش ذهن بود - و شعر خوب می گفت -

و در عصر شاه عالم بنصب چهار هزار امتیاز یافت - و در عهد محمد فرخ سیر
 سز شمان و عشرین و مائت و الف (۱۱۲۸) و دلیعت حیات سپرد -
 دیوان واضح بنظر درآمد - چند غزل بخوا و اَصَح بر هوا مش این نسخه ثبت
 بود - قصائد و غزلیات و رباعیات و مثنوی متعدد دارد -

این چند گل ازان چمن چیده شده

عارف از او پُر است ولی او نمی شود	آئینه رو نما شود و رو نمی شود
از مراض فنا نور است شمع زندگانی را	بود آب دم شمشیر صندل سرگرائی را
چه اُلفت است بزل ف تو بقراران را	بلی سیاه پسند است سوگواران را
موجم و وحشت کند محروم از ساحل مرا	در طغیان رفت از کف دامن قاتل مرا
در عالم دل باختن خویش رواج است	عمریست که دیرانه ما وقف خراج است
بجیب صبح ز خورشید گلفشاینهاست	بجام پیری ما باده جوانیهاست
براه او چه در بازیم فی دینے نہ دنیائے	دلے دایم و اندوہے سری داریم و سودا
واضح بیچ راه دلم و آنے شود	این قفل زنگ بست شکستن کلید است
بر مراد دل خود بال زدن نقصان است	وقت آن خوش که مراد نفس انداخته است
دست فرسودنگ طلعت خورشید نشد	حسن بے ساخته از فیض نگهبان دارد
گرچه آزادم ولی جانم فدای دیگر نیست	گرد سرگردانده صیادے مرا سرداده است
رشد فرمائے دلم نیست بجز عیش حباب	یافت یک پیرهن هستی و آن ہم کفن است
بجو دشمنم آفت بیناے ادب بود	ساقی کرم افزود که در نشه کمی کرد
رفقینہاے جهان قابل دل بستن نیست	این قدر بس کودمی خاطر خود شاد کند
گلہ صاف بہ از غفو غبار آلود است	ہست دوزخ گہنی کہ ہمدار انہ خشنہ
بہار وقف صبا - گل بکام گلچین باد	کہ ما بہ کنج قفس طرح آشیان کردیم

بکاغذ انگری پیچیدہ ام یعنی دل خود را مبادا اگر یہ بر عالم کنی ای نامہ بر رجمے

رباعی

در گنجفء دہر شہان عالم در صنف رعیت اندنے بیش و نہ کم
حکمے دارند زان جہاندار شدند چون حکم نہاند گشت بازی بر ہم

(۸۱) بیدل - میرزا عبدالقادر عظیم آبادی

عمدہ سخن طرازان - و شہرہ سحر پردازان است - در اقسام نظم پایہ بلند و در
اسالیب نشر تہ ارجمند دارد - طبع دُرّ اکش چہ قدر معانی تازہ بہم رساندہ - و چہ شمر کا
نورس کہ از نہال قلم افشانند - خلاصہ کلاش شراب میخانہ ہوشیاران - و طلاے
دستمایہ کامل عیاران است از آغاز شعور تا دم آخر چشم بر سیما می دودختہ - و چراغ
عجبے بر مزار خود افروختہ -

از نژاد قوم ہر لاس است - در بلدہ عظیم آباد پنے از نہانخانہ عدم بشرستان
وجود خرامید و در ہندوستان نشوونما یافت

در مبداء حال نوکر شاہزادہ محمد اعظم بن خلد مکان بود - و بمنصبہ امتیاز داشت
یکے از مقربان تعریف میرزا اسمع شاہزادہ رسانید - شاہزادہ فرمود - قصیدہ در
مدح ما انشا کنند تا رتبہ استعدادش دریافتہ باضافہ منصب و تقرب سرفراز فرمائیم
این خیر ہمیرزا رسانیدند فی الفور دل از نوکری برداشت - ہر چند یاران مقید شدند
کہ قصیدہ در مدح شاہزادہ توان گفت - ہر انکار باز زد و نوکری را ترک دادہ در
دار الخلافہ شاہ جہان آباد گوشہ انزو گرفت و بقیہ زندگانی بعنوان فقر و توکل بسر
آورد -

حق تعالیٰ اورا اعتبار و اشتہار ارزانی فرمود - امرا و ارکان سلطنت ہمہ

آرزوی ملاقات داشتند و اعزاز و اکرام فوق الحد بجامی آوردند سیما نواب شکر اللہ خان کہ خود با جمیع اہل بیت محو اعتقاد میرزا بود و میرزا نیز مخلص خاص این خاندان است۔

نواب شکر اللہ خان از سادات خواف است و داماد عاقل خان رازی و از پیشگاہ خلد مکان بکومت - ہرند و سہارنپور و میوات سرگزازی داشت آخر دمیوات سنہ ثمان و مائتہ و الف (۱۱۰۸) از منصب حیات مستعفی گشت امیر نطف اللہ شکر اللہ خان پسر اوست کہ بخطاب پدر می طلب گردید و خلف دیگرش میر عنایت اللہ شاہ کر خان - و دیگرے میر کرم اللہ عاقل خان -

نواب نظام الملک آصف جاہ طاب ثراہ در شعر خود را شاہ گرد میرزا (بیدل) می گرفت - در منشآت میرزا چند رقعہ کہ بنام چین قلیچ خان است عبارت از نواب آصف جاہ باشد کہ خطاب قدیم اوست - ہر گاہ میرزا بدولت خانہ نواب می رفت استقبال و مشایعت میکرد - و بر سہر خود می نشانید -

د میرزا را با امیر الامرا سید حسین علی خان نیز ربط تمام بود در ایامی کہ امیر الامرا بنظم ممالک و گن می پرداخت - میرزا این دو بیت از شاہ جهان آباد بہ امیر الامرا نوشت ۔

ای نشہ پیانہ قدرت بچہ کاری ہستی اثری یا پئے تاراج خاری
می در قدی گل بسری جام بدستی رنگ چینی موج گلی جوش بہاری
لیکن بعد برہم زدن محمد فرخ سیر تارخ طبع ز او میرزا کہ غی
”سادات بوی نمک حرامی کردند“

شہرت گرفت - میرزا متوہم شدہ از وہلی حرکت جانب لاہور کرد - عبدالصمد خان ناظم لاہور تعظیم و تکیویم تمام پیش آمد و خدمات شالیستہ بتقدیم رسانید -

و چون دولت سادات عنقریب برہم خورد۔ میرزا در ہمان ایام بہ شاہجہان آباد
معاودت نمود۔ و سیوم ماہ صفر سنہ ثلث و ثلثین و مائت و الف (۱۱۳۳) رخت بدام
باقی کشید۔ و در صحن خانہ خود مدفون گردید۔

میرزا معنی آفرین بے نظیر است اما عبارت بطور خود دارد و بطور جہوز نیز فراد
جواہر سخن در رشتہ نطق کشید۔ اگر کلیاتش را انتخاب زین مجموعہ لطیف مقبول حاصل
می شود و خط نسخ بر نسخہ سحر سامری می کشد۔ چنانچہ درین عدالت گاہ شہود عدل
حاضر است۔

و از بس قوت طبع گاہے با دپای فکر تندی تازد و بطور ملاحظہ صوری تر شیزی
در یک زمین مکرر طرح غزل می اندازد۔

و میرزا را بحر کامل مرغوب افتادہ و درین بحر شنائی کردہ میر عطاء اللہ
صاحب رسالہ عروض گوید بعضے متاخرین شعراء عجم بر کامل مثنیٰ شعر گفته اند۔ خالی
از عذوبتی نیست چنانچہ خواجہ کمال الدین سلمان ساوجی فرماید

بصنوبر قد و لکشش اگر ای صبا گدازے کنی
بہوای جان حزین من دل خستہ را خیمے کنی
و از مطلع میرزا بیدل است

تو کویم مطلق و من گدا۔ چہ کنی جز این کہ نخوانیم
درے دیگرم نہا کہ من بکجا روم چو برانیم
دیوان غزل میرزا بنظر درآمد۔ این چند گوہر از ان محیط بر آوردہ شد

مست عرفان را شراب دیگرے در کائنیت
جز طواف خولیش دور ساغرے در کائنیت

ادب چہ چارہ کند شوق چون فضل افتد
بجای عذر دل آوردہ ام قبول افتد

دیدہ انتظار را دام اُمید کردہ ام
ای قدمت بچشم من خانہ سفید کردہ ام

آخر ز فتنہ بر سر دنیا زدیم پا
خلق بقاۃ تکیہ زد و ما زدیم پا

کافرم گر مخمل و سنجابی باید مرا
سایہ بیدی کفیل خواب مے باید مرا

بهزادی تو دست زد دنیا کشیدن است	بی نقش چین نه بچسب فرنگ آفریدن است
بر مهنگی بزم خلعت خدا داد است	نرم بند لباس تکلف آزاد است
دانه صاحب ریشه از آمیزش آب گل است	العتق با عیث فکر پریشان دل است
که بر سر استخوان صد زخم چون بادام بر دارد	کسی از انصاف چشم خوبان کام بر دارد
ای ز رفعت بنجر در هر چه باشی زود باش	من نمی گویم زیان کن یا بفکر سود باش
یا قبالی که دل بر ناست از دنیا به تعظیم	شکوه فقر ملک بے نیازی کرد تسلیم
مطلب دیگر نمی زانم دُعای مے کنم	از میثاقان ایجاد نوا مے کنم
چون حباب از بر خود جامه فرو مے آرم	من درین بحر نه کشتی نه کدو مے آرم
بشوخی مژه ترسم درق به گردانی	درین حدیقه نه قدر دان حیرانی
از گهر نیست برد شیوه غلطانی را	جمع گشتن دل مارا به تسلی نرساند
چون شرر بر در جهان را بنگا به دریاب	په وجود چه عام بست و کشاد مژه است
تا نفس باقی است صدان جبین مالید است	سرگردانی لازم هستی بود بیدل مسج
در شبستان عدم نیز چراغانی هست	گرمای قفس بیض طائوس شود
در طاق تغافل همه نقاش چین است	دل سخت گره شد زخم ابرو مے نازش
چون بطمی باطن من عالم آب من است	صاف معنی کرد تغنی ز درد صورتم
که گفته اند اگر هیچ نیست الله است	بهستی تو امید است نیستی مارا
بقدر نقش قدم چشم دوستان باز است	بهر حرف گزری سیر نرگستان کن
گوشه گیر فتنه می باشد کمان را تا دم است	تا نفس باقی ست ظالم نیست بی فکر فساد
توغره به بهشتی که جائے ریدن نیست	قلندرانه حدیث است زاهد مغرور
فارغ از جوش غبار است زمینی که کم است	کینه در طبع ملائم نکند نشو و نما
صفحه حیرت آئینه عجب خوش قلم است	حسن بے مشق تا مثل نگذشت از دل ما

مشق ستم ز طینت ظالم نمی رود	زورِ کمان دمی که نماند کباده است
کس نرفته بعدم هستی اگر جامی داشت	خلقه از تنگی این خانه بصحرای زده است
کاش بهر آن دامن میداد و گرو صلی نبود	شمع تصویریم که از من سوختن هم ننگ داشت
گیر آمد از صدف گوهر اسیر رشته است	خانه غربت دل آگاه را دام بلا است
بی خمیدن از زمین نتوان گهر برداشتن	آنچه بردارد دولت زین خاکدان قد دوست
ندام دامن و نی دانه این قدر دامنم	که دل بهر چه کشد التفات صیاد است
در نیام هر نفس تیغ دو دم خوابید است	چون سحر در قطع هستی خنجر در کافیت
آن قدر سعی به آبادی ما لازم نیست	خانه چشم به امداد نگاهی برپا است
گویند بهشت است و همه راحت جاوید	جائیکه بداعی ز طپد دل چه مقام است
چون سایه باش یک قلم آئینه نیاز	آن را که سبزه جزو بدن نیست بند نیست
تا خموشی نگزینی حق و باطل باقی است	رشته را که گره جمع نسازد و سراسر است
مردم هم فکر قیامت دارد	آرمیدن چه قدر دشوار است
بگذر از اندیشه یوسف که در کفان ما	یا نسیم پیرهن یا جلوه پیرهن است
بیچ کس از معنی مکتوب شوق آگاه نیست	ورنه جائی نامه پیش یار ما خواندن است
هر که رفت از خود بدایغ تازه ام ممتاز کرد	آتش این کاروانها جمله بر جان من است
پیشکار این عجز در هر کس غالب اند	آنکه از مردان برمدی باج میگیر و زن است
آبرو با عرض مطلب جمع نتوان ساختن	دست حاجت تا بلندی کرد استغنائشت
بیدل نتوان بردم از خط جبینم	نقاش عرق ریز جیا نقش مرا بست
خواری دیوان دهر عتبت ما پیش کرد	فرد چو باطل شود سحر ورق دفتر است
قماش فهم نداریم ورنه خوبان را	آتوی پیرهن ناز چین پیشانی است
زین ندامت خانه بیرون رفتن دشوار است	هر قدر دستی که می سائی بهم پامی شود

برنگ آب سیر برگ برگ این چمن کردم	گل داغ است بیدل آنکه بوئے از وفادار
انغم که چرا پیکر من سایه نه گردید	تا در قدم سرو خرامان تو باشد
چو عمر گر نشوی هم عنان خود داری	قدم به چه گذاری رکاب می گردد
بر که نالم بیدل از بیدار چرخ	خواب من آواز این دو لایب گردد
در مجلس کی عزت موقوف خود فروشی است	دیگر کس چه باشد گر میرزا نباشد
چو بر گردد مزاج از احتیاط خود مشغول	سلامت سخت می نرزد بران سگه که میشد
بدان دجوی عشق سرو الهوس بلند است	مگر از دکان قصاب بگرس خرید و باشد
دل حقیقت رد و قبول پرسیدم	خند و گفت برو یا بیا که می پرسد
اگر مردی در تخفیف اسباب تعلق زن	کز انگشت دیگر انگشت نریک بند کم دارد
کج ادایانه به از باب مطالب سرکن	راستی بر دل این قوم سنان می باشد
در هر بریز مکافات است اما کو تمیز	کم گس ایخا بحال خود نرحم می کند
برقی ز دور دارد هنگامه تجلی	ای بیخودان به بینید دل جلوه گر نباشد
هر چند کار فردا است امروز مفت خود گیر	شاید مانع طاقت وقت دیگر نباشد
بشمت بغلط سوی من انداخت نگاه می	تیری که از این شست خطا شد چه بیا شد
نموده اند ز دست نوازش فلکم	دمی که گاه غضب بر زمین پلنگ زند
سایه از جلوه خورشید چه اظهار کند	رفتم از خویش ندانم بچه آئین آمد
ای ساغر بتخاله ازین آتش سلامی	خوش نیمه بران چشمة کوش زده باز
وضع فقری مانا ساز میچکس نیست	دیرانه ایم آقا بسیار خوش هوایم
چند آنکه ز خود می روم آن جلوه به پیش است	رنگه نشکستم که برنگه نرسیدم
شده تحقیق بار شعله جواله کرد	گرد خود گشتم چندان که خود را سوختیم
کم ظفریم از غفلت خویش است و گرنه	دریاست می ریخته از جام محبالم

در وصل ز محرومی دیدار میسرید آئینه نفصید که من با که دو چارم
 طپیدم ناله کردم - آب گشتم خاک گردیدم تکلف بیش ازین توان بعرض مدعا کردن
 چه پردازم بعرض مطلب خود سخت حیرانم توهم آخر زبان حیرت آئینه می دانی

رباعی

هر صبح که در باغ فلک باز کنند مردم قانون جستجو ساز کنند
 قوال فلک بدست گیرد دف مهر دنیا طلبان پازون آغاز کنند
 مخفی نماند که تاریخی کی میرزا بیدل برای سادات گفته و در ترجمه او بر زبان
 قلم گزشته - محرک شد که درین محل شمع از احوال دو امیر کبیر از سادات باره به و
 اسبابی که باعث عزل پادشاه شد بعرض بیان در آید - و این جمله معترضه نقاب
 از صورت حال و انماید - و اسم نواب آصف جاه هم در ترجمه میرزا ذکر یافت
 به این تقریب حالات نواب آصف جاه و نواب نظام الدوله شهبخلف الصلح
 اونیومی طرازم - و او هم ملک را مطلق العنان می سازم -

(۸۲) سید عبداللہ خان

مخاطب به قطب الملک وزیر اعظم محمد فرخ سیر پادشاه بود و برادرش
 سید حسین علی خان بمنصب امیر الامرائی تارک مبالغات با سمان می سود -
 اینها از اعظم سادات باره به اندواکا بر شرفاء هندی نسب سادات باره به به
 سید ابو الفرج واسطی راجح می شود که سلسله نسبش در دفتر اول تحت ترجمه سید
 محمد صغری بلگرامی نور اللہ صریحاً نگارش یافت -

هر دو برادر فرقدین فلک سیادت و نیرین سپهر امارت بودند متحلی با کثر شمل

سنیه و خصائل رضیہ خصوص سخاوت و شجاعت کہ ازین دو صفت والا آثار غرا بطهور
 رسانند۔ و نقشہائی کہ طراز صفو دولت باشد بر لوح روزگار نشانند۔ و از مبادی
 یام عرصہ تا منتہی بخوبی و نیکنامی بسر بردند۔ و از آبیاری عدل و احسان عرصہ ہمہ
 را رشک فردوس برین ساختند۔ لیکن در او آخر دولت راہ غلط پیو زد و تار و زقیان
 داغ بدنامی بر خود بردند۔ اما نزد ارباب انصاف منشأ عزل پادشاہ محض پاس
 آیر و حفظ جان عزیز بود کہ اینہما مدۃ العمر جانفشانیہا نمودند۔ و لوازم دولت خواہیا
 بتقدیم رسانیدند۔ پادشاہ چشم از حقوق پوشیدہ در صدد قلع و قمع افتادہ و تازندہ بود
 بہین خیال در سر داشت۔ آخر این راسی سقیم باعث زوال سلطنت شد و دولت
 پادشاہ و سادات ہر دو بر ہم خورد۔

قاضی شہاب الدین **ملک العلماء** قدس سرہ در مناقب السادات میفرماید کہ:-

”امارت صحت سیادت خلق محمدی است و سخاوت ہاشمی و شجاعت جہد ری باید“

”کہ سید صحیح النسب ازین ملکات بہرہ وافی داشتہ باشد۔ و احیاناً بحکم نفس امارہ“

”اگر فزکب عصیانے شود۔ آخر کار جبے روی دہ کہ باعث نجات آخر روی می گردد“

صدیق این کلام درین ہر دو برادر مشاہدہ افتاد کہ مظلوم ازین عالم رفتند و غاۃ
 شہادت بر روی مالیدند نام اصلی قطب الملک حسن علی است و نام اصلی امیر الامرا
 حسین علی۔ شہادت اول بہ زہر واقع شد۔ و شہادت ثانی بخنجر۔

حسن علی خان برادر کلان در عہد خلد مکان بخطاب خانی و فوجہاری نذر بار
 و سلطان پور از تواج بکلا نہ سرفرازی یافت و بعد از ان بحر است اورنگ آباد
 سر بند گردید۔

و چون شہزادہ محمد محرز الدین بن شاہ عالم از پیشگاہ خلد مکان بصوبہ داری
 ملتان مامور شد حسن علی خان بہر اہے رکاب شہزادہ دستوری یافت۔ صحبت

او با شاهزاده کوک نشد - و آزرده خاطر به لاهور برگشت - در آن وقت میر عبد الجلیل
بلگرامی بخیرست بھکر و سیوستان قیام داشت - چون حسن علی خان از نواحی بھکر
نقد لاهور کرد - میر سلوکماے پسندیده بعمل آورد - ابتدا ای ربط با سادات این
وقت که خلد مکان علم بھک جاودانی زد - و ریای شاه عالم از پشاور به
لاهور فرامید حسن علی خان را بمنصب شہ ہزاری و عطای تقارہ و بخشگری فوج
جدید سرافراز ساخت -

و در جنگ محمد اعظم شاه بہاولی فوج محمد معز الدین کہ ہراول مجموع عساکر شاہ
عالمی بود مقرر گردید - و قتی کہ جنگ ترارو شد - حسن علی خان و حسین علی خان و
نور الدین علی خان برادر سیوم برسم تہور پیشگان ہند خود را از فیل انداختند و
با جمعیت سادات بارہم پای ہلاوت افشردہ بجنگ کوتہ یراق پیوستند نور الدین
علی خان نقد زندگانی در باخت و دیگر برادران زخمہای نمایان برداشتند و سرخ
روئی فتح و ظفر حاصل کردند حسن علی خان بمنصب چہار ہزاری و صوبہ داری
مبایہی گشت - و بعد از ان بصوبہ داری الہ آباد اقیانہ پذیرفت

چون نوبت سلطنت بہ محمد معز الدین رسید - حکومت الہ آباد از عزل او بنام
راجی خان مقرر شد و سید عبدالغفار از احفاد سید صدر جہاں صدر الصدوق
پہانوی بہ نیابت راجی خان متوجہ الہ آباد شد - سید حسن علی خان فوجی بتقابل
بر آورد و در سواد الہ آباد جنگ افتاد - سید عبدالغفار بعد غالب شدن مغلوب
گردید - عنان عطف ساخت - محمد معز الدین باقتضای غفلت و عیاشی دست از تدارک
برداشتہ در استمالت سید حسن علی خان افتاد و بہ ارسال فرمان بحالی الہ آباد و
اضافہ منصب سرافراز نمود

اما برادرش سید حسین علی خان ناظم عظیم آباد پنے کہ بزمید شجاعت و وقار و متانت

نامور روزگار بود با محمد فرخ سیر پیمان رفاقت موکد ساخت - چنانچه در ترجمه اونگار ش می رود - و به حسن علی خان برادر کلان نیز ترغیب رفاقت نمود - حسن علی خان بچاپلوسی محمد معز الدین که از وقت صوبه داری ملتان کم التفاتی اومی دانست اعتبار نه کرده از ته دل به محمد فرخ سیر گروید و درخواست قدم الہ آباد نمود -

محمد فرخ سیر در چنین هنگام اتفاق این دو برادر بہادر صاحب فوج از امارات قبائل خود دانستہ از بلندہ پتہ بہ الہ آباد رسید و با حسن علی خان مشافہتہ تجویہ عہد پرداختہ امیدوار مزید عنایات ساخت و بہ ہر اولی فوج مقرر فرمود - و عازم پیش گشت -

عز الدین پسر کلان محمد معز الدین بہ اتالیقی خواجہ حسین مخاطب بہ خان دوران از دار الخلافہ شاہجہان آباد بتقابل محمد فرخ سیر مرخص گردید - و در حوالی کچوہ از توابع الہ آباد رسیدہ انتظار حریف می کشید - بجز و تقارب فوج محمد فرخ سیر عز الدین بے استعمال ادوات حرب نیم شبی را گریز گرفت -

فوج محمد فرخ سیر کہ در کمال عسرت و بے سامانی بود از غارت بگاہ عز الدین قویت کمال بہم رسانید و روانہ پیشتر شدہ در نواحی اکبر آباد خرامش نمود -

محمد معز الدین نیز از دار الخلافہ کوچ کردہ بہ اکبر آباد آمد - و در فکر عبور دریا جمن (جون) بود کہ حسن علی خان پیش قدمی نمودہ از متصل سرای روز بہانی چارہ کردہی اکبر آباد دریای جمن (جون) را عبور کرد و در عقب او محمد فرخ سیر نیز از دہ گزشت - اکثر مردم محمد فرخ سیر از عسرت و کم مایگی رو بہ پراگندگی آورده بودند - و حدود ہمراہ رکاب رسیدند - سیزدہم ذی الحجہ سنہ ثلث و عشرين و مائتہ و الف (۱۱۲۳) تہائی فریقین دست داد - نسیم فیروزی برالویہ محمد فرخ سیر وزید - و محمد معز الدین بقیہ وضع راہ دہلی گرفت -

درین کار از اراکه هر دو برادر تردادت نمایان بظهور رسید. سید حسین علی خان
برادر خورد زخمهای کاری برداشته در میدان افتاد. بعد جلوه افروزی شاهد فتح
حسن علی خان برادر کلان بر جناح استعجال روانه دار الخلافه گشت. و پادشاه نیز
به تفاوت یک هفته سایه وصول بر ساحت دہلی انداخت. حسن علی خان بمنصب هفت
ہزاری ہفت ہزار سوار و خطاب سید عبداللہ خان قطب الملک بہادر یار وفادار نظر
و تفویض وزارت اعلیٰ بلند پایہ گشت.

چون عروج رتبه این ہر دو برادر از حد گذشت. ناتوان بینان در صد و شصت
افتادند. و بہ تسویلات و اہمی مزاج پادشاہ را شورانیدند. نوبت بجائے رسید کہ
ہر دو برادر خانہ نشین گشتند. و بہ ترتیب مورچال و استعداد اسباب پر خاش پرت
والدہ پادشاہ کہ با ہر دو برادر اظہار دوستی می نمود و از قدیم واسطہ اصلاح بود. بخانہ
قطب الملک آمدہ مجدداً عہد و پیمان استوار ساخت. ہر دو برادر بملازمت رسیدہ
شکوہای محبت آمیز در میان آمد. و چند روز زمانہ بہ آرامش گراشد.

غرض گویان مزاج پادشاہ را برہم زدند. ہر روز صحبت بے مزہ ترمی گشت. و مانع
نفاق کہ خانہ بر انداز کمند و ولہت است می افزود. تا آنکہ امیرالامرا بصوبہ داری کن
مخص گشت. و قطب الملک بعیش و عشرت مشغول گشتہ عنان وزارت بدست
راجہ رتن چند سپرد. اعتقاد خان کشمیری ہمراز و دمساز پادشاہ گردید و کنگاش
قلع و قلع سادات اعلان گرفت. قطب الملک بہ امیرالامرا نوشت کہ کار از دست
رفتہ است پیش از آنکہ چشم زخمی بہ آبرو و جان برسد. خود را باید رسانید. امیرالامرا
با کمال تسلط و جبروت از و کن روانہ شدہ سواد دہلی را معسکر ساخت و پادشاہ
را پیغام کرد کہ تا کہ بند و بست قلعه بہ اختیار مانباشد در ملازمت و سوا س دارم.
پادشاہ خدمات قلہ را بہ متوسلان امیرالامرا سپرد. بعد استیقام قلعه امیرالامرا

ملازمت پادشاه رسید.

و هشتم ربیع الآخر به اراده ملاقات ثانی فوجها آراسته و انسل شهر شد و در عیال
شایسته خان فرود آمد. قطب الملک و مهاراجه اجیت سنگه در قلعه رفته بدستور
روز اول به بند و بست قلعه پرداختند و کلید دروازه بدست آوردند. آن روز شب
بهین منوال گذشت. مردم شهر واقف نشدند که شب در قلعه چه واقع شد چون صبح
دمید قتل قطب الملک شهرت داده انواج پادشاهی از هر جانب مرتب شده بر
سر امیر الامرا خواستند هجوم آرند امیر الامرا به قطب الملک گفته فرستاد که چه جائی
توقف است زود از میان باید برداشت.

لا علاج قطب الملک نهم ربیع الآخر سزا حدی و ثلثین و مائت و الف (۱۱۳۱)
پادشاه را مقید ساخت و رفیع الدرجات بن رفیع الشان بن شاه عالم
را از حبس برآورده بر تخت نشاند و صدای تقارعه جلوس او آشوبی را که در شهر
برپا شده بود فرو نشانید.

رفیع الدرجات در حالت حبس برض تپ دق مبتلا بود. چون سلطنت
میرشد لوازم احتیاط مزاج از دست داد و بعد سه ماه و چند روز روزگار او سپری گشت
و مطابق وصیت او برادر کلانش رفیع الدوله را بر سریر سلطنت جادادند. و به
شاه جهان ثانی ملقب ساختند. بعد ایا می نیکو سیر در قلعه آگره خروج کرد.
امیر الامرا بآباد شاه بسرعت خود را رسانده قلعه را مفتوح ساخت. ناگاه فتنه و بگ
گل کرد. حئی سنگه سوائی طبل مخالفت کوفت. قطب الملک در رکاب شاه جهان
ثانی برای دفع حئی سنگه به فتح پور سیکری شتافت و با حئی سنگه صورت مصالحه
در میان آمد. شاه جهان ثانی نیز بعد سه ماه و چند روز برض اسهال در گذشت.
ناگزیر روشن اختر بن جهان شاه بن شاه عالم را از دار الخلافه طلبیده

شاهجهانی بریده آورده و آن خطه را بوفور آب احیا نمود. علامه مرحوم میر عبد الجلیل
بلگرامی گوید:

بحر خود فیض قطب الملک عبد الله خان
بهر آن عبد الجلیل واسطی تاریخ گفت
نهر خیری کرد جاری آن وزیر مختار
نه قطب الملک مدیحه بحر احسان و کرم
و نیز علامه مرحوم در مثنوی بمدح ادومی پرداخته

ارسطو فطرته آصف نشان است
بدیوان چون نشیند نو بهار است
مبین الدوله عبداللہ خان است
بمیدان چون دراید ذوالفقار است

(۸۳) امیر الامرا سید حسین علی خان

برادر خور قطب الملک است اما در سخاوت و شجاعت و علوهت تمکین
دو قمار از برادر کلان فائق بود. و در عهد خلد مکان به حکومت رتقنبور و آخر
به فوجداری هندول پیانہ می پرداخت

چون برادرش بعد رحلت خلد مکان در المهور شمول عواطف شاه عالم
گردید. سید حسین علی خان با فوجی شایسته در حوالی وہلی دولت ملازمت دریافت
و در جنگ محمد اعظم شاه مصدر جلائل ترددات گشته نوعی که گزشت به منصب
سہ ہزاری و عنایت نقارہ سر بلند گردید. و بواسطت شاہزادہ عظیم الشان بہ
نیابت صوبہ واری عظیم آبا و پتہ رخصت یافت

در اواخر عهد خلد مکان صوبہ داری بنگالہ بہ سپہ دار خان مخاطب بہ
اعزالدولہ خان جہان بہادر از تغیر شاہزادہ عظیم الشان مقرر گشت. محمد فرخ سیم
خلف عظیم الشان کہ بہ نیابت پدر در بنگالہ بود طلب حضور شدہ بہ پتہ

سید چون مدتها بخود سری گذرانیده و نسبت به برادران دیگر نزدیک و پدر رتبه شد
 فتن حضور شاق و ناگوار پنداشته بعد از عسرت اخراجات اوقات پرستی میکرد تا
 آنکه شاه عالم شکار شد محمد فرخ سیر خطبه و سگ بنام پدر نموده در فراهم آوردن مردم
 بهمت گماشت - درین اثنا خبر گشته شدن عظیم الشان رسید - در ربیع الاول
 سه ثلاث و عشرين و مائه و الف (۱۱۲۳) خود سر بر آرای سلطنت گشت -

وسید حسین علی خان ناظم پتینه را به وعده عنایات ستال ساخته رفیق
 گردانید و ازین بهمت سید حسن علی خان ناظم اله آباد نیز طریق رفاقت سپرد - و
 کمتر زمانی افواج کثیره مجتمع گشت اما بنا بر قلت خزانه تا رسیدن اکبر آباد دوازه
 هزار سوار پیش نماند -

سید حسین علی خان روز جنگ به اتفاق حسین بیگ خان صف شکن نائب
 صوبه داری اولیسه و زین الدین خان پسر بهادر خان رهیلده مقابل
 ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر که توپ و ضرب زدن بسیار پیش رو چیده
 ایستاده بود اسپان ناخته در زنجیره توپخانه در آمد - چون عرصه و غابر خود تنگ دید
 باتین دلاوران کشور پند پیاده گشته زخمهای کاری برداشته بر زمین افتاد - و آن
 دوسر دار بار فقاء بسیار مردانه نقد زندگانی نثار نمودند -

بعد فتح سید حسین علی خان بخطاب امیرالامرا بهادر فیروز جنگ و منصب
 هفت هزار و بیست سوار و خدمت و الاسکیه و یارگیری کوس بلند زنگی نواخت
 و در سال دوم جلوس به افواج سنگین به تنبیه اجیت سنگه مرزبان سرزمین
 مار و ار که لوای تهر و افراخته بود - مامور گردید و تا میسر همه رجا تعاقب او بود لکن کوب
 تاراج ساخت - راجه از صولت فوج منصور جانب بیگانم بر زد و در مکانهای
 استوار خیزید -

درین یساق آنچه از اجرای حکم امیرالامرا نقل می کنند این است که :-

”چون دیهات اجیت سنگه و جی سنگه سوائی باهم مخلوط اند و رعایای تعلقه اولین از
 ”هراس رو بفراری آوردند- و بتباراجیان حکم بود که مواضع خالی را اینجا کرده آتش زنند
 ”و مکانهای آباد را مزاحمت نرسانند- رعایای اجیت سنگه این را دیدن بواسطت
 ”رعایای جی سنگه امان خواسته می آمدند- همان وقت سزا و لان تعیین می شدند که بتباراجیان
 ”گویند که آتش فرو نشانند و آنچه گرفته اند ستر و سازند اصلا درین حکم تخلف نمی شد-
 ”بعضی ثقات از مردم دید استفسار کردند با نفاق می گفتند که غیر از سوختن نقصانی
 ”بما نرسید-

و ضبط و نطق امیرالامرا همیشه برین منوال بود-

افواج او از راه باریکی مابین دو زراعت می گزشت کسی را قدرت نبود که از
 جاده تفاوت کند- دست بزراعت رسانیدن معلوم-

القصد اجیت سنگه چون خرابی خود و ملک مشاهد کرده و کلاء معتبر فرستاده بتقدیم
 پیشکش و ارسال پسرکلان خویش ابی سنگه نام و تز و تاج دختر خود به پادشاه که در
 عرف این دیار دوله گویند مستدعی عفو جرائم گردید- امیرالامرا بمصالحه پرداخت و
 ابی سنگه را همراه گرفته خود را بحضور رسانید و فوجی برای دوله گذاشت و بعد
 رسیدن دوله طوی پادشاه منتقد گشت-

گویند اینچنین طوی عظیم ایشان از شاهان پیشین کم جلوه ظهور نمود- علامه مرحوم
 میرعبدالجلیل بلگرامی شنوی رنگینه درین طوی بنظم آورده و داد سخنوری داده -
 بعد ازین پادشاه امیرالامرا به صوبه داری دکن مقرر فرمود- چون میر
 جمله سمرقندی هر روز مزاج پادشاه را از سادات منحرف می ساخت- قرار یافت
 که اول میرجمله بصوبه داری پتنه را بگرداند بعد از آن امیرالامرا رخصت دکن

شود- میر جمل روانه پتنه شد و امیر الامرا در سنه سبع و عشرين و مائة و الف (۱۱۲۴) متوجه دکن گردید-

وقت رخصت مواجته عرض کرد که اگر در غیبت من میر جمل بحضور رسید- یا به قطب الملک نوعی دیگر سلوک شد در عرض بیست روز مرا رسیده دانند- پادشاه از قباحات نافهی بوساطت خان دوران مخفی به داؤد خان ناظم برهان پور تحریض مخالفت نمود-

داؤد خان بآنکه سادات در ابتداء سلطنت محمد فرخ سیر واسطه جان بخشی او شدند و بتازگی امیر الامرا نیابت صوبه داری برهان پور از پادشاه بنام او گرفت- و اداز تجرات احمد آباد به برهان پور آمدن بحکومت آنجای پرداخت چشم از حقوق سادات پوشین اراده مخالفت مصمم ساخت-

چون امیر الامرا خبر بد را عبور کرد ظاهراً شد که داؤد خان سر رشته موافقت گسته خیال ملاقات هم در سر ندارد- امیر الامرا در فکر اصلاح افتاد و پیغام کرد که در صورت توافق ملازمت لازم و در شکل مخالف روانه دار الخلافه باید شد از ما مزاحمت نیست-

داؤد خان پائی جمالت افشرد که کار به پر خاش رسانید ناگزیر یازدهم رمضان سنه سبع و عشرين و مائة و الف (۱۱۲۴) عرصه مبارزت در سواد برهان پور آراسته گشت و جنگ عظیم رونمود- داؤد خان بزم تفنگ نقد هستی باخت- بعد طلوع نیرفتخ امیر الامرا به اورنگ آباد رسید و بر سر ریاست تمکن ورزید- و عنقریب کفند و دیهاریه سینا پتی راجه سا هو در صوبه خاند لیس سر به فساد برداشت امیر الامرا ذو الفقار بیگ بخشی خود را به تنبیه او تعین فرمود- و در برگنه بهانیر دو چار گشته بجنگ در پیوست- ذو الفقار بیگ جرعه شهادت چشید-

و باقی فوج بیغامر آمد- سیف الدین علی خان برادر اصغر امیرالامرا و راجه محکم سنگه
بهامتش غنیمت مامور شدند و تا بنهر سورت عنان باز نه کشیدند- و محکم سنگه تا قلعه ستاره
مسکن راجه سا هو دقیقه از نهب و تالان فرونگذاشت-

چون پادشاه به اغوای دولت بر اندازان- و سرداران دکن خصوص راجه
سا هو در باب مخالفت امیرالامرا- بایجاد صراحت کوتاهی نمی کرد و در دہلی با
قطب الملک هر روز صحبت تازه و نزاع نو بر می انگیزت و صدای بگیم و بکش
به وقت بگوشا می رسید- قطب الملک همیشه امیرالامرا را به آمدن دہلی
ترغیب می کرد

لا علاج امیرالامرا از دشمن خانه دشمن بیگانه ساخته در سنه تسع و عشرين و
مائة و الف (۱۱۲۹) بار راجه سا هو بتوسط سنکراجی مله مار محمد انور خان
برهان پوری که تاجین تحریر در قید حیات است و فقیر را با او صحبت های مستوفی اتفاق
افتاد- صلح کرد و بشرط عدم تاخت و تاراج ملک و عدم تعرض طرق و شوارع- و نگاه
داشتن پانزده هزار سوار در رکاب ناظم دکن- اسناد چوخته و سر دیسکی شش صوبه
دکن بهر خود با تنخواه کوکن و غیره ملکه که راج قدیش می نامند حواله نمود-

مخفی نماند که در او آخر عهد خلد مکان قرار یافته که با غنیمت صلح در میان آید-
باین شرط که سرصد از محصول ملکی نه روپیه بصیغه سر دیسکی حصه غنیمت مقرر شود پادشاه
میر ملنگ را با اسناد سر دیسکی نزد غنیمت فرستاد که عهد و پیمان محکم سازد و سرداران
غنیمت را بملازمت پادشاهی بیارد- آخر رای پادشاه برگشت و میر ملنگ را که
هنوز اسناد حواله غنیمت نه کرده بود بحضور طلبید- و در عهد شاه عالم سرصد ده روپیه
سر دیسکی به غنیمت مقرر شد و ست پادشاهی حواله گردید- و در ایام حکومت داؤد خان
چوخته یعنی چهارم حصه از حاصل ملک سوای سر دیسکی به غنیمت قرار یافت و جاری و سایر

گشت اما سدر بعل نیامده بود - امیر الامر ابطورے که گذشت سند چوتنه حواله نمود -
آخر نخست این تریع سخت سرایت کرد و رفته رفته عنیم شریک غالب شد و ثبوت
عجبه بهم رساند

امیر الامر ابجد مصالحه عازم دائر اخلافه شد و غره محرم سده احدی و ششین در
بایه و الف (۱۱۳۱) با فوج و گن بشوکت و صولت تمام از خجسته بنیاد کوچ کرد و
معین الدین نام مجهول الحاله را پسر شاهزاده محمد اکبر بن خلد مکان قرار
داده همراه گرفت و به پادشاه نوشت که در قلعه راجه سا هو سر کشیده بود او را دستگیر
ساختم و احتیاط لازم دانسته خود بحضور می آمم -

او آخر شهر ربیع الاول در حوالی دلی جانب لات فیر و زشاه بخیم ساخت و
خلاف ضابطه حضور نوبت نواخته داخل خیمه شد - و مکرر ببانگ بلند گفت که من
از نوکری پادشاهی برآمدم -

و بعد ازان که بند و بست قلعه را باختیار خود کرد و پنجم شهر ربیع الآخر ملازمت
پادشاه نمود و گذارش بکلیا کرد - و باز هشتم ماه مذکور بشهرت سپردن شاهزاده جلی
سوار شده در حوالی شایسته خان داخل گشت و قطب الملک باراجه
اجیت سنگه به بند و بست قلعه شتافته هیچکس را در آنجا نگذاشت و پادشاه را
مقید ساخت طوریکه در ذکر قطب الملک گذارش یافت -

آخر این حرکت مبارک نیامد و در اندک فرصت نیکو سیر بن محمد اکبر
بن خلد مکان که در قلعه اکبر آباد مقید بود با اتفاق احشام آنجا علم خروج بر
افراشت امیر الامر ابرجنح استعجال رسیده به محاصره سته ماه و چند روز قلعه را مفتوح
ساخت - و بموکل شاه جهان ثانی که برای تنبیه راجه جی سنگه سوائی تافچپور
سیکری رسیده بود ملحق گردید و صلح در میان آمد -

دین ضمن چھبیلہ رام قوم ناگز ناظم الہ آباد دم از مخالفت زد۔ امیر الامرا
د قطب الملک باپادشاہ از فتح پور بہ آگرہ آمدند۔ و تا فرونشستن تختہ الہ آباد
توقف آگرہ ضرور اقتاد۔

چھبیلہ رام فوت شد و گردہر بہادر برادر زادہ چھبیلہ رام بنیاد مخالفت
کہ عیش گذاشتہ بود بہر پاداشت۔ حیدر علی خان و محمد خان بنگش با فوجی تعین
شدند و بتغویض و تغویض صوبہ داری اودھ با گردہر بہادر صلح واقع شد
دین اثنا نیزنگی فلک شعبدہ دیگر وانمود۔ نواب نظام الملک ناظم مالوا
رائے مخالفت از امیر الامرا استشمام نمودہ گام سرعت بدکن برگرفت۔ و بعد قتل
سید دلاور خان و سید عالم علی خان قسمی کہ تحریری شود ملک دکن را بنظر
در آورد

امیر الامرا با پنجاہ ہزار سوار بہ عزیمت دکن نہم ذی القعدہ سنہ ثمانین
و ثلثین و مائتہ و الف (۱۱۳۲) از اکبر آباد کوچ نمود۔

سبحان اللہ این دو برادر سیما امیر الامرا شجاعت و سخاوت و کرم و حلم و
مواسات فطری داشتند و کافہ انام را مشمول انواع احسان ساختند و ہرگز مجوز
ستم و بیداد بر تنفسے نشدند اما مقلب القلوب نوعی دلہا را صرف کرد کہ دستگیر فتہای
سادات از سادات برگشتند و ہر چند می دانستند کہ زوال دولت ایشان باعث غنا
خرابی ماست۔ می گفتند الٰہی این کشتی غرق شود ما ہم فرو رویم از بیگانگان چہ
توان گفت۔

بعد بر ہم خوردن دولت سادات مردم دو فرقہ شدند جمعی بیکی یادی کردند و گرو
بہدی۔ و در مجالس فیما بین فریقین طرفہ مناقشا برپا می شد۔
میرزا بیدل تارخ عزل محمد فرخ سیرچین بنظم آورده ۵

دیدم که چه باشاه گرامی کردند صد جو و جفا ز راه خامی کردند
تاریخ چو از خرد بحسبم فرمود سادات بوی نمک حرانی کردند
و میر عظمت الله بنجر بلگرامی در جواب چنین انشاء کرده

باشاه سقیم آنچه شاید کردند از دست حکیم هر چه آید کردند
بقراط خرد نسخه تاریخ نوشت سادات دواشن آنچه باید کردند

القصد اعتمدالدوله محمداً بن خان بنابر قرابت قریبه که با نواب
نظام الملک داشت در فکر غدر افتاد و میر حیدر کا شغری را بران داشت که قابو
یا فتنه قطع رشته حیات امیرالامرا اقدام نماید.

میر حیدر مسطور از ترکان و وفلات است و بعد کلاش میر حیدر صاحب
تاریخ رشیدی همواره ملتمز رکاب بابری و هما یونی بود. چند سب فرمان
روانی کشمیر هم رسید و از جهت میر شمشیری اینها را میر می گویند.

ششم ذی الحجه سنه اثنتین و ثلاثین و مائه و الف (۱۱۳۲) در منزل توره
سی و پنج کرده عرفی از فتح پور سیکری خیم عساکر شد امیرالامرا بعد داخل
شدن پادشاه در محل سراپالکی سواره بخانه خود برگشت همین که متصل کالان بابری
یعنی احاطه چوبین که گردخیام پادشاهی نصب کنند رسید. میر حیدر که روشناس
و راه حرف داشت فردا حوال خود بدست امیرالامرا داد و شروع بضعیف
نالی نمود. چون امیرالامرا مشغول خواندن شد بچستی خنجر آبداری به پهلوسه
امیرالامرا رسانید و کار تمام کرد نورالله خان از اقرباء امیرالامرا پیاده همراه
می رفت بضرپ شمشیر میر حیدر را از پا در آورد و دیگر رفقاء امیرالامرا دست
پای زدند بجای نرسید قابو طلبان سر امیرالامرا را جدا کرده نزد پادشاه بردند.

دپس ازین هنگامه لاش اورا بحکم پادشاهی تکفین نموده و نماز جنازه خوانده به
اجیر نقل کردند و در جوار پدرش سید عبداللہ خان مدفون ساختند۔

پیش از وقوع این سانحه مرد صالحی در رویا دید کہ سید الشہداء امام حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ امیر الامرا خطاب کرد کہ ^{۱۱۳۲ھ} بکَلِّمْ وَ عَذِّکْ وَ غَلَبَ عَدُوَّکْ
بعد شہادت امیر الامرا چون حساب کردند ہر یک فقرہ تا یخ بود با صنعت تقلیب
حق این است کہ در قریب الحمد کم امیری باین خوبی در عرصہ ظہور آمد نسخہ
جامع اخلاق حمیدہ بود۔ و فور طعام و صلای عام سرکار او مشہور است مردم
اورنگ آباد بالاتفاق نقل می کنند کہ در عہد امیر الامرا اکثر مردم در خانہ خود
طعام نمی پختند۔ طلبا خان سرکار امیر الامرا طعام حصہ خود می فروختند و قاب پلاؤ
مکلف بچند پل سیاه می دادند۔

اجراء بلغور خانہا از قلعہ پختہ و خام و احداث مجلس یازدہم و دوازدهم ہر ماہ
در بلا و عظیمہ ہند و دکن از اعمال خیرا دست۔ و تا امروز جاری است درین مجالس
بامشاخ و فزراء بتواضع و انکسار سلوک می نمود و آفتابہ در دست خود گرفته بر
دست مہمان آب می زخت۔

و پیش از وصول دکن زرہم سازی نمی گرفت۔ بعد رسیدن دکن منصفیان
باطہارت ملت داخل و کثرت مخارج مزاجش برین آوردند۔ معہذا چون حیدرقلی خان کلم
بندر سورت اموال ملا عبد الغفور ملک التجار بندر مذکور کہ زیادہ بریک کرد و روپیہ
بود ضبط نمود۔ ملا عبدالحی پسر متوفی بطریق استغاثہ بختہ در رسید و پا نزد لکہ روپیہ
بشرط معافی اموال نیاز امیر الامرا نوشته داد۔ روزے صبح ملا عبدالحی را طلبید
اموال باینجا معاف کرد و بہ عطای خلعت نواختہ رخصت وطن فرمود و گفت امشب
مرا بر سر مال این مرد بانفس خود مجادلہ شد۔ آخر بر نفس طامع غالب آمد۔

و قتی که امیرالامرا از دکن بآباد الحلافه معاودت نمود- می خواست که امین الدوله
 و قاضی خوان حضور پادشاهی را بنابر تقصیری که از امین الدوله در غیبت امیرالامرا
 صادر شده بود معاتب سازد- روزی که امین الدوله بملازمیت امیرالامرا رسید
 و از در آمد میرعبد الجلیل بگرمی حاضر بود میرعزض ثواب رسانید که رسول الله
 صلی الله علیه و سلم در حق انصار و ذریت انصار دعا کرده و در مراعات ایشان و صیبتا
 نموده و فرموده **يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ مَعَنَا يَوْمَ بَدْرٍ وَ كُنْتُمْ مَعَنَا يَوْمَ أُحُدٍ وَ كُنْتُمْ مَعَنَا يَوْمَ خَيْبَرٍ وَ كُنْتُمْ مَعَنَا يَوْمَ مَوْثِقِ الْيَمِينِ** یعنی در گذرید از گنهگار ایشان ثواب
 از اولاد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم و امین الدوله از اولاد انصار رضی الله
 عنهم با قتراء جد بزرگوار تقصیر مشاغل علیه عفو شود- امیرالامرا فی الفور از حالت
 غضب فرو آمد و امین الدوله را مشمول مهربانیها ساخت

میرعبد الجلیل در آن وقت با امین الدوله آشنا نبود و نامی دانست که
 از اولاد انصار است چون میر طریقه محدثین داشت و همواره در مراعات سنن
 نبوی می کوشید شفاعت انصار بر خود لازم دید-

امیرالامرا خوش زمین بود و شعر خوب می فحید- و در فن تار و تارخ دانی متفرد
 می زیست و از باب کمال را فراوان دوست می داشت و بعد نماز صبح اذن بود که
 صاحب کمالان در آیند و تا یکپاس روز باینها صحبت می داشت و تاکید بود که
 در آن وقت دیوانیان و متصدیان حاضر نشوند-

میرعبد الجلیل مرحوم تعریف خوش فهمی امیرالامرا بسیار می کرد و در مرثیه
 امیرالامرا قصیده غزلی نظم آورده و از فرط محبتی که با امیرالامرا داشت بکمال و
 سوزنکی حرف زده قصیده این است

آثار کربلاست عیان از جبین مهند ز جوش خون آل نبی از زمین مهند
 شد تا تم حسین علی تازه در جهان سادات گشته اند مصیبت نشین مهند

نیلی است زین معامله پیراهن عرب
 گیتی چرا سیاه نه گردد ز دود غم
 هندی این چنین مصیبت عظمی ندیده است
 از دماغ دل زدند چراغان اشک جوش
 ماهی در آب می طپد و مرغ در هوا
 فرزند مصطفی اخلف الصدق ترضی
 رستم نشان حسین علی خان شهید شد
 آن صفدر می که از قلم تیغ بارها
 تیغش بر دوز معرکه خصم تیره بخت
 دریاد لے که بود ز ابر عنایتش
 از بهر هر فلک زده عالیجناب او
 منقاد او شدند از ان سرکشان دهر
 هندی از شادوش تن بے روح گشته است
 عالم چو قیر در نظر خلق شد سیاه
 گردون را خزان همه تن اشک گشته است
 دل چاک چاک گشت جگر داغ داغ شد
 اِنْسَرَّ بِحُجِّ الْمَلَائِكَةِ وَاسْتَعْبَرَ الْفَلَکُ
 از دست ایں بلجم ثانی شهید شد
 تا کر بلا و تا نجف و تا مدینه رفت
 ای دوستانِ آلِ محبانِ اہل بیت
 تا حق اہل بیت رسالت ادا شود

در خون گریه سمرخ شد است آستین بپند
 خاموش شد چراغ نشاط آفرین بپند
 دیدیم داستانِ شعور و سنین بپند
 این است نوبهار گل آتشین بپند
 از شیونِ عظیمِ امیرِ مہین بپند
 کز رویِ فجر بود بد آتش یمن بپند
 از خنجرے که بود نہان در کمین بپند
 تحریر کرده نسخه فتح مبین بپند
 چون برق می شکافت صفِ آیین بپند
 شادابی بہار بہشت برین بپند
 در ترکمانہ حادثہ حصین حصین بپند
 کز دایع ضبط کرد نشان بر سرین بپند
 یعنی کہ بود او نفس و اسپین بپند
 اُمّتات از خاتم دہر آن نگین بپند
 در اعتناء مانم رکن رکن بپند
 زین غم گشت زہر از و انگین بپند
 فِی هَذِهِ الْمُصِیْبَةِ سُبْحَانَ الدِّینِ ہند
 گوئی ز کوفہ است گل ماتمین بپند
 سیلاب خون دیدہ و آہ و این بپند
 غمگین شوید بہر حسینِ حنین بپند
 بر رنم این جماعہ منصوبہ بین بپند

از کلب من بمشیه سید شهید
 این چند بیت ریخت چو در شین هندی
 رضوان حق چو سبزه قرین خرمج او
 ماهست حسن سبزه بگیتی قرین هندی
 سال شهادتش قلم واسطی نوشت
 قتل حسین کرد یزید لعین هندی

(۸۴) آصف - نواب نظام الملک آصفیاه طاب ثراه

جله مادی او سعد اللہ خان وزیر اعظم صاحبقران شاه جهان پادشاه است و
 به پدری او عابد خان که پدرش عالم شیخ از عطاء اکابر سمرقند و از احفاد شیخ
 شهاب الدین سمرودی بود -

عابد خان در عهد شاه جهانی وارد هندوستان گردید و بدولت روشناسی پادشا
 خدمت گزینی شاہزاده اورنگ زیب شرف اندوز گشت - و چون سلطان اورنگز
 را با برادران محاربہ پیش آمد درین معرکہ ملزم رکاب بود - و بعد از سریر آرائی
 بمنصب چهار ہزارہی اختصاص یافت و در سال چہارم جلوسی بخدمت صدارت
 کل و بعد از ان بمنصب پنج ہزارہی و خطاب تلچ خان افتخار اندوخت و بعد عزل
 صدارت شانزدہم جمادی الآخر سنہ ثنتین و تسعین و الف (۱۰۹۲) کرت ثانی میت
 بخلعت صدارت آراست و در محاصرہ قلعہ کلکنده حیدر آباد بسیت و چہارم بیع الاول
 سنہ ثمان و تسعین و الف (۱۰۹۸) بزخم گولہ توب نقد جان نثار گرد -

میر شہاب الدین خلف عابد خان براتب علیا صعود نمود و بمنصب ہفت
 ہزارہی ہفت ہزار سوار و خطاب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ بلند آواز
 گشت و در فتح بیجا پور از بس ترددات نمایان بظہور رسانید - بضم فقہ "فرزند
 ارجمند" برالقاب سابق نوازش نازہ یافت - و در عهد شاہ عالم بصوبہ داری گجرات

مامور گشت - و در ایام حکومت گجرات سه آشتین و عشتون و مائة و الف (۱۱۲۲) بعالم
باقی شتافت

نواب نظام الملک آصف جاه خلف نواب غازی الدین خان نام اصلی او میر
قمر الدین است - و سال میلاد او سده آشتین و ثمانین و الف (۱۰۸۲)
در ریگان شیب مطرح انظار خلد مکان بود و بمنصب چهار هزارری و خطاب
چین قلیچ خان سرافراز - و در تسخیر قلعه و انکبیر مصدر ترددات نمایان گردیده بافت
هزارری بمنصب پنج هزارری عروج نمود - و بعد رحلت خلد مکان در تنایز رخ شاهزادگان
سرشته احتیاط بدست آورده ملتزم هیچ طرف نه گردید

و چون شاه عالم سر بر سلطنت آراست بخطاب خان دوران بهادر در صوبه
داری او دهر با فوج داری لکهنو که در آن وقت فوجدار آنجا از حضور مقرر شد
منناز گردید - علامه مرحوم میر عبد الجلیل یاکرامی تاریخ خطاب او چنین "خان دوران
بهادر" یافت -

نواب نظام الملک به کمتر فرصت بنا بر گری بازار امراء جدید و کساد امرام
قدیم از نو گری استغفا کرده به دار الخلافه شاه جهان آبا و آمد و لباس درویشانه
پوشیده خانه نشین گشت

بعد رحلت شاه عالم چون نوبت سلطنت چند روزه به محمد معز الدین رسید
به عنایت اصل منصب و خطاب سابق نواخت یقراء به قید هندوستان بر نواب
نظام الملک طعنه زدند که از خرقه درویشی برآمده به لباس دنیا در آمد بطریق
این جماعت در یوزه گری ست ازان وقت با نواب نظام الملک سوال نه کردند
غیرت این طائفه هم تماشا باید کرد -

القصد چون محمد فرخ سیر بر تخت خلافت برآمد بخطاب نظام الملک بهادر

فتح جنگ و منصب هفت هزاری مباہی ساخت و بنظم دکن مامور فرمود.

و چون ایالت دکن به امیرالامرا سید حسین علی خان قرار گرفت و نواب
پایه سر بر خلافت شتافت حکومت مرا و آباد و تفویض یافت.

و چون امیرالامرا از دکن به دارالخلافه معاودت نمود و محمد فرخ سیر را
عزل کرده پادشاه نورابرتخت نشاند حکومت مالوا به نظام الملک مقرر ساخت
نواب نظام الملک به مالوا آمد و بوی نفاق از امراء پای تخت استشمام نموده
در سال دوم محمد شاہی مطابق سنه الثین و ثلاثین و مائت و الف (۱۱۳۲) متوجه
دکن گردید.

و غره رجب بمبور دریای زبدانموده قلعه آسیر را از طالب خان دشر برهان
پور را از محمد نور خان برهان پوری به صلح به دست آورد. امیرالامرا الشکر جبار
به سرداری سپید دلاور خان به تعاقب فرستاد. نواب به طریق رجیع القہقری بمقابله
شتافت. در موضع حسن پور سرکار بنید سیزدهم شعبان سال مذکور تلافی فریقین دست
داد. سید دلاور خان بقتل رسید. و نواب قرین فتح و نصرت به دارالسردور برانپور
عوار فرمود. و هنوز زخم جراحت رسیدگان التیام نیافته بود که سید عالم علی خان
برادرزاده امیرالامرا نائب دکن بتدارک کمر بست. و از خجسته بنیاد اورنگ آباد
جنوریز جانب برهان پور شتافت و ششم شوال سال مسطور در نواحی بالا پور
از توابع صوبہ برار جنگی صعب روداد. سید عالم علی خان از فرط توری پاسے
جلادت افشرد خون خود را بے محابا بر تخت و نواب مظفر و منصور داخل اورنگ
آباد گردید.

امیرالامرا به استماع این خبر قطب الملک برادر کلان خود را بضبط و
بطبند وستان از اکبر آباد جانب دارالخلافه مرخص ساخت. و خود با پادشاه تمام

دکن گردید- چون قلم تقدیر بزوالت دولت سادات باره رفته بود اعتماد الدوله محمد امین خان شخصه را مقرر کرد تا امیرالامرا را در عین سواری پانکی به خنجر دغا کشت و این حادثه ششم ذی الحجه سال مذکور در منزل توره واقع شد قطب الملک بوصول این خبر وحشت افزاییکه از شاهزاده را از قلعه دار الخلافه برآورده به سلطنت برداشت و فوجی فراهم آورده به مقابله شتافت- و بعد محاربه دستگیر گردید-

چون نواب نظام الملک به نظم ممالک دکن اشتغال داشت وزارت بر محمد امین خان قرار گرفت-

محمد امین خان پسر خواجه بهاء الدین است که برادر نواب عابد خان مذکور و قاضی بلده سمرقند بود- محمد امین خان از عهد محمد فرخ سیزدهمین گری دوم باستقلال داشت- و بطوریکه تحریر یافت بیایه وزارت اعلی مرتقی کشت اما بعد وزارت اجل فرصت نه داد- و در ایام معدود درگزشت-

نواب نظام الملک خود را از دکن به دار الخلافه رسانیده خلعت وزارت پوشید و خواست که قواعد خل مکان را که متروک شده بود بتازگی رواج دهد اما خلیع العذارین را غفلت مقاصد خود پنداشته مزاج پادشاه را از نواب نوسعه منحرف ساختند

در همان ایام مطابق سنه خمس و ثلثین و مائة و الف (۱۱۳۵) آشوبی از ناحیه حال حمید قلی خان ناظم گجرات هوید آگشت نواب بهادریب او مقرر گردید و به این تقریب امر او را از حضور بر آوردند- چون نواب بمنزل جهابووه قریب گجرات رسید حمید قلی خان که باراده جنگ مسافته طے کرده بود تا مقاومت در خود ندیده خود را دیوانه قرار داد-

نواب به دار الخلافه عطف عنان نمود و در جلدوی این خدمت صوبه داری

و گجرات نصیمیه حکومت دکن و وزارت مقرر گردید اما از اتفاق امر اخبار خاطر را افزودنی
گرفت و در سده ست و ثلثین و مائة و الف (۱۱۳۶) حکومت تمام ممالک دکن از تغیر
نواب مبارز خان که از سالها ناظم حیر آباد بود مفوض گشت - و ملال پنهانی
بر وجه اعلان رسید - نواب مخالفت هوامی دارا الخاوه با مزاج خود و موافقت هوا
مراد آباد که پیشتر حکومت آنجا پرداخته بود بهانه ساخته از پادشاه رخصت مراد آباد
گرفت - و چند منزل طے کرده جلوعزم جانب دکن صرف ساخت و پاشنه کوب
خود را به دکن رسانید - مبارز خان به مقابله پیش آمد و رسوا و شکر کھیر شصت
کروه از اورنگ آباد فریقین بهم رسیدند - بیست و سیوم محرم سده سبع و ثلثین
و مائة و الف (۱۱۳۷) جنگ عظیم واقع شد - مبارز خان قتل رسید - و ممالک
مجموع بنواب مسلم گشت -

بعد ازین پادشاه به استمالت نواب کوشید - و همیشه بار سال فرامین عنایت
و بذل انعامات مخصوص می ساخت - و درین ایام نواب بخطاب آصف جاه بلند
آوازه گردید - و در سده خمسین و مائة و الف (۱۱۵۰) پادشاه بمبالغه تمام نواب
را طلب حضور نمود - نواب خلف الصدق خود نواب نظام الدوله ناصر جنگ بهاد
را نائب دکن مقرر ساخته خود به دارا الخاوه شناخت و شرف ملازمت پادشاه
در یافت - فضل علی خان تارنخ قدوم چنین در سلک نظم کشید -

صد شکر که ذات دین پناهی آمد رونق ده ملک پادشاهی آمد
تارنخ رسیدنش بگوشم با تف گفت آیت رحمت الهی آمد
نواب هزار روپیہ نقد و اسب با ساز نقره در وجه صلہ عنایت نمود

و بعد دو ماه از وصول دہلی پادشاه نواب را براسے تنبیه مرہتہ دکن رخصت
فرمود - نواب چون به اکبر آباد رسید - از بغض وجوه شارع متعارف جنوبی گذشت

سمت شرقی روان گردید. و بر سر اتاوه و مکن پور مرور نموده زیر کاپلی دریای
چمن را عبور فرمود. و از انجا رو به جنوب کرد. و بملک مالوا درآمد

فقیر در همین ایام عازم حرمین شریفین زادبوم الله گرامه شده سیوم رجب
سال مذکور از بلگرام برآمد و از قنوج راه اکبر آباد گرفت. بموکب نواب از قرب
قنوج متوجه کاپلی شد اما سر نهفت نواب به آن سمت معنوم نبود. بعد از آن که
فقیر سه منزل طی کرد و خبر رسید که نواب از دریای چمن گذشته رو به دکن آورده مجرد
وصول این خبر آبساط عجمی دست داد که از غیب بدرقه راه بهم رسید. و طریق
اکبر آباد گذاشته عنان بجانب کاپلی منعطف ساختم و نهم رجب بیست کرومبوی
کاپلی وصول بموکب آصفجاهی اتفاق افتاد

نواب بعد طی منازل بشهر بھوپال از توابع صوبه مالوا رسید و قنوج مرتبه
از دکن استقبال کرد. در ماه رمضان سال مسطور جنگهای صعب در سوادبھوپال
واقع شد. چون آمد آمد نادر شاه گرم بود. نواب مصالحه را صلاح وقت دیده
به دار الخلافه رجعت نمود.

چون نادر شاه استیلا یافت و گذشت آنچه گذشت نواب را نسبت به
سائر امرا و افراد رعایت و مدارامی کرد. چون امیر الامرا خان دوران در
جنگ نادر شاه جانفشانی نمود پیش از استیلاء نادر شاه منصب امیر الامرائی
ضمیمه مراتب دیگر به نواب مقرر گشت و بعد رفتن نادر شاه بحال ماند.

در سه ثلث و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۳) نواب از پادشاه رخصت
و دکن گرفت. و قطع مسافت نموده پرتو قدم بر سواد برهان پور افگند. مغویان
نیای نظام الدوله ناصر جنگ را برین آوردند که سبب راه باید شده اکثر سرداران
و افواج دکن نخست عهد اتفاق بستند آخر به نظر ننگ خوارگی نواب آصف جا

در اقدام حرب تقاعد نمودند - نواب نظام الدوله رنگ نوج مشاهده کرده در روضه
شاه بریان الدین غریب گوشه عزلت گرفت - چون رایات آصفجاه بعد تنظیم و
تنسيق ملک و نصب حکام جدید او اهل موسم برشکال قریب به اورنگ آباد رسید
نواب نظام الدوله به اندیشه آنکه مبارز اویشی رود در اروضه بقعه مله میر رفت
نواب آصفجاه موافق قاعده مستمر در موسم برشکال افواج را با و طان در چراگاه
رضعت فرمود - و جریده در اورنگ آباد نشست - چون شیطان بعین راه زن
بنی آدم است تا بحدیکه نتائج انبیا را بنور تسویات از راه می برد - و بمعارضه
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ صَلَّیْکَ الْفَدِیْمَ کُتَاخِی سَارِد - نواب نظام الدوله بتحریک
براقعه طلبان اراده اورنگ آباد صتم ساخت - و قریب هفت هزار سوار فراهم
آورده بایلغار قریب اورنگ آباد رسید - نواب آصفجاه با هزار مردم که حاضر بودند
و تو نخانه در سواد شهر جانب عیدگاه بمداغه قیام نمود - بیستم جمادی الاولی سنه
اربع و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۲) وقت شام جنگ قائم شد از کثرت تو نخانه
آصف جاهی و ظلمت شام و تنگی وقت - فوج طرف ثانی از هم پاشید نواب نظام الدوله
فیل را تاخته با محدودی خود را قریب فیل نواب آصفجاه رسانید - و زخمی شده در
دست پدر و الا گهر افتاد -

نواب آصفجاه در سنه ست و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۳) که عزم به تسخیر ملک
کرمانشاه بر بست - و بعد وصول آن دیار اول قلعه ترچیا پل را که در دست مرهته
بود محاصره کرده مفتوح ساخت - و بعد از آن ملک ارکات را از قوم نوایت که
از مدتی آن الکرار در تصرف داشتند انتراع نمود و حکومت آنجا به انور الدین خان
تسهامت جنگ گوپاموی از جانب خود مقرر فرموده در سنه سبع و خمسين و مائة و الف
(۱۱۵۴) به نجسته بنیاد مراجعت کرد

و در بیست و نهم و شصین و مائت و الف (۱۱۵۹) قلعه بالکنده از توابع حیدر آباد که
در دست بعضی امراء دکنی بود بعد محاصره در فرصت کمی مفتوح ساخت
و در سده احدی و شصین و مائت و الف (۱۱۶۱) خبر آمد آمد احمد خان ابدالی از
جانب کابل به شاهیجهان آباد گرم شد۔ نواب به اقتضائ مصلحت ملکی از اورنگ آباد
بسمت برهان پور نہضت فرمود۔ فقیر بہ تکلیف نواب نظام الدولہ حاضرین سفر
بود و بر برهان پور خبر رسید کہ احمد شاہ ظفر یافت و احمد خان ابدالی شکست خورده راہ
کابل گرفت۔

نواب آصفجہ را درین ایام مرضی شدید عارض شد۔ بہمان حالت بدیت و مقہم
جمادی الاولی خیمہ جانب اورنگ آباد بر آورد۔ و از استیلاء مرض در سواد شہر
بر برهان پور زیر خیمہ وقفہ کرد و بیماری روز بروز قوت مے گرفت تا آنکہ چہارم جمادی
الآخرہ وقت عصر سده احدی و شصین و مائت و الف (۱۱۶۱) رایت بملک جاودانی
برافراخت۔

وقت برداشتن نعش غریبی از خلق برخاست کہ زمین و زمان در لرزہ در
آمد۔ امراء عظام جنازہ اش را دوش بدوش بہ میدانے رسانیدند۔ و نماز ادا کرد
بہ روضہ شاہ برهان الدین غریب قدس سرہ روانہ ساختند۔ و پایان مرقد
شیخ مائل قبلہ بخاک سپردند "متوجہ بہشت" تاریخ رحلت اوست کہ را قلم الحروف افتہ
بر واقفان اسرار سلف ہوید است کہ در طبقہ سلاطین تیموریہ و طبقات پیشین
امیر مے بہ این اقتدار چشم روزگار کم مشاہدہ کرد۔ قریب شش سال بایات ممالک
و کنپرداخت و قلمرو مے کہ زیر فرمان چندین سلاطین ذوی الاقدار بود تنہا در
تصرف داشت و فوق حاتمے کہ کارنامہ روزگار باشد بجلوہ آورد۔
و مستحقین را بہ خیرات و مبرات فراوان نواخت۔ از دفتر صدارت تحقیق نمودہ

شد که سه لکه روپیہ بدستخط او سوا کے انعامات بادشاہی درصوبجات دکن بطریق یومیہ
و در ماہیہ بہ ارباب استحقاق می رسید۔ و سوامی این قریب یک لکہ روپیہ بمردم حج
رو و غیر ہم رعایت می فرمود۔

سادات و علماء مشائخ دیار عرب و ماوراءالنہر و خراسان و عراق عجم و
ہندوستان آوازہ قدردانی استماع یافتہ رو بہ دکن آوردند۔ و در خور قسمت
خطے از احسان عام اندوختند۔

فقیر ارباب نواب آصفیہ صاحبانای مستوفی دست دارد۔ در صحبت اول اتفاقاً
ہندوئے بہ ارادۂ اسلام حاضر شد و شرف اسلام دریافت۔ عرض بیگی بعرض رشتہ
کہ امیدوار نام است۔ فرمود نامی باید گذاشت کہ مشعر دین اسلام باشد فقیر گفتم
مثلاً دین محمد۔ فرمود دیروز ہندوئے مسلمان شد نام او دین محمد گذاشتہ شد گفتم دین محمد
بہ قدر زیادہ شود بہتر اللہم انصر من نصر دین محمد بسیار منبسط گشت
و ہمین نام مقرر نمود

نواب طبع موزونے داشت و دیوانے ضخیم از نتائج طبعش فراہم آمدہ۔ و قتی کہ
بتقریب وزارت از دکن بہ شاہجہان آباد و تشریف آورد۔ فقیر در شاہجہان آباد
بودم۔ نہ ارادۂ طبع خود کہ سے

کی سوی چین میرود آن دستِ حنائی امروز کہ آئینہ گلزار بدست است
برای انعام غزل و در مجمع شعرا انداخت۔ نواب امین الدولہ و قائل خوان حضو
معلی۔ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل را تکلیف کرد۔ میر قصیدہ درین زمین طرح کرد کہ
مطلعش این است ے

تا حسن ترا مشعلِ انوار بدست است مہ را ہمہ شب کا سہ گداوار بدست است
نواب امین الدولہ قصیدہ را بہ نواب آصف جاہ رسانید۔ محفوظ شد و تکلیف

ملاقات فرمود میرقصیده دیگر در مدح نواب آصف جاه پر داخته شبته بموافقت نواب
 امین الدوله نزد نواب آصف جاه رفت - نواب اعزاز و اکرام فراوان بعمل آورد
 و برابر خود بنیفاصله جاداد - و چون نسخه قصیده از نظر گذشت شمع را نزدیک طلبیده
 اشاره بانشا و قصیده کرد - هر یک بیت را بفهم در آورده بتوجه تمام اصغا نمود و جواب
 تحسین افشاند - بعد استماع قصیده صلۀ نقد و خلعت و اسپ تکلیف فرمود - علامه
 مرحوم موافق ضابطه قدیم خود نپذیرفتند - قصیده این است -

بهار آمد و اگر دینچه بسند قبا	گره ز خاطر بلبل کشود فیض صبا
ز بسکه سنبه و گل در چین بجوم آورد	نسیم کرد بصد خیل جای خود را و
گرفت تپه بکف در پیاله یا قوت	برای شاید نور روز لاله حمرا
به بین به لاله و تحریک غنچه در هر برگ	چو طوطی که ز منقار وا کند پر را
شکج طره سنبل کند صید نظر	نگاه دیده ز گس فسون هوش ربا
دمید غمه ز منقار بلبل خوشگو	چو گلبنه که از لبش گدگل رعنا
فرود حسن چین از سحاب گوهر بار	چنانچه شان وزارت ز عمده الوزا
نظام ملت و ملک افتخار اهل کرم	قوام دین و دول آفتاب مجد و علا
بود بحسن وزارت به از نظام الملک	که نقش ثانی بهتر کشد نگار آرا
مشابه کف از بحر چون تواند شد	که نقص جزر بود مد بحر را بقفا
حباب نیست که بحر از تشبیه کف او	کلاه فخر بیند اخت از خوشی بهوا
رسن ز مونج زده بر میان بکف کشتی	کز سوال کند چون قلندر دریا
ز بیم کثرت جودش محیط ناله کند	گواه اوست برین بیم رعشه اعضا
گرفت خضر مینی خرد ز دانش او	چنانکه خلق ز جودش اصابع یسری
رسیده است بجای تقدس ذاتش	که چون ملک بود از جنس انس مستثنی

چو اوندیده امیری مذهب الاخلاق
 مثال روح مصور بود بپاکی ذات
 چکد ز سنبل و گل شیشه شیشه عنبر و عطر
 صفای آینه راسه او بود چندان
 کرم زد دست گهر بار او بود مضمون
 تعجب است ز شمشیر آتش افروزی
 گره گره نبود بیره عدو شکستش
 که نبرد بود همچو ابر صاعقه بار
 هزار شکر کرد مسند وزارت یافت
 بر جمشطن طرب چید بزم رنگینی
 ترانه سنخ ز فرخود ساخت چو گلانی
 سپهر شد همه تن دیده تما شائی
 بتو قوت تو توک دن چو چوک قوشوق چقدی
 قوشوق نیم دن آچیلدی کوپ کوکل پنه و
 محیط مدحیت اورا کرانه پیدا نیست
 شعار من نبود شعر بس کم زین حرف
 اَقُولُ وَقَفَكَ اللَّهُ دَائِمًا بِالْخَيْرِ
 اَدَامَ قَدْرَكَ فِي الْجَاهِ مَا سَمَّا لَا تَرَكَ
 فَانْتَ خَيْرٌ لِّجِهْلِي مِنْ سَمَاءِ الدَّهْرِ
 قَدْ اسْتَجَابَ دُعَائِي إِلَهًا مُتَعَالٍ
 ز فضل گر گزیم تیغ و نیزه می گیریم

بعینک مه وهران سپهر نشیت دو تا
 نشان عقل مجسم بود به نعم و ذکا
 چو گرم جوشی خلقتش شود چمن پیرا
 که می نماید از او آنچه رو دهد فردا
 ظفر به تیغ چمن کار او بود شیدا
 که جائی تیغ کف است و کف است بحر عطا
 که بند گشته در و جا بجا دل اعدا
 کمان چو قوس قزح تیر چون شهاب
 بهمان که یافت تن عاذر از دم عیسی
 که از تصویر آن هاله گشت شاخ جنا
 ز بود گوی دل سامعان کسین ادا
 پیچ نظاره این محفل نشاط افزا
 تو تو کپی تو بود تو توک بولدی می شکر موند
 قیو ز قبتغ بوسون بلند قلدی نوا
 بزورق قلمی چون توان نمود شنا
 که اهل فضل و خوب است ز اهل فضل دعا
 لَا يَنْظُرُ أَمْوِرَ الْأَنْامِ فِي الدُّنْيَا
 وَ سَدَّ أَمْرَهُ بِالْعِزِّ مَا سَتَّ عَمْرَهُ
 وَأَنْتَ خَيْرُ لَصِيرٍ لِّزُمَرَةِ الضُّعَفَا
 مَرْسِلٍ عَرَبِيٍّ وَ إِلَهٍ الْعَجَبَا
 که بر جلالت من شاهدان دین دو گوا

روز معرکه فسیل نمایم این دعوی	ز ذوالفقار چو برهان قاطعی دارم
وزیر کشور هند آصف دوام البقا	قلم نوشت برای وزارتش تاریخ
دو گونه جوهر تاریخ از و شو پید	هنر او یکصد و سی و چهار نص نشاط
حکلی و نثارته سبک الی الربیع لسن	نظمش فی العری فی الفصیح تاریخا
رچه جگت مون ایل باس یہ وزیر سدا	اسیس دے کے کسی ہندی مون یون
کہ ختم کن بدعا این قصیدہ غرا	خروجائے عبد الجلیل کرد ارشاد
برنگ نرس گل چشم و گوش فوق سما	ملک از پی آیین این دعا شہ اند
وی از وزارت و از وی وزارت علی	ہمیشہ ہر روز ہم شاد و کامران باشند

(۸۵) آفتاب - نواب نظام الدلہ بہانا صر جنگ شہید رحمہ اللہ

امیرے بود دین پرور۔ عدالت گستر۔ غیور صاحب عزم۔ صفا آرای بزم و رزم
 در اجرای احکام شریعت غرا جہد وانی می نمود۔ و در فریاد رسی عاجز نالان بے دست
 پا توجہ تام می فرمود۔ در فصاحت تقریر و ادراک لطائف سخن کوس یکتائی می نواخت
 و ہند کر سوانح سالہ سلاطین اولو العزم گوش مستمعان را البریز در می ساخت
 پایہ مشق سخن را بہ تیج میرزا صائب بجائے رسانیدہ بود کہ موٹگان دقائق
 معانی و رموز یا بان لطائف سخندان نمی توانستند را ہی بفرق تحقیق و تقلید کشود
 از مبادی سن شعور بہ مقتضای علوم ہمت و فرط شجاعت ہو اسی تسخیر ممالک عظیمہ
 در سر داشت۔ نواب آصف جاہ در سنہ خمسین و مائت و الف (۱۱۵۰) حسب الطلب
 محمد شاہ پادشاہ بہ دار الخلافہ دہلی شتافت۔ و تلق و فتق صوبجات و کن بسبیل

نیابت به پسر والا که تفویض نمود. نواب نظام الدوله در تنظیم و تسبیق امور مملکت امنیت
 داد و امصار و رفاه و فلاح عامه خلایق تدابیر صائبه و مساعی جمیله بظهور آورد - و
 به بذل انعامات و عطای مناصب و خطابات و جاگیرات و تسبیح و تشریف منتسبان
 دولت عظمی را مورد نوازش ساخت و عنیم مرسته را که در دکن تسلط بهم رسانیده و
 سده به مالوارا بتصرف در آورده و تاحوالی و ملی زیر و زبر ساخته گوشمال واقعی
 داد و عرصه دکن را از ترک از حوادث محفوظ و مصئون داشت

و چون نواب آصفجاء از دار الخلافه و ملی الویه توجیه به دکن برافراخت مغبیان
 نواب نظام الدوله را بر سر مخالفت آوردند - و مجاریه بوقوع آمد نوعی که - در
 ترجمه نظام الملک گذارش یافت

و در سنه خمس و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۵) نواب آصفجاء فرزند گرامی را از
 غاب بر آورد و در سنه ثمان و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۸) در حیدر آباد او را
 مورد نوازش فرمود و صوبه داری اورنگ آباد تفویض نموده رخصت آن بلده
 ساخت -

و در سنه تسع و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۹) نواب آصفجاء از حیدر آباد
 به دله باز رسیده پسر را از اورنگ آباد نزد خود طلبید - نواب نظام الدوله
 خود را بحضور رسانید -

نواب شهبه ابتداء در همین سفر فقیر الکلیف رفاقت نمود و در اسفار که
 پیش می آید بان خود داشت و به اختیار مفارقت رضانداد -

القصد پدر و پسر بنا بر مصلحت ملکی جانب و انکیر انحراف نمودند - از اینجا
 نواب آصفجاء پسر را بطرف میسور رخصت فرمود که از راجه میسور پیشکش بد
 آورد - و خود به اورنگ آباد مراجعت نمود - نواب شهبه بعد وصول به ریگتن

کہ دارالاقامہ راجہ میسور است تحصیل پیشکش نموده خود را پیش پر
 رسانید۔ و عنقریب پدر و پسر جانب دار السور بر مان پور فراموش
 آصفیہ در دار السور متوجہ دار السور شد۔ نواب نظام الدولہ
 و کن رازیہ و زینت بخشید۔ و از بر مان پور بصوبہ اوزنگ
 و کن است متوجہ گشت و ایام برشکال را در اینجا بسر
 درین اثنا احمد شاہ فرمان روای ہندوستان بمسافر
 کہ بسبب نزاع و لفاق اعیان حضور منجر بقسر نظر شدہ بود۔
 خاص نوشت

نواب باہ صنف مالح و مفاسد دکن و سہ رستم
 دہتر زادہ نواب آصفیہ از احمد آصفیہ۔ حاکم علی پور
 پرداخت محض بہ امثال حکم ظل الہی و اصلاح کارای پادشاہان ہندوستان
 توجانہ فراوان عازم ہندوستان شد۔ و تادریای خریدار بلور خود را
 درین ضمن شتقہ دستخط خاص پادشاہ نسخہ عریضت حضرت
 و بے اعتدالی ہدایت محی الدین خان نیز بمسبیل تواتر رسید لہذا
 بہ اوزنگ آبا و نمودہ موسم برشکال در اینجا گزرا نید۔

درین فرصت حسین دوست خان عرف چند از رؤساء نہایت ارکات
 بہ ہدایت محی الدین خان پیوستہ اورا بہ گرفتار کات تحریر نمودہ
 محی الدین خان رو بہ ارکات آورد و در اینجا جم غفیرے از فرنگیان فرانسس
 بندر پہلجری بواسطت چند بافواج ہدایت محی الدین خان ملحق شدہ
 بہ اتفاق بر سر افور الدین خان شہامت جنگ گویاموی کہ از وقت نواب
 آصفیہ ناظم ارکات بود رفتہ۔ شانزدہم شعبان سنہ اثنتین و ستین و مائت و

[illegible]

لکات شد - و خوجی بمدا فقه آن گروه باطل پشروه تعیین نمود - انبیرنگی قضا و فحشیم
 زخمی بفرج اسلام رسید و قلعه نصرت کده چنخی که پای تخت الکه گری تا ملک است
 بتصرف فرانسیس رفت - نواب از کمال غیرت و حمیت دین متین و مراعات رسم و آئین

که دارالاقامہ راجہ میسور است تحصیل پیشکش نموده خود را پیش پیر بہ اورنگ آباد رسانید۔ و عنقریب پدر و پسر جانب دار السور بر لان پور خرامیدند۔ نواب آصفیہ در دار السور متوجہ دار السور شد و نواب نظام الدولہ سند ایالت دکن رازیہ و زینت بخشید۔ و ازہ بر لان پور بصوبہ اورنگ آباد کہ مقر خلافت دکن است متوجہ گشت و ایام برشکال را در انجا بسر برد۔

درین اثنا احمد شاہ فرمان روای ہندوستان بجمت اصلاح امور سلطنت کہ بسبب نزاع و نفاق اعیان حضور منجر بفساد عظیم شدہ بود۔ شقہ طلب بہ خط خاص نوشت

نواب باوصف موانع و مفاسد دکن و سواس بنی ہدایت محی الدین خان دختر زادہ نواب آصفیہ کہ از عہد آصفیہ بہ حکومت راجپور و ادوئی سہ پرداخت محض بہ امتثال حکم ظل الہی و اصلاح کار لای پادشاہی با فوج گران و توجانہ فراوان عازم ہندوستان شد۔ و تا دریای نریدہ جلوریز خود را رسانید درین ضمن شقہ دستخط خاص پادشاہ ناسخ عربیت حضور و رود نمود و اخبار کمرشی و بے اعتدالی ہدایت محی الدین خان نیز بر سبیل تو اتر رسید لہذا مراجعت بہ اورنگ آباد نمودہ موسم برشکال درینجا گزرا نید۔

درین فرصت حسین دوست خان عرف چند از رؤساء نوابیت ارکات بہ ہدایت محی الدین خان پیوستہ اورا بہ گرفتن ارکات تخریض نمودہ۔ ہدایت محی الدین خان رد بہ ارکات آورد و در انجا جم غفیرے از فرنگیان فرانسیس ساکن بندر پہلجری بوساطت چندا بنواج ہدایت محی الدین خان ملحق شدند۔ و بہ اتفاق بر سر انور الدین خان شہامت جنگ گوپاموی کہ از وقت نواب آصفیہ ناظم ارکات بود رفتند۔ شانزدہم شعبان سنہ اثنتین و ستین و مائت و

والف (۱۱۶۲) معرکه قتال آراسته شد بحسب تقدیر شهادت جنگ درجه شهادت یافت

نواب نظام الدوله بجز دظهور این سانحه در صدد گردآوری افواج - و اجتماع سرداران نامی دکن و افرونی مصلح حرب گشته با بقا دین سوار جزا رو تو بخانه بشمار و یک لکه پیاده بعزم تنبیه باغیان نوای عزیمت افراخت - و تابند پرملچری که پانصد گروه جریبی از خجسته بنیاد مسافت دارد - پاشنه کوب رسیده صف آرا سیدان نبرد گردید - بیست و ششم ربيع الآخر سنه ثلث و ستین و مائه و الف (۱۱۶۳) تا سه پاس کامل آتش خانه فرنگ سرگرم اشتعال بود - آخر کار بیست و هفتم منه فرنگیان از رعب و هابت محمدیان رو به هزیمت آوردند و هدایت محی الدین خان زنده بگیر آمد نواب به حکم لَا تَرْيَبُ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ هدایت محی الدین خان را زنده نگاه داشت و مصاحبان و لشکریان او را قاطبه از جان و مال امان بخشید دولت خواهان هر چند در پیشگاه نواب بدلائل قاطعه ثابت کردند که بقای هدایت محی الدین خان موجب میجان ماده فتنه است او را از میان باید برداشت - نواب ترحم را کار فرمود و هرگز بقتل راضی نشد و محفوظ نگاه داشته مردم را برای تقدیم لوازم خدمت تعیین خست - تا انصافان قدر این نعمت غیر مترقب نشناختند و بفحوائی کُلُّ يَحْلِي عَلَى شَاكِلَتِهِ احسان جان بخشی بر طاق نسیان گذاشته پنهان کرد بدخواهی چست بستند - و فرنگیان با و سف شکست فاحش هنوز مصدر انواع شورش و خیره سری گردیدند

و (نواب) بضرورت قلع ریشه فساد - توقف دران سرزمین واجب دانسته متوجه اوقات شد - و خوچی بمداغه آن گروه باطل پشوده تعیین نمود - از زیرنگی تضاوت و قد حشیم زخمی بفوج اسلام رسید و قلعه نصرت کده چنجی که پای تحت الکه کرنا تک است بمصرف فرانسیس رفت - نواب از کمال غیرت و حمیت دین متین و مراعات رسم و آیین

ملک داری که تدارک هر امری باید فوراً ظهور رسیده عبرت افزای متمدنان گردد - با و
 شدت برشکال و مشابده طوفان نوح - و صوبت عبور و مرور - و انقطاع رسد غله -
 خود بدولت متوجه تنبیه کفر و فجیه گشت - و یازدهم شوال سنه ثلث و شتین و مائت و
 الف (۱۱۶۳) از ارکات کوچ فرمود - و هفدهم ماه مذکور به اشاره درویشی از جمیع
 منہیات توبه کرد و نافع و اسپین بر حالت توبه ماند -

از آنجا که فلک شعبه باز در هر جزو زمان نقشه تازه بر روی کار می آرد - سرداران
 افغانه که ناسک که درین یساق ملازم رکاب بودند - با و سف شمول عنایات و انواء
 رعایات و حقوق پرورش مطلقاً پاس نکم خواری و لی نعمت نداشته - و از قهر و
 غضب منتقم حقیقی نمیدیشیده به طمع ملک و مال باطناً با فرنگیان بی دین متفق و یکدل
 شدند - و جمعی از کافر نعمتان دیگر را هم ضمیمه ادبار خود ساختند - و جو اسپین خود فرستاد
 فرنگیان را که زیر قلعه چنچی اجتماعی داشتند بقصد شیخون طلبیدند - شب هفدهم محرم
 بحساب پنجم سنه اربع و شتین و مائت و الف (۱۱۶۴) آخر شب رسیده یکایک
 جنگ انداختند

اگر افغانه بتقویت نصاری نمی پرداختند آن جماعه که شرف و تملیل بودند قدر
 نداشتند که رو به لشکر اسلام آرند

هر چند بعضی دولت خواهان پیش ازین به نواب رسانیدند که افغانه بر سر
 خدر اند از کمال صفائی طینت اعتبار نه کرد که من با ایشان چه بد کرده ام تا بجای که در
 وقت جنگ فیل را جانب افغانه راند که به اتفاق اینها فرنگیان را باید برداشت
 همین که فیل نواب قریب فیل همت خان سردار افغانه رسید - نواب تواضعاً پیش از
 مجرای او دست بسر گذاشت - از آن طرف آداب بحرا بمل نیامد - چون صبح هنوز
 خوب ندیده بود نواب گمان کرد که مرانشناخته اند - اندکی خود را در عمارتی بلند ساخت

در همان فرصت همت خان و شخصی که در خواصی او نشسته بود تفنگها معاثر دادند هر دو تیر و تفنگ به سینه نواب رسید و کار آخر شد. افغانه سر نواب را بریده بر نوک نیزه کردند و سلوکی که اُمت در ماه محرم با امام الشهدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرده بودند نوکران نواب با نواب کردند **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** -

مردم بمشدر آخر روز سر را با تن ملحق ساختند. و تا بوقت باران وانه نجسته بنیاد نمود و پائین مرقد شاه بر لان الدین غریب نزد نواب آصفیاه زیر خاک سپردند. شهادت نواب قریب قلعه چغنی بناسله بیست کرده از پیلجری واقع شد. راقم الحروف گوید :-

نواب عدل گستر عالی جناب رفت فرصت نداشت تا بوقت شتاب رفت
در هفدهم ماه محرم ششپید شد تا پنج گفت توحه گرے - آفتاب رفت
در آن شب که آبستن صبح قیامت بود فقیر تمام شب نزد نواب حاضر بود و وقت
دستار بستن آئینه طلبید و بدستار بستن مشغول شد و آن حال با عکس خود مکرر خطا
کرد که امی میر احمد اخدا حافظ تست نام اصلی او میر احمد است. وقت سوار شدن
با وصف آنکه وضو داشت تجدید وضو نمود و دو گانه نماز ادا کرد و تسبیح گردانان و
ادعیه خوانان بر فیل سوار شد -

و معمول نواب بود که در محاربات از سرتاپا آهن می پوشید در آن شب مجز
بامه یک تپی پیچ نهوشید و بهمین حالت بمرتبه علیای شهادت فائز گردید -
حافظ محمد اسعد مکی رحمه اللہ تعالیٰ فرمود که بخاطر من گزشت که شهادت
نظام الدوله عند اللہ چه طور باشد - روز هفتم از شهادت بعد فراغ از نماز صبح مستقبل
قبله نشسته بودم که بخود بی دست داد - **بَيْنَ الْمَوْتِ وَالْيَقِظَةِ** مشاهده می کنم که شخصی
لباس عرب یکے در میان من است و دیگرے در یسار - شخص یمن به شخص بسیار گفت

كَيْفَ شَهَادَةُ نِظَامِ الدُّوْلَةِ اَوْ جَوَابِ وَاِذَا تَلَّ شَهِيْدٌ وَاللّٰهُ لَعَنَ قَاتِلَهُ
چون با فاقه آمد شبیه که در خاطر راه یافته بود رفع شد - وصحت شهادت
بیقین پیوست - باز بخاطر گذشت که تاریخچه برای شهادت این امیر فکر باید کرد -
خود گفتم این عبارت را حساب باید کرد شاید به تغییر و تبدیل تاریخ شود - چون حسن
کردم عبارت بی زیادت و نقصان تاریخ برآمد -

حافظ محمد اسد

حافظ محمد اسعد مذکور رحمه الله تعالی مولد او مکه معظمه است نزد شیخ
تاج الدین مکی و دیگر علماء حرمین شریفین تلمذ کرد و در منقولات خصوص حدیث
فقہ بے نظیر زمانه بود - و در استقامت دین و سلوک جاده شریعت جد و جهد تمام
داشت - فقیر را اول در طائف با او ملاقات دست داد و بعد ورود همد با هم
صحبتها اتفاق افتاد

ذات بابرکات بود روز جنگ افاغنه که شرح آن عنقریب می آید هفدهم شعبه
ربیع الاول روز یکشنبه وقت ظهر سوار بر بع و ستین و مائت و الف (۱۱۶۴) به زخم
چند تیر شربت شهادت چشید -

مدفن او میدان جنگ سرزمین لکریه پهلوی فاصله یک فرسخ از موضع ر
چونتی و یک فرسخ از دره کمار کالوه که دره ایست مشهور ورنواحی گرم
راقم الحروف گوید

مَضَى حَبْرُنَا أَسْعَدَ الْأَنْفِيَا أَلَا لَا يُدْهِمُ مِثْلُهُ وَاحِدٌ
لَقَدْ أَلْهَمَ اللَّهُ تَائِهِيْنَهُ قَضَى خَبِيءٌ عَالِمٌ مَّا جَدُّ

نواب نظام الدوله نوبته در ارکات بشکار آهوائی که موافق ضابطه
قراولان رام کرده بودند تشریف فرمود آهوار ازیر خیمه قریب مسند آورده نشاند
نواب با حُضْر مجلس خطاب کرد که این را شکار باید کرد با آزاد باید ساخت چون

خاطر مائل شکار بود موافق مرضی بعرض رسانیدند که شکار باید کرد آخر نواب از فقیر پرسید چه باید کرد گفتقم قتلے بیا دآمده۔ اگر حکم شود التماس کنم۔ فرمود چیست گفتقم پادشاهے قتل اسیری حکم کرد۔ ضابطہ است کہ ہر گاہ شخصی را می خواہند قتل رسانند استفسار سے کنند کہ اگر آرزوئے داشته باشی ظاہر کن۔ اگر امری ظاہر می کند بعل می آزند۔ چون اسیر را پرسیدند گفت ہمین آرزو دارم کہ یک مرتبہ در مجلس سلطانی باریاب شوم میری بعرض پادشاہ رسانیدند درجہ قبول یافت۔ واسیر را در با۔ گاہ حاضر ساختند۔ و استفسار کردند کہ عرضی داری گفت بخیر۔ وقتیکہ پادشاہ از مجلس برخاست اسیر بعرض رسانید کہ گنگارو واجب القتلہ اما حق صحبتی بر پادشاہ عالم ثابت کردہ ام پادشاہ ازین حسن ادا مسرور شد و اورا امان داد حالانکہ این آہو ہم حق صحبت ثابت کردہ است۔ پیشتر ہر چہ مرضی مبارک باشد

نواب لب تہ بتسم شیرین کرد و آہورا ہم نام فقیر یعنی آزاد ساخت میرزا جلال اسیر حرف بامزہ می گوید

مژہ کباب آہو نمک خلاصی او اگر ازمی مروت قدے چشیدہ باشی
شعبے در اورنگ آبا و نواب سادات عرب را دعوت کرد۔ و دور قہوہ در میان آمد نواب قہوہ را بسیار دوست می داشت۔ یکے از سادات مدینہ منورہ خالی ذہن بانواب گفت الْقَهْوَةُ مُحَرَّمَةٌ عِنْدَ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ نواب با فقیر خطاب کرد کہ مولانا چہ می بیند گفتقم۔ غرض مولانا این است کہ قہوہ نزد بعضی علما معظم است و محرم از مادہ احترام است نواب ساکت شد و سید ہم فہمید۔ و بعد برخاست مجلس اداے شکر کرد کہ کلام مرا عجب توجیہ فوراً بخاطر رسانید۔

روزے در عرض راہ نیل سواری نواب و نیل سواری فقیر برابر می رفت و باہم حرف داشتیم۔ حدیث جبل احد مذکور شد کہ هَذَا جَبَلٌ يُجَنُّنَا وَ يُجَبِّئُ فَقِيرَ

آن را نظم کردم و اخلاص نواب را با خود باقتباس حدیث شریف ادا ساختم ۛ

هُوَ نَاصِرُ كِسْكَامِ سُلْطَانِ الْوَرَى الْبَقَا فِي الْعَيْشِ الْمُخَلَّدِ سَابِقَهُ
حَاثِرِ الْمَنَاقِبِ وَالْمَا يَشْرُ كُلُّهَا حَبْلُ الْوَقَارِ يُحْبِنَا وَ يُحِبُّهُ

فقیر سوای این قطعه عربی کہ بطریق اخلاص یرزبان گذشت در باعی کہ در استغاث
سفر حج نسبت بہ نواب آصفیہ نظم شد لب بہ مدح دولت مندے نکشودہ - در باعی
این است ۛ

ای حامی دین محیط جود و احسان حق داد ترا خطاب آصف شایان
او تخت بدرگاہ سلیمان آورد تو آل نبی را بہ در کعبہ رسان
نواب شہید ذکا و طبع و سرعت اندیشہ بدرجہ کمال داشت - و در لمحہ غزل طولانی
آبدار بنظم می آورد - روزے از علوم مزاج خود حرف زد کہ ہر گاہ غری در زمین است و فکر
کردہ مے شود دل می خواہد کہ توانی تازہ بہم رسد - گفتیم قافیہ اجیر مشترک است اشتراک
توانی ہیچ مضائقہ ندارد - بسیار شگفتہ شد -

دیوان ضخیمی دارد - بعد شہادت او شخصے دیوان اورا کشود سر صفحہ این مطلع
برآمد ۛ

گر تر خواہش قتل است بیا بسم اللہ دم شمشیر تو و گردن ما بسم اللہ
و بیاد دارم کہ شبے غمے مشق کرد و ہر گاہ در خانہ فکرمی نشست اشعار آبدار
مسلسل می تراوید - چون این بیت از طبعش سرزد وقتی کرد کہ ۛ

از پنچہ اجل نہ ہر اسیم ہیچ گاہ ما ناف خود بہ تیغ شہادت بریدہ ایم
این چند بیت از و در خانہ حافظ موجود بود ۛ

کدام گل بہ چین گوشہ نقاب شکست کہ شبنم آینہ بر روی آفتاب شکست
ای دل ز زلف یار مدد میتوان گرفت سر رشته ز عمر ابد مے توان گرفت

گریخودی بمیکده فال سفر زند از چشم مست یار بلد می توان گرفت
 ای شوخ هوای مفلک تیرنگ را این ناوک بیداد بکار جگر می کن
 در بجان خاطر جانان مزاج نازکی دام توگر از حسن مغروری من از عشق تو مغرورم
 زگل گوشه دست از خود می لرزد قدر او تازه نهالی است که من می دانم
 بعد شهادت نواب نظام الدوله - افغانه و نصاری هدایت محی الدین خان
 را سرداری برداشتند - و افغانه در جلدوی این حرکت تملاع و ملک بسیاری از
 هدایت محی الدین خان نوشته گرفتند - هدایت محی الدین خان با افغانه پیچری
 رفت - و کپتان یعنی حاکم آنجا را ملاقات کرد و جمعی از سپاه نصاری همراه گرفته عازم
 حیدر آباد شد - و بر سر راه کات عبور نموده در ملک افغانه درآمد - قضا و قدر
 اسباب انتقام نواب نظام الدوله آماده ساخت - و در دل هدایت محی الدین خان
 و افغانه غبار نفاق برانگیخت - روزی که در سرزمین لکرمیت پل مخیم شد ناخوشی طفرین
 با اعلان رسید - و عائد پرخاش شد - از یک طرف هدایت محی الدین خان و
 نصاری و از طرف دیگر افغانه مستعد شده صف آرای قتال گردیدند همت خان
 و دیگر سرداران افغانه بقتل رسیدند - و کار هدایت محی الدین خان نیز بزم ختم می رسید
 که در صدقه چشم رسید آخر شد - اعیان لشکر نواب صلابت جنگ بن آصفیاه
 را سردار ساختند - و سر همت خان و دیگر سرداران افغانه را بر نوک نیزه کرده و
 شایانه نواخته داخل خیام گردیدند -

و این سانچ هفدهم ربیع الاول سنه اربع و ستین و مائت و الف (۱۱۶۴) واقع
 شد - خون نواب شهید طرفه گیر افتاد کسانیکه با نواب شهید به دعا پیش آمدند - همه
 به سزا رسیدند - و بعد شصت روز این همه قاتلان در آن واحد مقتول گردیدند و
 دیدی که خون ناحق پروانه شمع را چندان امان نداد که شب را سحر کند

از اتفاقات آنکه روزیکه این جنگ واقع شد یعنی هفدهم ربیع الاول فرصت دفن مقتولان نشد. هژدهم آنها را از معرکه برداشته در صحرای لق و دق مسکن و حوش و سباع روزانه دفن ساختند و تابوت نظام الدوله در همین تاریخ هژدهم بروضة مقدسه - و بعد شام در جوار اولیاء الله مدفون گردید.

سبحان الله نواب اول قاتلان خود را زیر زمین فرستاد و بعد از آن خود در کنار زمین آسود قاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَابِ

و هر جا در اثناء راه تابوت او را گزاشته اند - مردم مکانه ترتیب داده زیارت می کنند و نیازهای گزرا نند - از اینجا است که برای انتقال او تاریخ دیگر "حسن خاتمه" بر خاطر فقیر القاشد و در رشته نظم منسلک گردید که -

نواب آفتاب جهان تاب معدلت محشور با جناب حسین ابن فاطمه
تاریخ خواستم ز برای شهادتش ارشاد کرد پیر خرد - حسن خاتمه

از جمله سرداران افغانه که با نواب شهید طریق دغا پیمودند عبد المجید خان است که جدش عبد الکریم خان میانه از عمده امراء سلاطین بیجا پور بود - و اولاد او تا حال به حکومت بنکا پور و غیره از توابع کرناٹک می پردازند - عبد المجید خان پسر خود بهلول خان را به اتالیقی نصیب یا ور خان در رکاب نواب فرستاد اما باطله پسر خود و دیگر سرداران افغانه را براه غدر دالت می کرد و منصوبه شطرنج دغا غائبان می باخت -

و همت خان که نواب را به شهادت رسانید پسر الف خان بن ابراهیم خان بن خضر خان پنی است - خضر خان مدار کار عبد الکریم میانه مذکور بود - و او دوغان پنی که امیر الامرا حسین علی خان بے وفائی کرد و جنگیده گشته شد پسر خضر خان است چون صدارت داری دکن در عهد شاه عالم به ذوالفقار خان پسر اسد خان وزیر تفویض یافت

نیابت به داؤد خان پنی مرحمت شد- داؤد خان برادر خود ابراهیم خان را نیابت
حیدر آبا و مقرر کرد- و چون حیدر قلی خان در اوائل عصر محمد فرخ سیردیلان دکن شد
ابراهیم خان را به فوجداری کرنول مامور ساخت- از آن وقت کرنول در دست
اولاد ابراهیم خان است-

در جنگ انتقام همت خان و دیوان او امانت الله خان که تخم این همه
فساد کشته او بود و بهلول خان و نصیب یاور خان و دیگر بدخواهان از طرفین
بسیار رسیدند- و چون لشکر بر سر کرنول آمد شهر را غارت کرد و اهل و عیال همت خان
همه به اسیری در آمدند- و از شامت علمی که از آن بے همت صادر شد جان و مال آبرد
همه برباد رفت- حالت دنیا خود این است مال عقیقی چه خواهد بود- وَ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ
ظَلَمُوا أَيَّ مَقْلَبٍ يَنْقَلِبُونَ-

وحسین دوست خان عرف چندا هم به تیغ انتقام مذبح شد و سرش بنوک
نیزه رسیده- تفسیر این مقال آنکه محمد علی خان پسر نور الدین خان گویاموی بعد
شهادت پدر قلعه ترچنپلی را قائم کرد- چون طرّه پرچم رایات نواب نظام الدوله
عرشه ارکات را معطر ساخت محمد علی خان آمده دولت ملازمت دریافت و بخطا
پدر مخاطب گشت- و بعد شهادت نواب نظام الدوله پناه به قلعه ترچنپلی برد-
درین وقت ریاست ارکات به چندر که در پهلوی نشسته بود عائد شد- و همان
جماعه نصارای فرانس که بر نواب نظام الدوله شیخون آورده بودند همراه گرفته
بافوجی دیگر بر سر ترچنپلی رفت- انور الدین خان فوج خود و فرنگیان انگریز ساکن
دیوناپتن را با خود متفق ساخته بمقابلہ برآمد- چندی آتش حرب شعلہ خیز بود- آخر
انور الدین خان غالب آمد و چند ازنده و شگیر شد و غره شعبان سنه خمس و شش
له مراد ازین محمد علی خان پسر نور الدین خان است که بعد وفات پدر بخطاب پدر مخاطب گشت-

و ماتة والف (۱۱۶۵) چند ارازم بوج ساختند و سرش را بر نوک نیزه کرده تشمیر نمودند
و همچنین سرداران فرانسس با قوم خود هزار و یکصد فرنگی سفید پوست و لاییت را اسوا
فرقه کاروی زنده دشتگیر شدند

و بعد شهادت نواب نظام الدوله جماعتی که شبخون آوردند - هیچ کس روی
آسایش ندید و مال کارباین حالت کشید ان فی ذلک لیکرمی لمن کان له قلب
أو ألقى السمع و هو شهید -

(۸۶) نصرت - دلاور خان

نام اصلی او محمد نعیم است وطن اسلافش سیالکوٹ از توابع لاهور -
میر عبد العزیز پدر دلاور خان نوکر شاهزاده داراشکوه بود - بعد برهم
خوردن داراشکوه و آرایش یافتن او رنگ دارائی به خلد مکان در سلک نوکران
خلد مکانی انخرط یافت و رفته رفته بمنصب دوهزاری و خطاب دلاور خان
پندیرفت

میر محمد نعیم با دتر عنایت الله خان کشمیری که از امراء عالمگیری است
از دواج یافت - و در عهد شاه عالم خطاب پدر مخاطب گشت -

و چون صوبه داری دکن در بدایت جلوس محمد فرخ سیر به نواب نظام الدوله
مقرر گردید و دلاور خان در رفاقت او رخت به دیار و کن کشید -

و چون امیرالامرا سید حسین علی خان رایت حکومت دکن افرخت دلا
خان را فوجداری را بچور از توابع بیجا پور تفویض نمود

و بعد زوال دولت سادات باریه و استقرار نواب نظام الملک در مالک

دکن بانواب بصری بُرد و بزمید قربت و احترام اختصاص داشت۔

دورسہ تسع و ثلاثین و مائتہ و الف (۱۱۳۹) بہ سرائستان بقاخر امید و بر طبق
وصیت در پای قبر مرشد خود مدفون گردید۔

شاہ ابراہیم

نام مرشد او شاہ ابراہیم است۔ قبر شریفش درون حصار روضہ شاہ
برلان الدین غریب قریب دیوار حصار واقع شدہ۔ محوطہ مختصرے و مسجد
شگینہ وارد۔

دلاور خان اقسام شعر خوب می گوید و مضامین مرغوب می بندد۔ دیوانش مز
ست این یواقت از ان معدن استخراج می شود۔

نبد می دارد حیا در پرده محبوب مرا	دیدہ بیگنہ داند مہر مکتوب مرا
مژگان بہم نیاید و لدا ربی تقاب است	کی خواب میتوان کرد در خانہ آفتاب است
بی ابروی تو از نظرم نور می رود	این تیر بے کمان چہ قدر دود می رود
یہ محفلے کہ بیک درد صد دوا بخشد	چہ می شود دل مارا اگر نما بخشد
نیست ممکن کہ بروی تو دمی خواب مرا	می زند دست بہ پہلو دل بیتاب مرا
چشم پوشیدہ توان کرد سفر	چہ قدر راہ فنا ہموار است
شیشہ ساعت بود آئینہ دنیا و دین	گوئی آباد گردد دیگرے دیران شود
برز مینی کہ او بنا ز شست	خاک بر سر گر آسمان نشود
بہ عقبی رسیدیم از ترک دنیا	نشہ آنچه از دست از پشت پاشد
روز بباری نمی آید زیاران دیدہ ام	سایہ ہم ورزیر پا نمی شود وقت زوال

(۸۷) قبول میرزا عبد الغنی کشمیری

فاضل ممتاز بود۔ سخن سنج معنی نواز۔ شاگرد رشید میرزا داراب جوایے

کشمیری است در شاہجہان آباد بسمی برد۔ و در سنہ تسع و ثلاثین و مائتہ و الف
(۱۱۳۹) پیمانہ ہستی او بمریز گردید۔ مورخی تارتخ و فاتش ازین مصراع بر آورد کہ

”گنج معنی بود کہ در افلاک در زیر زمین“

شعلہ آوازش چنین می بالید

بہر حالت کہ می بینی ز عیب سرکشی پاکم چو لای بادہ گرد در عالم آہم بہان خاکم
نہان کرد است حیاد من از راہ فسون سازی چو تخم عشق بیجان داہبا در دانہ خالی

(۸۸) گرامی - میرزا گرامی کشمیری

خلف و شاگرد میرزا عبد الغنی قبول کشمیری۔ رعنا طرز خوش مقالان است۔ و
کلاہ گوشہ شکن نازک خیالان۔ در شاہجہان آباد قلندرانہ می گزرا نید۔ و بہ کند
شراب نازہ گوئی و ما عنہ را می رسانید۔

وفاتش در سنہ ست و خمسین و مائتہ و الف (۱۱۵۶) واقع شد۔ تارتخ گوئے
سال و فاتش درین مصراع ضبط می کند

”زندے عجبے ازین جہان رفت“

طوطی ناطقہ را چنین در گویائی می آورد

خون عشاق بران گردن بسیمین باشد چون بیاضی کہ پراز معنی رنگین باشد
ہیچو آن شمع کہ روشن می کند صد شمع را سوختم تا در نیم او عالمے را سوختم

(۸۹) گلشن - شیخ سعد اللہ دہلوی قدس سرہ

از فقراء شعر است۔ منشأ خیالات رنگین و مصدر اشارات دلشین۔ از وحشت
کدہ دنیا رم۔ و در تجرد و توکل ثبات قدم داشت۔

و مرید شاہ گل متخلص بہ وحدت بن شیخ محمد سعید بن شیخ احمد مجدد سہرندی
 بود قدس اللہ انکرامہم یابین مناسبت گلشن تخلص می کرد۔

نسیبش بہ زبیر بن العوام صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ می پیوند دو اسلام خان
 کہ بہ وزارت بعض سلاطین گجرات احمد آباد رسیدہ از اجداد اوست

بعد انقراض سلاطین گجرات و استیلای اکبر یا شاہ یکی از اسلاف ادا
 گجرات بہ دار السور برہان پور نقل کرد۔ شیخ سعد اللہ از برہان پور برآمدہ
 رطل اقامت بہ دار الخلافہ شاہجہان آباد انگلد۔ و بہ ارادہ سیاحت ہم برخواست
 و وطن اجداد یعنی احمد آباد و دیگر بلاد را سیر کردہ بہ شاہ جہان آباد برگشت

و در ہمین مصروفیت و یکم جمادی الاولی سنہ احدی و اربعین و مائتہ و الف (۱۱۴۱)
 متوجہ روضہ رضوان شد۔

دیوان سیر ضخامت دارد و شاہد سخن را باین رعنائی برگرسی می نشانند
 بیختم خویش نگر سحر سامری این است نظر بہ آئینہ کن شیشہ و پری این است
 گشتم شید تیغ تغافل کشیدنت جانم زد دست برد غزالان دیدنت

(۹۰) یکتا - احمد یار خان

از نژاد قوم برلاس است۔ اسلاف او در قصبہ خوشاب از اعمال لاہور
 توطن داشتہ اند۔ پدرش الہ یار خان بہ صوبہ داری لاہور و تہ و ملتان رسید
 و آخر سالہا بہ فوجداری غزنین مناعت کرد۔

احمد یار خان در او اخر عہد خلد مکان صوبہ دار تہ شد۔ یکتای امثال بود
 و متجمع فنون فضائل۔ خطوط در نہایت جودت می نگاشت۔ و تصویر در کمال تحفگی
 می کشید۔ و اقشام شعر بقدرت می گفت۔

در سنه تسعه عشر و مائت و الف (۱۱۱۹) وارد بکھر شد۔ و با علامه مرحوم میر
عبد الجلیل بلگرامی صحبت مقصدانہ داشت۔ و نسخہ کلام اللہ بخط نسخ از تحریر خود
بطریق یادگار تسلیم نمود۔ و امروز موجود است۔

نگارندہ اوراق وقت معاودت از سفر سندھ بہ ملتان رسیدہ استماع یافت
کہ احمد یار خان بیست و سیوم جمادی الاولی سنہ سبع و اربعین و مائت و الف
(۱۱۲۷) در قصبہ خوشاب خلوت نشین تراب گردید۔ و بہ استدعای مہربانے
قطعه تاریخی در سلک نظم کشیدم و یک عدد زیادہ را بحسن تعمیر بر آوردم۔

خان والا رتبہ احمد یار خان ذات او آئینہ خلق عظیم

در فنون فصل یکتای زمان زادہ افکار او در یتیم

کرد از معمورہ گیتی سفر ماتم او ساخت دلہا را دو نیم

چونکہ یکتا رفت۔ شد تالیخ او جای احمد یار خان بزم نعیم

ثنوی متعدد دارد مثل "گلدستہ حسن" و "شہر آشوب" و غیر ذلک

وقتے محمد عاقل یکتا لاہوری با احمد یار خان مناقشہ کرد کہ یکتا تخلص از

من است۔ تخلص مرا بمن و ابا یید گذاشت۔ احمد یار خان گفت یکتا نشدیم بلکہ

دو تا شدیم و قرارداد کہ با ہم غزلے طرح کنیم۔ ہر کہ خوب گوید تخلص از و باشد۔ خان

مذکور مانے و مکا نے معین ساخت۔ و جمیع صاحب طبعان لاہور را فراہم آورد

و غزلی کہ طرح کردہ بود بر یاران عرض کرد و صدای آفرین و تحسین از ہر جانب

بلند شد محمد عاقل مہر سکوت بر لب زد۔ ہر چند یاران تکلیف کردند۔ غزل خود را

دون یافتہ بر زبان نیاورد۔ احمد یار خان محضی درست کرد و بہ مہر و دستخط

حضار سخن ستیخ مزین گردانید۔

لہ ای ہر گاہ از مصرع تاریخ یک عدد کم نمودہ شد تاریخ مطلوب بیرون آمد۔

آفرین لاهوری این بیت دستخط کرده

برین معنی گواهییم آفرین ما که احمد یار خان یکتا ست یکتا
و دیگرے این مصراع ثبت نموده

”گوهر یکتا ست احمد یار خان“

این چند بیت از ان غزل طرحی است

تا خش طرح جهانگی کاوسی رنجیت

اشکر زنگ چو روی بس روی رنجیت

بامیدیکه شود جلوه گر آن سرور و ان

خاک شد جبهه و در راه قد مبوسی رنجیت

سر سر آلود زنگاهی که بیادم آمد

که سر شکست شفیق از مره ام طوسی رنجیت

بر در بنگاره از ناله زارم تا قوس

همه تن اشک شد و در بر ناتوسی رنجیت

شع از اشک رخس بوقلمون سوخت به بزم

جای شکش همه خاکستر طوسی رنجیت

از بسکه سراپا زغم عشق تو دانم

چون کاغذ آتش زده یک شهر چراغ

چپسی از سوسان من عمر سیت چون کاگل

سیه بختم پریشان روزگارم خانه بردم

(۹۱) شهرت - شیخ حسین شیرازی

از شعراء راست اندیشه - و اطباء حذاقت پیشه است - اصلش عرب بود - در ایران

نشود نمایافته - آخر سرے به هند کشید - و در سرکار محمد اعظم شاه بن خلد مکان بعنوان

طبابت نوگرفت - و در عهد شاه عالم به اعزاز و احترام بسری ببرد

و در زمان محمد فرخ سیر غلاب حکیم الممالک سرلندی یافت - و در عهد محمد شاه

احرام بیت الله بست و بعد از ای مناسک بدرگاه خلافت معاودت نمود - و بمنصب

چهار هزاره سر افتخار بفلک چهارم رسانید -

وفاتش در شاهیجهان آباد ماه ذی الحجه سنه تسع و اربعین و مائة و الف (۱۲۹۹)
اتفاق افتاد - محرر سلور گوید -

بے نظیر زمانه شیخ حسین گوی معنی ز نکته سنجان بُرد
با تنفی از براسه رحلت او سال تا بیخ گفت - شهرت مرید
منتخبه از دیوانش بنظر رسید و از آنجا بخرید در آمد

کی برای مطلب دل را منور ساختیم	ما لوجه الله این آئینه را پر د خاتم
نه من شهرت نمیدادیم و نه نام من خواهم	فلک گرو از اردکینفس آرام میخواهم
نالہ پنداشت که در سینه ما جانش است	رفت و برگشت سراپیم که دنیا ننگ است
ای گل سیر کوی تو جدا از وطنم کرد	من خار تو بودم که برون از چنم کرد
صبح شوق در فروخت روز عالم بگذرد	یکنس دم را غنیمت ان که این هم بگذرد
مرا زلفت ز دام آزاد خواهد کرد من دادم	ولی بعد از رهایی یاد خواهد کرد می دادم
مغسسی می آورد از یاد دستی حاشی	هر کجا دیدیم آخر کرد بسیار می کمی
خواب گران مردم بیدار کرد ما را	بدستی عزیزان بشیار کرد ما را
در خرابیهای دل هرگز ندارم بملته	در شکست نقد قلب خود ندارم نصرت
پس از عمری که کردم هیچ قمری خدمت سرور	براتی دارم و بر عالم بالاست تنخواهش
غیر در بزم شکستم نمکند پا قائم	ز آنکه من خاصیت ریزه مینا دارم
بر یکدیگر زیادتى از بسکه می کنند	این قوم نیستند ز این زیاده کم
به قاتل هم توان بخشید خوان خوش گرمی	نه کم از خنا ظالم کسی را دستگیری کن
می رسد از بسکه پیش از من بعیب کار من	دوستری دارم از خود دشمنان خویش را
قطره من گرچه گوهر شد ز سعی روزگار	کار آسان سخت شد از منت یاران مرا
اهل دولت غلط است اینکه همه بی دردنا	هر که او دیدم ازین طائفه آزاری داشت

ای کمی گوئی که از صحبت گریزانی چرا
در بساطم غرضای کردنی کم مانده است
بغیر ظلم توقع مدار از ظالم
که نعل شعله اگر بار می دهد شرراست
کدام واسطه پروانه را به شمع رساند
برای مردم گم گشته خضر راه که رید

(۹۲) ثنابت میر محمد افضل اله آبادی

از احفاد میر ضیاء الدین حسین مخاطب به اسلام خان نوشتی منیدونی متخلص به
والا است که از امراء درگاه خلد مکان بود -

میر محمد افضل ثنابت آسمان والا فرتی - و بسیار سپهر بلند فکرتی است - بایه
نفیلت درسی محکم داشت - و در شعر گوئی و شعر فحسی و محاوره دانی فرس استاد بی
نظیر و مسلم صاحب کمالان شهر دینی می زیست - چندگاه در آردی پادشاهی بتلاش
نصب و جایگزین سلسله طالع جنبانید آخر پای سخی در دامن قناعت کشید و در دارالحکامه
شاه جهان آباد منقطعانه بسر می برد

و دوازدهم شهر ربیع الاول سنه خمسین و مائه و الف (۱۱۵۰) رخت زندگانی
بر بست - و در شاه جهان آباد و فون گردید -

جمع اقسام شعر استادانه می گوید خصوص در تمجید شاهانی بلند دارد - دیوانش
حدوی انواع سخن است - در وقت تحریر نسخه خطی بدست افتاد - و به شقت تمام
این ابیات حاصل شده

تا تماشا می دهانت کرد حیران غنچه را
شایخ گل و تیتست در زیر زخندان غنچه را
بر دهر دم قطع اسباب معیشت می کند
هر چه می افتد بدست تیغ قسمت می کند
قسم مصحف گل عند لب باغ تو ام
بمگ شمع که پروانه چراغ تو ام
ند در قیاب پیش تو بر خود نیاز را
چون نامقده

صد بار گرتوانی مانند نبض جستن صورت نمی پذیرد از دست خلق رستن
 صیاد بی مروت شوقِ پیدم گشت تا چند پاشکستن بر بال رشتنه بستن
 بخانه نه نشستم بغیر خانه خویش شدم برنگ نگیں سنگ آستانه خویش
 غنی در آتش سوزان همیشه چون تمام عذاب می کشد از پهلوی خزانه خویش
 شمع افروخته را کس نفروشد ثابت داغم و گرمی بازار ندارم چه کنم
 این تیر خاکی نگه شرمگین او می جوید از مزار شهیدان نشان ما
 چون ماهی تصویر که در آب بنفتد در جلوه معشوق شود کم اثر ما
 همچو کردی که بلند از اثر قافله شد داد بر باد فنا رفتن یاران ما
 خواب دیدیم که آئینه معارض بتوشد می کند صورت این واقعه حیران ما
 شب نیم من خورده گل رانه بند و در کمر آبرو غافل ز فکر سیم و زر دار و مرا
 یافتم از سلام مردم همنه سر سری بود آشنا یها
 چشم بیمار ترا حاجت تعویذی نیست هیکل ناخن شیر است صفِ مژگان
 ندانم یاران کنی گر خورده جان عزیز خورده گیران بر نمی دارند از کار خویش
 چون گریه نغمه داشت چشم از قامت سبز بود تا در سواد گلشن هندوستان جایم
 هست چون سحر بهم ربط عزیزان جهان نیکی ماند ازین سلسله بر جانہ صدی
 عکسِ بُرخ تو آینه را روئے دهد تسکین خاطرش بچم صورت کند کسی

رباعی

در مملکتِ قدس شهنشاه حسین بر اوج سپهر کبریا ماه حسین
 بر خاست کمر بسته پے دعوے حق انگشت شهادت ید الله حسین

(۹۳) راج - میر محمد علی سیالکوٹی

از سادات سیالکوٹ من اعمال لاہور است مردی آزاد مشرب خوش خلق

خوش صحبت بود۔ و در شهر خود قلندرانه می گذرانید۔ و هنگامی سخنوری گرم می داشت
عمری درازی یافت۔ گویند در منتهای عشره خامسه بعد مائت و الف (۱۱۰۰) مرحله زندگی
طی کرد۔

فقیر دسہ سب و اربعین و مائت و الف (۱۱۴۷) از سفر سندھ معاودت نمود۔
و عبور بر سر لاهور افتاد۔ در آن ایام عزیز از سیالکوٹ از صحبت او آمد
و خبر قدم فقیر شنیده رسم زیارت بجا آورد۔ و برخی از اشعار میررہ آورد و فقیر
ساخت از آن جمله است

روز وصل از بیم حیران تو ام گریان گزشت	آه عید آمد پس از عمری و در باران گزشت
چسان آموخت بیرحمانه بر فراق سر بستن	ز طفلی آن شکار افکن نمی داند کمر بستن
اگر با حق نیازی هست حاجت نیست تعمیر	ستون و ستف در دیشان ہیں دست دعا باشد

(۹۲) آفرین - فقیر اللہ لاهوری

در محلہ بخارای لاهور سکونت داشت۔ راقم الحروف وقتی که از ہند
جانب سندھ رفت بیست و نہم محرم سنہ ثلث و اربعین و مائت و الف (۱۱۴۳)
در لاهور با او برخورد۔ بسیار خوش خلق متواضع بود۔ در آن ایام قصہ ہیر
و راجھا نظم می کرد پیش فقیر داستان خواند۔ این بیت از قسمیہ بیادماندہ
بهرمان یتیمی تمنا نورد کہ عید آمد و جامہ گلگون نکرد

و چون از بلاد سندھ عطف عنان نمود و ہفتم رجب سنہ سبع و اربعین و مائت
و الف (۱۱۴۷) وارد لاهور شدم و تا دوازدهم ماہ مذکور در اینجا اقامت اتفاق
افتاد۔ ملاقات مشا لا الیہ ہرات واقع شد۔ مسودہ اول تذکرہ ”ید بیضا“
تالیف فقیر کہ نقش ناتمام بود خواہ نخواہ گرفت۔ و از منظومات خود شنوی ”انبان

معرفت "نخط خودش بطریق یادگار تسلیم فقیر نمود- عنوانش این است -

ای مُغنی به وضوے تجرید صبح شد صُبح نماز تو سید

صبح یعنی که ظهورش همه باست شش بهت بعد چو رشید رواست

دیوان آفرین شعله قصائد و غزلیات و دیگر جنس شعر بنظر در آمد- و این چند بیت فرا گرفته شده

ستم برزیر دستان مرد سرکش را خطر دارد	فلک را شیوه عاجز کشی زیر و بر دارد
نشه سپاه تغافل پی صف آرائی است	نقیب ناله صدائی که اشک بحرانی است
هنوز حسن تو نوشق جلوه پیرانی است	هنوز اول درس کتاب رعنائی است
هنوز چشمه نوش تو بوی شیر دهد	هنوز لعل لب غافل از مسیحائی است
هنوز سرو قدرت گرچه کرد آغوش است	هنوز لعل شکر خادر آستین خائی است
هنوز دامن حسنت ز صبح پاکتر است	هنوز ماه تو ایمن زدایع رسوائی است
نهال مهرو فاق تا چه بارے بندد	بهار حسن ترا آفرین تماثائی است
بقدر تاب و طاقت مگذر از تسکین محتاجان	نداری قوت دست کرم دست دعا بکشا
حسن را در اضطراب آرد شکوه عجز عشق	شمع می لرزد و بخود از شونخه پروا نها
گل آفت بود در ناتوانی خود نما بودن	عروج شاخ نازک در بغل دارد منزل را
دارغ دل افتادگان از غیب باشد روزی	شد کشف این معنی مرا از قرعه کتابلها
بهست کار عاشقان بعد از فنا هم جذب است	تشنگی بسیار دارد آنکه ماهی نخورده است
بزدل هرزل زبردست من شود حاسد	چنانکه طفل پدر را نخنده زیر کند
بخرد حجت قاطع بود صاحب کماله را	قبای بیغیه بر تن می دردمرغی که کامل شد
مرد حق محکوم نادان گر شود بیقدر نیست	عزت مصحف ز دست انداز طفلان کم نشد
ذلت بود نتیجه آئین زش خیس +	بر گرد می زنند و نمده چوب می خورد

بامید محقق مے پرستم ہر مزدور را ازین ویرانما شاید رسم روزی بمعموری

(۹۵) روحی - سید جعفر زنبیر لوری

زنبیر براء مملکت در اول و آخر و نون و باء موحده و یای تختانی بروزان زنبیر
نصبہ ایست پانزدہ کروہی از لکھنؤ

سلسلہ نسب سید جعفر بہ سید نعمت اللہ ولی مے پیوند۔ و سید محمود
عائی الحرمین الشریفین کہ یکی از اجداد اوست سواد ہند را بہ پرتو قدم خود روشن
ساخت۔ و در نصبہ جالیسر از مضافات آگرہ متوطن گردید و یکی از احفاد سید
محمود بقربی در موضع زنبیر لور وارد شد و رحل اقامت افکند

سید جعفر در عشیرہ شیوخ عثمانی بلگرام کہ خدا شد۔ سیرے پاک نژاد صوفی مشر
بود۔ و در توحید مذاہنی عالی داشت۔ مدتہا سید العارفین میر لطف اللہ بلگرامی
قدس سرہ را خدمت کرد و فیضہا فراہم آورد۔ اکثر از زنبیر لور بہ دار السلام بلگرام
کہ چہا منزل است برای ادراک صحبت سید العارفین قدس سرہ مے رسید و
غنجہای اسرار از بہشت نخل اقدس مے چید۔

و در عہد شاہ عالم بہ شاہ جہان آباد تشریف برد۔ و چندی بسیر آن مصر
جامع پرداخت و با صاحب طبعان آنجا سیما میرزا عبد القادر بیدل رحمہ اللہ
تعالیٰ صحبت داشت۔

در اواخر عمر سالہا در بلکہ لکھنؤ رخت بہار الامن انزو او توکل کشید۔ و غرض
عمر را بطول مشق نما خوش گزرا نید۔ مردم بسیار با و گرویدہ بودند و از ربوبی اعتقاد
صادق خیرات بجائے آوردند۔

فقیر و آن مرحوم با ہم محبت مفرط داشتیم۔ و دوام مجلس صحبت مے آراستیم

ملاقات آخرین است که در تاریخ ہر دہم ذی الحجہ سنہ ثمان و اربعین و مائت و الف (۱۱۴۸) عبور فقیر لکھنؤ و نزول در تکیہ ایشان اتفاق افتاد۔ آن روز در انجاء مجمع صاحب طبعان بود مثل شیخ عبدالرضا متین اصفہانی و آقا عبدالحی تحسین کشمیری و میرزا داؤد اکبر آبادی از آخر روز تا نیم شب صحبتی رنگین گزشت۔

سید جعفر غرہ رمضان سنہ اربع و خمسین و مائت و الف (۱۱۵۴) بظہا ترقی انس گرفت۔ و در زنجیر پور مدفون گردید۔ کاتب الحروف گوید

سید نکتہ سنج حق آگاہ کرد آہنگ بزم سبوح
سال تاریخ او شود پیدا وقت تکرار۔ جعفر روحے

۵ ۷ ۴
۱۱ ۵ ۴

دیوان مخفّری دارد این چند بیت از انجاء بقلم می آید

سیر نزول ذات بانسان رسید و ماند	چون وحی آسمان کہ بہ قرآن رسید و ماند
گشت چشم تو ولی فتنہ قامت باقی است	نیست آرام ببردن کہ قیامت باقی است
اسیر فلسفی می دارد استغنا ہنرور را	کند گردن کشی از دانہ کم قیمت کبوتر را
از عدم بیداری دل ہست رہ آورد ما	آب چشم خفتگان چون صبح باشد کرد ما
چو ماہ نو کمند جذبہ حسن است ہر مویم	بسر خورشید غلطان آید از تحریک ابرویم
ز فیض مفلسی قیمت فزاید اہل جوہر را	لباس غیر عریانی نہ زیمد لعل و گوہر را
عینکم شد و جہان پردہ یک راز نماند	سنگ گرسد رہم گشت نگہ باز نماند
صاحب دل از شکوہ حرف و صوم محرم است	چون سویا نقطہ شعر سواد اعظم است
کے رویاہ کردم از منیت سوادے	حرفم ز خود تراود چون خامہ فرنگی
شگفتہ جبہہ کدام آفتاب مے آید	کہ خندہ چون سحر از گرد کاروان پیدائند

(۹۴) اُمید-قزلباش خان بهمانی

نام اصلی او میرزا محمد رضا است - در عنفوان جوانی از بهمان به اصفهان آمد
با میرزا طاهر وحید نسبت تلذ درست کرد

در عهد فتحعلی میرکان به چند وستان رسید و به عطای منجی امتیاز پذیرفت و
در عهد شاه عالم بخلاب قزلباش خان سفر از گردید - و در زمان محمد معزالدین
تقریب خدمت به دارالسرد برپا آورد - و در ایام ایالت امیرالامرا رسید
حسین علی خان از خدمت که در برپا آورد داشت معزول شده به نجسته بنیاد
رسید و به داروغگی احشام کرنا تمک مامور گردید - و باین تقریب به ارکات رفت و بعد
چند ماه ریافت مبارز خان ناظم حیدر آباد اختیار کرد - و روز جنگ بامبارز خان
و مغربود - بعد کشته شدن مبارز خان در قید نواب آصف جاه افتاد - و غر لے
طرح کرده بجناب نواب ارسالی داشت - نواب شفقت فرمود - و به مزید عنایت و
بکالی با گیر مرستی به جراحات گذاشت - و حراست قلعه مشی مرک از توابع کرنا تمک
که الماس از سواحل دریای کشنا برآورده در انجا درست می سازند - تفویض فرمود -
قزلباش خان بعد چندی رخصت حرمین شریفین گرفت - و بعد تحصیل زیارت
مراجعت نمود - نواب آصف جاه بدستور سابق مورد الطاف ساخت - و چون نواب
آصفجاه در سنه خمین و مائه و الف (۱۱۵۰) حضور طلب شد قزلباش خان
در رکاب نواب به شاهیجهان آباد رفت و در سفر بهو پال ملتزم رکاب نواب بود -
درین سفر فقیرا با قزلباش خان مکرر برخورد اتفاق افتاد - خوش خلق و بگین
صحبت بود و موسیقی هندی با وصف ولایت را بودن خوب می دانست و می گفت
و چون نواب آصف جاه از سفر بهو پال به دارالخلافه شاهیجهان آباد

معاودت فرمود قزلباش خان همراه رفت و از آن وقت در دار الخلافه بار اقامت کشید
 و در سنه تسع و خمسين و مائت و الف (۱۱۵۹) در انجا جهان فانی را و دارع نمودند
 و اوراق گوید

خان سخنی گستر سحر آفرین رخت سفر بست ازین خاکدان
 سالی و فانش دل تالان من یافتند - جان دانه قزلباش خان
 از و منقول است که روزی پیش ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر شکایتی
 دست روزگار کردم - ذوالفقار خان در جواب گفت دنیا را بامید خورده اند گفتیم پس چه
 نواب صاحب بی من می خوردند -

این چند بیت از دیوانش نقل افتاده

زمانه بزم جنگ است یا علی مددے و گر چه وقت درنگ است یا علی مددے
 روشن شود به پیش تو چون شمع سوز من یکشب اگر تو هم بنشین بر روز من
 خوشا وقتی که می بالید از چنانان برو دوشم برنگ ماه نو هر شام پری گشت آغوشم
 گشت روگردان ز بس آبادی از ویرانه ام چون گمان حلقه بگردن شد در این خانه
 خدا ناکرده اندوهت چرا از دوستان باشد شنیدم گفتند داری نصیب دشمنان باشد
 بدشمن دوست - با من سرگرائی بارها گفتم نمی خواهم چنین باشی تو می خواهی چنان
 بسا کشاد که در بستگی شود ظاهراً کلید روزی استاد فضل گر فضل اسرار
 سر گشتگی بطاعم هست بر گرد سرت چسب انگار

(۹۷) زائر - شیخ محمد فخر

خلف الصدق شیخ محمد یحیی و دختر زاده شیخ محمد افضل ال آبادی است قد
 اسرار بهما نخست احوال این دونیرا وج کمال بر ساحت قرطاس پیر تو می اندازد و

کتب را به لوا مع النوار بركات معموری سازد.

شیخ محمد فضل اله آباد

شیخ محمد افضل اله آبادی قدس سره سر حلقه خلفاء حضرت میر سید محمد کالپوی
است قدس الله اسرارهما. مهر پیر ولایت و کوب درمی اویج هدایت بود و فضل
سیری و معنوی فراهم داشت لبش به سیدنا عباس عم النبی صلی الله علیه و سلم منتفی می شود
و غیر بنی الخلفا است.

ولادت او شب دهم ربیع الاول سنه ثمان و ثلثین و الف (۱۰۳۸) دست
در آغا ز حال بطور طلباء پورب و بعضی اصحاب نقل و نقل نمود و نزد قاضی
محمد آصف که از متوطنان بعض قریات اله آباد بود و قضاء بلده مذکور داشت. و
از نامه دران ما عبد السلام دیوید است و مولانا نور الدین جعفر جوپوری و دیگر فضلا
عزیز کرد. و در فضائل رسمی شانه عالی بهم رسانند. و در بیت و پنج سالگی به شهادت
ارادت میر سید محمد کالپوی قدس سره فائز گشت و اجمعت برکت محمیه فراوان اندوخت
و به اجازت و خلافت مستعد گردید.

اصل وطن او سید پور از توابع غازی پور است به اشاره پیر در اله آباد حل
اناست افکنند و به تئین اصحاب و تعلیم آداب مشغول گشت حق تعالی قبول خاص عام
عطا کرد و طالبان بسیار از فروغ التفاتش چراغ دل برافروختند.

قصایف عربی و فارسی و افراد از انجمل حل ثنوی مولانا روم بین الجمهور
شمار است

روز جمعه یازدهم ذی الحجه سنه اربع و عشرين و مائة و الف (۱۱۲۴) به عالم
علوی شتافت سمرق منور در اله آباد وینا امر و تَبَرُّكُ بِهِ

شیخ محمد یحیی

شیخ محمد یحیی المعروف به شیخ خوب الله آبادی برادر زاده حشقی و داماد و
سجاده نشین شیخ محمد افضل است قدس الله اسرارهما بحر مواج علوم شریعت و طریقت

بود۔ وجوہ سیراب در دامن در یوزہ گران کوچہ طلب نی رخت

در سن دوازده سالگی نہال استعدادش بر تربیت عم بزرگوار نشو و نمایافت۔ و
بحث حال کافیہ ابن حاجب حالش برگردید و تمانتہای تحصیل از خدمت شیخ استفادہ
نمود۔ و مدتہا مدارج سلوک در نور دید۔ و بشرق کمال و تکمیل عروج فرمود و بخلافست و
رامادی حضرت شیخ اختصاص یافت۔ و بعد از تحال شیخ با مستحقان نائب مناب گشت
و قبولی عظیم یافت و خارق عادات بسیار سرزد و کتب و رسائل کثیرہ تصنیف کرد و کثرت
مشکلات علوم ظاہر و باطن شانے بلند داشت مکتوبات ایشان در چہار جلد بر لای است
جلی بر علوفطرت و کمال تبحر۔

شب روشنیہ یا نودہم جمادی الاولی سنہ اربع و اربعین و مائتہ (۱۲۲۲)
در جوار رحمت آسود و آیہ کریمہ "لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ إِذْ أَخْرَجَهُ إِذْ هُوَ
شَيْخٌ مُّجْتَرِبٌ" تارخ است۔ مرقہ طہر و پہلوی قلم
شیخ محمد افضل قدس اللہ اسرارہما

شیخ محمد فاخر بمصداق فَعَزَّ ثَمَّ نَابِثًا لِّثَرِيبٍ سَجَّادُ ابُوین و ذریع آسمان نام
اصلین طیبین است۔ صاحب صفات رضیہ و مناقب سنیہ۔ اساس حکم مدارج علیہ
قیاس منج ولایت کبری۔ میزان عدل نقلیات۔ برہان نقد عقلیات۔ تشریح بدرجہ
کمال داشت و ہمیشہ ہمت بتعذیل قسطاس شریعت می گماشت۔ بسیار کشادہ دست
شگفتہ پیشانی بود فتوح ذخیرہ نئے ساخت و یگانہ و بیگانہ را بہ احسان بیدار لغے
نواخت اکثر اوقات در سفر گذرانید۔ و جمیع اسفار جمعی کثیر از ابناء سبیل بہ او نے
پیوستند۔ شیخ از ماکولات و ملبوسات خبر ہمے گرفت۔ و مادامی کہ عامہ رقار اطعمہ
بہم نے رسید خود بہ اکل تنہا نے پرداخت۔

از عنفوان شعور بخدمت والد ماجد و برادر کلان خود شیخ محمد طاہر تہذیب نور۔ و
کتب تحصیلی مرتب گذرانید و بر صدر استادی نشست و در سفر حجاز میمنت طراز علم

حدیث از مولانا و استاذنا شیخ محمد حیات مدنی قدس سره سند نمود. جوهر فہم و ذکاوت
و از بس عالی افتادہ بود و در مقامات عامہ علمی بسرعت تمام نموی رسید۔

جدا بجدش شیخ محمد افضل اوراد صغیرین مرید ساخت و تربیت و الہ شیخ محمد بکچی
کرد۔ مشاراً الیہ در ظل پدر بزرگوار تربیتہا یافت و بجاز و مرخس گردید و بعد از تہمال
والہ ماجد جانشین گشت۔

مذکورہ سند اربع و اربعین و مائتہ و الف (۱۱۴۴) اولاد فقیر بالواب مبارک الملک
سہ ہندخان تونی ناظم صوبہ الہ آباد و اردین شہر شد۔ و فرزندان و قبائل را از
بلگرام دران مقام طلبید۔ و با اہل بیت فقیر و اہل بیت شیخ محمد افضل قدس سرہ اٹھا
و ارتباط بر جہ کمال شد۔ و چون محرا و راقی در سند سبع و اربعین و مائتہ و الف
(۱۱۴۵) از کشور سندھ معادوت نمود و در شاہجہان آباد خیر اقامت اہل بیت
خود الہ آباد شنید۔ راست از اکبر آباد بہ الہ آباد شناخت با اعزہ کرام و بستگی
تمام ہم رسید و ایام اقامت آن بلکہ بہ مجالست و موانست این اکابر حفظ و انرا گذشت
و الحال آن عہود محمی بیاد می آید و ناخن حسرتی بردل می زند۔

و عمدہ بہمت جامع با این اعزہ اخوت طریقت است کہ سلسلہ جانبدان بحفرت
سید محمد کا پوری قدس سرہ متصل می شود۔ و با شیخ محمد فاخر جہتی دیگر ضم شد کہ علم حدیث
در مدیتہ منورہ از یک استاد سند کردیم یعنی مولانا و محمد و مذاشیخ محمد حیات السندی
المدنی قدس سرہ

شیخ محمد فاخر در سند تسع و اربعین بعد مائتہ و الف (۱۱۴۹) عازم حرمین
شریفین شد و در سبہ نجسین و مائتہ و الف (۱۱۵۰) باین سعادت فائز گشت۔

و در ہمین سال را قہم الحروف احرام بیت اللہ بست و سفر و ریا با انجام رسانید
نوزدہم محرم سند احدی و مئسین و مائتہ و الف (۱۱۵۱) بہ بندر جہدہ نازل شد۔

مشائر الیه در جده تشریف داشت و خبر مقدم فقیر از مردم جهازی که دو روز پیش
جهاز ما رسیده بود استماع یافته بر لب دریا چشم در راه انتظار داشت - بجزد نزد
از کشتی بهم آغوش ملاقات شدیم طرفه سروری دست داد و کلفتهای غربت بیکبار رخت
سفر بر بست از جده باتفاق بکمه رسیدیم و دیده نیاز بر آستان رب العزت تع
شانه مالیدیم -

مشائر الیه (شیخ محمد فاخر) در اوائل سنه احدی و خمسین و مائة و الف (۱۱۵۴)
بر جهازی که راقم الحروف رفته بود معاودت نمود و بوطن مالوف برگشت - و در سنه
و خمسین و مائة و الف (۱۱۵۴) کرت ثانی داعیه حرمین شریفین مصمم ساخت -
رخت کوچ از اله آباد بر بست

و درین سفر سید غلام حسن برادر اعیانی فقیر برفاقت شیخ اراده حرمین شریف
کرد - بعد طی مراحل داخل بندر سورت شدند و بیست و چهارم محرم سنه خمس
و خمسین و مائة و الف (۱۱۵۵) در کشتی نشستند ناگاه در آن بحر پر شور جهازات
مرهته و کن که از چندی بندر لیبی را از دست فرنگیان انتزاع نموده در دریا قط
طریق شعار ساخته اند نمودار شد - بیست و نهم محرم سنه خمس و خمسین و مائة و الف
(۱۱۵۵) وقت صبح بضر تو بهای آتش حرب اشتعال گرفت - هنگام ناز عصر که
نویی تختهای بسیار مقابل یکدیگر سوراخ کرده به سید غلام حسن رسید - شیخ محمد
مکتوبه بنفقیر فرستاد در انجامی نویسد که :-

”میر غلام حسن چون مرغ نیم بسمل در حرکت شدند گفتم میر صاحب شما شهید شدند یا کلمه خوانید
”ما هم اگر قسمت است بشما ملحق می شویم - بهای شریف ایشان در حرکت بود - چون در
”موعود - اندکی توقف دیدم بار بار مقید می شدم که کلمه بخوانید - اول سخن که از ایشان
”این بود که می خوانم و به این نج می خوانم لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ ص

"علیہ وسلم گفتم بخوانید یمن بکارے آید۔ باز گفتند خوب شد آنچه شد رسیدند امروز
 "کدام روز است گفتم پنجشنبہ۔ متعجب شدند۔ غالباً بیا حدیث کہ در فضل موت روز جمعہ و شب
 "آن وارد شدہ در تبسم آمدند۔ والا کدام وقت تبسم بود۔ باز گفتند من نماز عصر بخواندہ ام مرا
 "تبسم سازید۔ بہ تیم نماز عصر بر پشت غلطیدہ خواندند و بدستور مغرب و عشا۔ تمام شب پیش
 "ایشان نشسته بودم کلمہ می خواندند۔ در میان حرفہا ہم می گفتہ۔ یک یک رفتار اطلبیدہ
 "استغفار کردند و کلمہ خوانان شبہ را با آخر سازیدند۔ ہرگز اثر جزیر از ایشان ظاہر نشد۔
 "می گفتند ہرگز اثر در معلوم نمی شود۔ مزاجی کہ سابق داشتم دارم این چگونہ زخم است
 "کہ اثرے از شدت سکرات با این زخم جگرہ دوز نیست۔ وقت صبح کہ بہ نماز برخاستم ایشان
 "را آشنا یافتم۔ بعد از نماز دیدم انتقال روح شدہ است اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ
 "در عرشہ کشتی غسل دادہ و تکفین نمودہ و نماز خواندہ بہ ریاسپریدیم۔ با وجود آنکہ آب ساکن بود
 "و ہوا غیر متحرک۔ جسد ایشان چون تیر از جہاز دورتر رفت۔ تا بدن مبارک ایشان بر جہاز
 "بود و وجہ جہاز جانب مکہ مغظمہ بود۔ بعد از ان غنیم جہاز را قابض گردیدہ زخمی شدن میر غلام حسن
 "روز پنجشنبہ و انقطاع نفس روز جمعہ سلخ محرم سنہ خمس و خمسين و مائۃ و الف (۱۱۵۵)
 "انتهی المکتوب ملخصاً۔

میرزا عین الدین اندجانی متخلص بہ راجی این مصراع تاریخ یافتہ

"شہید شد بہ رہ کعبہ سید سیدم"

و حرکات شرارے از آتشکدہ دل بیرون مے دہر رباعی

تارِ نفسم گسستہ شورم بردند بازوی مرا شکستہ زورم بردند

دایع است دلم کہ رفت نورِ بصرم نام بگذاشتند و نورم بردند

از ظہور این با شکر فخرتے دست داد و برائی العین مشاہدہ افتاد کہ بے عنت
 ازلی کثرت اسباب کارنے نتواند ساخت۔ و بے جنبش ابروی قضا صد ہزار ناوک

صیدی نتواند انداخت برادرش
بنده تن تنها بے زاد و ماحله انداخت
که طوفان حوادث خاک اورا بر باد داد

امن و امان به منزل مقصود رسانید و بدین سبب در روز آخر
به منزل نرسیده غرقی بجای فنا شد اما در حقیقت چست تر از این است
اتم در آغوش کشید بحکم و مَنْ يُخْرِجُ مِنْ بَيْتِهِ مَثَاجِدًا لِلَّهِ
ثُمَّ يَدْرَأُكُمُ الْمَوْتُ فَتَقَدُّ أَجْرُهُ تَحْتَى اللَّهُ

و حضرت لسان الغیب قدس سره فرماید
دست از طلب ندارم تا کار من بر آید
و دیگر سر آید

بهر نحوی که باشد کام خود را از تو می گیرم
ازین دو صورت اول نصیب باشد و ثانی نصیب شهید مرحوم و او را که شهید
حاصل گشت یعنی سرخ روی بجزوه شهادت که شرف این اُتیه حاجت بشری

الفقه بعد شهادت سید غلام حسن کفار غالب آمدند و جهاز را با متاع و سیل
گرفته به بندر بسی بردند و بحال شیخ محمد فاخر این قدر ترجم کردند که سوار
جانب خود داده از بسی بسورت رسانیدند و اشیاء و اسباب ایشان را جزو صندوق
کتب همه را به تصرف آوردند شیخ محمد فاخر با انتظار موسم جهاز در بسورت توقف کرد و در
ماه صفر سنه ست و خمین و مائت و الف (۱۱۵۶) بر جهاز عازم جاده شست و فتنه
جهاز به تباہی شد و به کنار بندر منجا رسید شیخ چند ماه در منجا اقامت کرد و در
کشتی متوجه مکه معظمه گردید و بیست و دوم رمضان سنه ست و خمین و مائت و الف
(۱۱۵۶) بحرم آمن واصل شد و هم درین سال حج روزه که آن را در عرف حج

ک - و در سنه تسع و خمسين و مائة و الف (۱۰۵۹) پادشاه به هند رفت

بود - و در جمادی الاولی سال مذکور از هند به سورست و سورست گشت

مراد از سورست سورست است که در هند است و در سورست گشت

و در سورست گشت و در سورست گشت و در سورست گشت

و در سورست گشت و در سورست گشت و در سورست گشت

و در سورست گشت و در سورست گشت و در سورست گشت

و در سورست گشت و در سورست گشت و در سورست گشت

و در سورست گشت و در سورست گشت و در سورست گشت

و در سورست گشت و در سورست گشت و در سورست گشت

و در سورست گشت و در سورست گشت و در سورست گشت

از هفت سال در اله آباد ماند و در ماه شوال سنه شصت و الف (۱۱۶۰) از

از هفت سال در اله آباد ماند و در ماه شوال سنه شصت و الف (۱۱۶۰) از

از هفت سال در اله آباد ماند و در ماه شوال سنه شصت و الف (۱۱۶۰) از

از هفت سال در اله آباد ماند و در ماه شوال سنه شصت و الف (۱۱۶۰) از

از هفت سال در اله آباد ماند و در ماه شوال سنه شصت و الف (۱۱۶۰) از

از هفت سال در اله آباد ماند و در ماه شوال سنه شصت و الف (۱۱۶۰) از

از هفت سال در اله آباد ماند و در ماه شوال سنه شصت و الف (۱۱۶۰) از

از هفت سال در اله آباد ماند و در ماه شوال سنه شصت و الف (۱۱۶۰) از

از هفت سال در اله آباد ماند و در ماه شوال سنه شصت و الف (۱۱۶۰) از

از هفت سال در اله آباد ماند و در ماه شوال سنه شصت و الف (۱۱۶۰) از

از هفت سال در اله آباد ماند و در ماه شوال سنه شصت و الف (۱۱۶۰) از

از هفت سال در اله آباد ماند و در ماه شوال سنه شصت و الف (۱۱۶۰) از

از هفت سال در اله آباد ماند و در ماه شوال سنه شصت و الف (۱۱۶۰) از

ذی الحجہ سال مذکور بہ برہان پور رسید۔ فلک ناتوان بین فرصت نہاد کہ بہ رویت
یکدیگر کہنے تمنا برآید۔ بعد عبور دریای خرید ابیاری سرسام اور اعراض شد۔ و سپر
از وصول برہان پور بیماری قوت گرفت و یازدہم ذی الحجہ روز یکشنبہ وقت اشرف
سوار بج و ستین و مائت و الف (۱۱۶۲) جان عزیز را در راہ بیت اللہ فدا ساخت
تاریخ تولد او کہ در سنہ عشرین و مائت و الف (۱۱۲۰) واقع شد "خورشید"
است و تاریخ انتقال "زوال خورشید" عمرش چهل و چہار سال۔

در حالت مرض وصیت کرد کہ از مشائخ برہان پور۔ شیخ عبد اللطیف
قدس سرہ در کمال تشرع بودند و بر مرقہ مبارک ایشان بدعتہای اہل زمان بہ عمل
نمی آید مراد جوار ایشان دفن سازند۔ موافق وصیت بعمل آوردند
و احسرتا کہ این چنین صاحب کمال و در ایام شباب ازین عالم رحلت کرد و در
مفارقت بر دل یاران گذاشت۔ سپہروداد اگر عمر با چرخ زندہ شکل کہ چنین ذات
قدسی صفات بہم رساند۔

قول میرزا جانجانان است کہ :-

"بسیارے از کبراء دین را مشاهده نمودم بہ انیاز دہ ضد السال یک شخص کہ عبارت از شیخ محمد
"است موافق کتاب و سنت دریافتہ۔"

و نیز قول میرزا است کہ :-

"بسا ارباب کمال را برخوردیم آن قدر کہ نزد شیخ محمد فاخر از ان شدہ پیچ با اتفاق یافتہ
یعنی میرزا بر خلاف وضع خود بہ ملاقات شیخ محمد فاخر اکثرے رسید

شیخ محمد فاخر صاحب دیوان است۔ این چند بیت از انجا فدا گرفتہ شد۔
بباغ عاشقی از میوہ گل نیست سامانے کم بادام و زگرے را فداے پیغمبر گریا
آئینہ با صفائی رخت رو گرفتہ است گل پیش آن دہن دہن بو گرفتہ است

دارم دے کہ ہر دم تیغ ست راہ او مژگان چشم یار بود سیر گاہ او
 بر میان بر زده دامان ز کجائے آئی مرصھا گر بشکار دل مای آئی
 حُب دنیا می فریب خاطر افسردہ را گوشمالی می دہد رویاہ شیر مُردہ را
 سورا در خیم زلف تو بہ بیند ماے عینک داغ دلم از چہ کلان بین شدہ است
 مرا از آمد و رفت نفس روشن شد این معنی کہ اقبال جہان در دم زدن ادبار می گردد
 دنیا عزیز کردہ دنیا طلب بود از انقضا شوی بود قدر زن بلند
 کنند گور پرستان زیارت زاہد کہ زیر گنبد ستار زندہ در گور است
 بے مردن نیز یارم نیست بردوش کس ہچو زنگ گل عدم پیام از پرواز خویش
 در گلستانی کہ مارنگ تماشا رہے تخمیتم آسمان یکبال ہر ہم خوردہ طاعوس بود

رباعی

تا پیر و چار یار اختیار نہ از چار اصول دین خبر دار نہ
 در طبع تو این چہار عنصر با ہم تا بہست باعتدال - بیمار نہ

رباعی

گرتن بہ بلای قضا نتوان داد از کف سر رشتہ رضا نتوان داد
 در ہر چہ نشد مگو چنین بایستہ تعلیم خدائی بخدا نتوان داد

(۹۸) افضل - شیخ محمد ناصر

برادر اعیانی شیخ محمد فاخر زائر است - کسب کمالات از حاشیہ محفل والدہ
 خود شیخ محمد یحیی و برادر کلان خود شیخ محمد طاہر قدس اللہ اسرارہما نمود - و از علوم
 سموی و معنوی بہرہ وافر اندوخت -

جد بزرگوارش شیخ محمد افضل اورا در خورد سالی مرید گرفت - و بہ دست

تربت شیخ محمد مجیدی حوالہ نمود۔ و بعد فوت پدر والا گھر بر مسند آباء کرام مریج نشست۔
و طریقہ انیقہ اسلاف را باہتمام تمام نگاہبائی فرمود۔

نیمابین فقیر و او اخلاص خاصے بود۔ حیف کہ در ریجان جوانی آن شجر سایہ
آفتاب از پا افتاد و این حادثہ بمیت و یکم جمادی الاولی روز چہارشنبہ وقت نماز عصر
سہ ثلث رستین و مات و الف (۱۱۶۳) واقع شد و پائین روضہ منورہ شیخ محمد انصاری
بہ خودش مدفون گردید۔

مسودہ اوراق در تاریخ وفات مشارالہ و شیخ اسد اللہ غالب کہ ذکرش می
آید۔ سہ گوید۔

آرمیدہ در ریاض ارم	افضلی شیخ کامل و عاکب
آہ رفتہ ہر دو زمین عالم	سال تاریخ گفت غمزدہ
چو صبح صافی آیمد ام زدم زدن است	ذکاء ذہن بدرجہ کمال داشت و شعر بسرعت تمام می گفت۔ صاحب دیوان است
چون نین در حلقہ خود را از برائے نام ترا	صغای خاطر روشنہ لان ہمین سخن است
کہ صافی ترکند گرو بنجی آب گوہر	زادہ از خلوت نشینی فکر سبب عام کرد
عقیق کسدہ نام دگر پہ کار آید	سخن چون بمید شعرا و مشہور تر گردد
	لب گزیدہ انجیار را چہ بوسہ زخم

(۹۹) غالب شیخ اسد اللہ

حضرت زادہ شیخ محمد افضل الیادی است و برادر خال زادہ شیخ محمد ناصری
اصلش از جوپوری است۔ جد کلاش سجادہ نشین شیخ محمد افضل جوپوری است
علامہ العصر ملا محمود جوپوری بود۔ غالب بانساب افضلیین تفاخر داشت۔ جوان
صاحب استعداد شایستہ بود۔ ہمیشہ رگ خامہ سخن ریز را بہ نشر اندیشہ مے کشود۔

وقتیکه راقم الحروف از دیار سنده بولایت هند معاودت نمود - مفارن طلوع هلال
 بنشان المبارک سنه سبع و اربعین و مائه و الف (۱۱۴۷) داخل اله آباد گردید -
 شال الیه این رباعی گفته ضیافت طبع فرستاده

پون کور و دوسوی من یار سعید فی الحال میرزا فلک گشت پدید
 از بسکه فرو و عشرت از آمدنش ماه رمضان برای من شد میر عید
 و آخر ایام زندگانی به دار الخلافه شاهجهان آباد آمد و بهم ذی القعدة سنه
 ثلث و ستین و مائه و الف (۱۱۴۳) از لباس حیات مستعار عاری شد و دران شهر
 مدفون گردید -

از افکار اوست

دل دیوانه دارم که خاموشی است تقریرش برنگ زلف خوبان بی صدا افتاده زنجیرش
 نذر از کوچه های تنگ کو صاحب دماغان نمی آید برون از خامه نقاش تصویرش
 به پستاب و چندان کند آرایش حسن سایه زلف بر خسار تو زلف دیگر است
 پی بشکر آن دمان از یاد بروم برم بیخ تامل رهرو ملک عدم را جاده است
 بیماری نیست ز تابهر جا سرمه را نازم عصای آبنوسی داد از دنباله چشمش را
 روز محشر غبار تربت ما دامن بو تراب می خواهم

(۱۰۰) مخمور میر شادقلی خان

نام اصلی او میرزا الطف اللہ است پدرش حاجی شکر اللہ تبریزی از
 ایران دیار و اردبندوستان شد و در بندر سورت طرح توطن انداخت -
 مرشدقلی خان در بندر سورت سنه خمس و تسعین و الف (۱۰۹۵) متولد شد
 سال ولادت این مصرع مستفاد می شود

”بر سپهر سعادت آمد ماه“
۱۰۹۵ هـ

بعد از آنکه سنین عمرش بسر حد تمیز رسید در خدمت آقا حبیب الله اصفهانی
که از فضلا و مقرری و از شاگردان رشید آقا حسین خوانساری بود و در بند رسو
سکونت داشت - تحصیل علوم پرداخت و بقدر فضائی اکتساب نمود

بعد فوت والد بر سبیل تجارت جانب بنگاله رفت نواب شجاع الدوله ناظم بنگاله
جوهر قابلیت او دریافته صبیح خود را در عقد ازدواج او درآورد - و از حضور سلطان
بمنصب عمده و خطاب مرشد قلی خان سرافراز شد و سالها بصوبه داری مالک او را
فرق اختیار از فراخت

آخر از ورق گردانی روزگار در عاسازی نوکران خود از دارالاماره بیجا شد و
را در ظل نواب آصف جاه ناظم و کن کشیده مدتی با او بسر برد - انجام کار در حیدرآباد
(دکن) رخت اقامت انداخت - و شانزدهم رمضان سنه اربع و شصین و مائت و
(۱۱۶۴) مسافت زندگانی بی پایان رسانید -

در شعر زبان خوبی دارد - و مضامین تازه هم یابد - دیوان مخموز نخط خودش بنظر درآ
و این چند شعر را گرفته شده

کوسا غریب تادمی از بهوش خود افتم	مانند سبب دوست در آغوش خود افتم
پشت فلک بجاک رساند غرور ما	کسار را کند کمر سنگ زور
بسان شیشه ساعت رفیق کار پیدا کن	بیک ساعت زمین و آسمان را زیر و بالا کن
باشد دو جهان قائم از ان ذات یگانه	برپا جو گمان است بیک تیر دو خار
تعجب نیست بد طینت اگر حاجت روا گردد	که زخم کهنه را خاکستر عقیق دو اگرد
ز دوزخ کی بخود در ماندگان را کار کشاید	گره امکان ندارد باز از انگشت پا گردد

له مات الامام جلد سوم صفحہ ۷۴ ذیل تذکرہ مؤتمن الملک جعفر خان -

زبان بستی که هست بسنگ آنگینه را
 بگذارد عجت رشته گلدسته را مانم
 سر از مضمون آن زلف سیه بیرون نمی آرم
 تسکین دل ز صحبت روشندان ظرب
 چرا بسر نرود زود دفتر ایام
 سزاید چون نگین سجد سیه روی را
 می فرید ناز مینان را بر صورت که مست
 برون درختی که زهر شاخ دهد ریشه خاک
 منم آن مست که گرسنه نهد دست بهم
 رتبه شخص فراید ز صفا سیه باطن
 برین چین بچه امید خوش کم دل را
 پندار از ضعیفان کار سنگین بر سینه آید
 ای سنگدل شکست من آخر شکست کیست
 که عمرم بجه صرف اجتماع دوستان گردد
 که در چشم چو مکتوب مرکب خورده می آید
 آئینه بیهواری سیاه بے برد
 که خود بخود ورق این کتاب می گردد
 کاش پیشانی خود وقف زمین می کردم
 کاش چون آئینه من بزم جوهری می داشتم
 در سجود نوز بر عضو زمین گیر شدم
 بفشارم لب ساقی و به پیمانم کنم
 چون نگین که گذارد ورق در تیر او
 چو نخل سومند ارم بخود گمان نثر می
 که کو بی می شود صورت پذیر از خامه موئی

(۱۰۱) اقدس میر رضی شوشتری

والد او سید نورالدین شیخ الاسلام بلد شوشتر بود. و منصب شیخ الاسلامی آن دیار از قایم الایام به آباء و اجداد او تعلق دارد.

ولادت میر رضی در شوشتر سنه ثمان و عشرين و مائة و الف (۱۱۲۸) واقع شد از آغاز شعور دامن به کسب فضائل برزد. و علوم عقلی و نقلی در شوشتر از خدمت والد خود. و بعضی از فضلاء آن دیار اخذ نمود. بعد از آن شبیه زیسیاحت جولان داد و اصفهان و قم و کاشان و سایر بلاد عراق عجم را تماشا کرد. و درین اماکن نیز تحصیل علوم پرداخت. و ایضا عراق عرب را سیر نمود و پیشانی سعادت در عتبات

عالیات مالیدہ آنگاہ نطق عزم بگلگشت ہندوستان برہست۔ و در سنہ تسع و اربعین
و مائتہ و الف (۱۱۴۹) از بندر بصرہ بہ بندر سورت رسید۔ و ایامی درین شہر توقف
نمودہ از راہ دریاسری بدیار بنگالہ کشید و در سایہ عاطفت نواب شجاع الدولہ
ناظم بنگالہ بعینہ مصاحبت مدتے بسر برد۔ و بعد از انتقال نواب مذکور زفاقت نواب
مرشد قلی خان صوبہ دار او دیسہ برگزید۔

و چون مرشد قلی خان بہ دکن آمد میرجم مرافقت نمود و بی چندی از مرشد قلی خان
جدا شدہ و ز ظلال مرحمت نواب آصفیہ خدیو کشور و دکن مدتے روزگار گزرانید۔
چون مسک او وارستگی و استغناست آخر الامردست از مصاحبت نواب آصفیہ
برداشتہ در حیدر آباد دکن گوشہ انزو و گرفت و بایکی از سادات تفرش کہ از مدتی منوطن
حیدر آباد اند و صلت نمودہ بتاہل پرداخت۔

فقیر اول در لشکر نواب آصفیہ ۵۰ سنہ ستین و مائتہ و الف (۱۱۶۰) بامیر ملاقات
مستوفی دست داد۔ بعد از ان در سنہ خمس و ستین و مائتہ و الف (۱۱۶۵) در دو فقیر
حیدر آباد صورت بست و دیدہ و اید مکرر بعمل آمد۔

امروز میر بے نظیر زمان است و در طلاق لسان و صوف فضائل ممتاز اقران۔
صبر کلک اقدس سامع می افروزدہ

ظالم از عہدہ بارستم خویش کشد	عقب از کج روشی بر سر خود نمیش کشد
نباشد خود نمائی مردم افتادہ از پائے	کہ ز گینئی نباشد سایہ گلہائے رعنا
عمر ہیچ مے رود رحم و جفا کے یار کو	وصل سبک عنان چہ شد بھر گران دقا
نرم شو کہ سخت گیران کا صورت گیر نیست	خامہ فولاد بر گز لا اُلق تصویر نیست
رفتہ رفتہ ظلم گردون بیشتر از عدل شد	این کمان از بسکہ کجا ماند آخر خانہ کرد
پرتو خورشید را آئینہ سازد گرم تر	مہر کم را سینہ صافیمہا فراوان مے کند

ریاضت در جہاد نفس باشد حربہ مردان خوش آن پہلو کہ ترکش بند نقش بوریاء گردد
 سخت رویان فارغ انداز کاوش اہل جہان در زمین سخت رسم کردن بنیاد نیست
 دولت بے رنگان سرمایہ سنگین دلی ست خاک چون یاقوت گردد سنگ خارا می شود
 تا چند بار خاطر دہا توان شدن یک چند گربہ سیر گلستانم آرزوست

(۱-۲) حزنین - شیخ محمد علی

سلسلہ نسبش بہر شدہ واسطہ بہ شیخ زاہد گیلانی مرشد شیخ صفی الدین اردبیلی
 جد سلاطین صفویہ می پیوندد۔

و مولد و منشأ شیخ اصفہان است۔ چون نادر شاہ بر ممالک ایران استیلا
 یافت و امنی کہ در عہد سلاطین صفویہ بود بر ہم خورد۔ شیخ رخت سفر بہ دیار ہند کشید
 و در سنہ سبع و اربعین و مائتہ و الف (۱۱۴۷) از راہ دریا بہ ہند متہ رسید۔ و از
 طریق سیوستان و خدا آباد وارد بلدہ بھکر گشت۔

اتفاقاً در ان ایام عطف عثمان فقیر از سندھ بجانب ہند واقع شد و در بلدہ
 بھکر با شیخ ملاقات نمود دست داد۔ جامع علوم عقلی و نقلی است و در نظم و نثر مرتبہ
 بلند دارد۔

آخر از راہ ملتان و لاہور متوجہ دارالخلافہ دہلی شد۔ و قریب چہارم سال
 درین شہر بعنوان انزو و اقامت گزید۔

و در سنہ احدی و ستین و مائتہ و الف (۱۱۶۱) از شاہجہان آباد بر آمدہ چندی
 در اکبر آباد وقف کرد و از انجا بہ شہر بنارس شتافت۔ و بعد چند سہ از انجا بہ
 عظیم آباد پتہ رفت۔

در بھکر جزو سہ از اشعار طبع زاد بہ دستخط خود تواضع فقیر نمود۔ و اکنون دیوان

شیخ بجا خودش شخصی نزد فقیر آورد - فرصت انتخاب نه شد -

این چند بیت از نتایج طبعش کفایه است سه

شمع را شعله مسلسل زدل آید بیرون	آد دل سوخته کان متصل آید بیرون
باشد به چین هر برگ گل دایم دو سه	ز شک است بازادی مرغان نفسها
پیش از ظهور جبهه بدانا نه سوختیم	آتش بسنگ بود که ما خانه سوختیم
ای دای براسیری کز یاد رفته باشد	در دام مانده باشد صیاد رفته باشد
شادم که از زخمیان دامن فشان گشتی	گوشت خاک مایم بر باد رفته باشد
دام ز وعده بر آتش فکری و رفتی	بیا که سوختن این کباب نزدیک است

(۱۰۳) متین - پیرزاعید الرضا صفایانی

از صاحب طبعان حال و نکته سخنان بلند مقام است - سلسله نسبش به مالک
اشتر رضی الله تعالی عنه منتهی می شود -

مولد و منشأ او اصفهان است - در آنها سینه که لبیر هندی تشریف آورده اول
بانواب برهان الملک سعادت علی خان نیشاپوری نایم صوبه اوده - قریب اعتبار
بسر بریز - و بعد انتقال برهان الملک رفاقت نواب ابوالمنصور خان صفدر
جنگ برگزیده

فقیر در بلده لکهنو او را دریم چنگ در ترجمه سید جعفر روحی تحریر یافت - مردی در نوش
سیرت فانی مشرب است - خلق و شکستگی بمرتبه کمال دارد - وصحت او همشینان را
سرمایه سرور می افزاید -

ساجد دیوان است اما اشعار ایشان بفقیر کم رسیده - رباعی

نوی خط چهره نیاز است مرا در بر سر رموی خویش ناز است مرا

صد بار چو برگردش می گزدم یک دور و تسبیح نماز است مرا

(۱۰۴) آرزو سراج الدین علی خان اکبر آبادی

از شعراء حال - و تازه گویان خوش خیال است - قریب پنجاه سال است که
در گلستان سخن عنده لیبی می کند و بدستداری ثعبان قلم با زار سر آفرینان می شکند -
فقیر در حین تالیف این کتاب دوستی با شیخ محمد طیب ترجمه تهنم آورد و مشارکت
بنظرق و اِذَا احْبَبْتُمْ بِحَبِيبَةٍ فَحَبِّوْهُ اِذَا احْسَنَ مِنْهَا عَمِلَ شَرًّا - و مکرر به تخریر
جواب و ارسال احوال و اشعار خود مسرور ساخت رفقای نمود که :-

"فقیر بخت میر عبد الجلیل مرحوم بگرامی مکرر سفید شده و صحبت شعر اتفاق

"افتاد - حالا بدو ارتباط دو آتش شد و غل دوستی رعنا گشت

نسب آرزو از جانب پدر به شیخ کمال الدین خواهرزاده شیخ نصیر الدین محمود
نعم الله علیه و از جهت مادر به شیخ محمد غوث گوالیاری شطاری عطاری
بروَح الله روحه منتی می شود -

و نسب شیخ محمد غوث به شیخ فرید الدین عطاری شیاپوری عطاری غوثی می شود -
پیوند دو اینان را عطاری گویند -

ولادت شیخ سراج الدین در منتهای مائت حاویه عشر (۱۱۰۰) واقع شد - از
بدو شعور به تحصیل علوم رسمیه پرداخته - و در سن چهارده سالگی خود را به سخن مشغول
ساخته - و تا بیست و چهار سالگی کتب متعدد اولیه درسی در خدمت فضلاء عصر گزرا نیده
در فنون فراوان استعداد بلند بهم رسانیده - سپس در سلک منصبداران پادشاهی
در آمد -

و در او اهل سلطنت محمد فرخ میر محمد متی از خدمات گوالیار مامور گردید و در

سند آنتین و ثلثین و مائة والف (۱۱۳۲) به دار الخلافه شاه جهان آمد و از آن وقت تا زمان حال درین شهر بسر می برد - و هنگام سخنوری گرم دارد

صاحب فراوان تصانیف است مثل رساله "موهبت عظمی" در فن معانی و رساله "عطیة کبری" در فن بیان - هر دو بزبان فارسی بطریق "مفتاح" و "تلخیص" که سابق کسی برین منوال ننوشته - و فرهنگ "سراج اللغة" بطوابع بر زبان قاطع و "چراغ هدایت" در بیان لغات و اصطلاحات شعراء جدید که در کتب سالفینست و "نوادیر الالفاظ" مشتمله لغات هندی که فارسی و عربی آن در هند غیر مشهور است - و "مشرح سکندرنامه" و "مشرح قصائد عربی" و "سراج منیر" اجوبه اعتراضات ابوالبرکات تمیز بر اشعار عربی و غیره و نسخه "داد سخن" مشرح قصیده ابوالبرکات تمیز که در اعتراضات شهید ابرقصدیه قدسی محاکمه نموده - و شرح گلستان مسمی به "خیابان" و تذکره اکثر شعراء متقدم و متاخر که درین ایام تخریر آن اشتغال دارد و کلیات او نظماً و نثرأً قریب شتی هزار بیت است

و بعد از آنکه خط مشاؤون الیه چهره وصول نمود مختصر دیوانش شخصه تازه از شاه جهان آباد آورد و این ابیات از انجاسمت تخریر یافت -

مگو که چاره دل از سبوسنم آید	کدام کار که از دست او نماند
چند چشم دوستی زین ساده لوحان داشتن	چشم حفظ الغیب از آئینه نتوان داشتن
در هوای آن پری رو چشم من پرواز کرد	طفل بازی کوش اشکم را کبوتر باز کرد
کجی نیست در طریق خدا	بنگین راست می کنند دعا
محض معدومیم و در عالم هویدا ایم ما	خوب اگر فهمد کس تصویر غفائیم
نماند همچو حنا هیچ اختیار مرا	سپرد بسته بدست تو روزگار مرا
چو شبم آبله پیدا بروی آن گل شد	قماش حسن به بیند که چشم بلبش

اگر از ناز بتان اذن تماشا گیرند	از کف آئینه گذارند و دل ما گیرند
دفع غفلت زندگی افزای انسان می شود	عمر از شب زنده داریها دو چندان می شود
گل خان تنگ دلم خاطر من شاد کنید	چون شود بنده قبا باز مرا یاد کنید
دلبران با هم آشنا مشوید	بمنالایم ما شما مشوید
بخوش خون دل من که خوش نمک دارد	شراب میکه ام لذت گزک دارد
می کند ناز خط او نه دمید است هنوز	بیدماغ است که تنگش نرسید است هنوز
عرض بے طاقتی خود بچه انداز دهم	بشکنم شیشه دل تا بتو آواز دهم
وحشت آموز غزالانم من	شهر استاد بیابانم من
به بزم می پرستان خود نمائی تشنج کمتر کن	بسان شمله اسباب معیشت را بستر کن
شنیدم از ره دور آمد آن شوخ فریبنده	شودای کاش شمع محفل من ماه آینده
ندارد یاد ایام جدائی چشم مسرت او	حسابی نیست در پیش فرنگی سال هجرت او
زب خوش پیران خوردن آرزو رسم است	ز روی تجربه گفت این چنین پدر ما را
شکسته پانشین آرزو بگوشه صبر	که شاه مملکت فقر چون ترنگ است
هر که خود تربیت خود نکنند حیوان است	آدم آنست که او را پدر و مادر نیست
تغافل این همه رسم کجاست جان کسی	بخلف وعده دلم نیز شرمسار تو نیست
گرفت آن می بندی می دیگر در بر	دگر میرس حکایت که چند در چن دست
گر مصحف عذار تو افتد بدست من	ختم نمی بشوق بیک بوسه کردن است
نیست خالی از تناسب عضو عضو آن پری	ساق سیمین دست آئینه زانوی است
چنین که منع ز سرگشتی خودم کردی	بخاطر تو ندانم چه احتمال گذشت
می دو اند آسمان را پیر کار خاکیان	از بزرگیها بود گر بے وقارم کرده اند
نجالت می کشم بسیار از روی وفای خود	تو گاهی کرده باشی یاد من یاد من نمی آید

چنانکه بر سر کس خانه فرود آید	حسود پست شد آنجا که بیت خود خواندم
اشارت های ابرو شاید اینجا ترجمان باشد	نمی فهمم زبان ترکی چشم سخن گویت
همچو خوش خط مهر کن در نیکنامی صرف شد	نقش در عالم نشاند آنکه سود عمر او
گمراه را هم دل خوش می آید	دیده باشی گل شبنم آلود
عالمی گرجان دبد آن شوخ کی تن میدهد	آرزو بجاست سعیت در تمنائے وصال
سرود این باغ است دار عشق پیمان بیشتر	کم بود از شوق خالی حسن موزون بتان
ای آینه ما قدر تو نشناخته بودیم	لیکن دل ما آخر از آن شوخ کشیدی
زانو سیه سمند سواری که دیده ام	پامال کرد خون من تیره روز را
که در شکنجه قدر چون شود کتاب تمام	نصیب اهل کمال است از جهان تغذیه
غبار غلظت تو خاک شفاست پنداری	روداد دل عشاق بیخوردی را
چون شمع جمع کردیم زندی و پارسائی	ز نار و تشنه ما بے سجه نباشد
زمین شعر کجا حق شفعه داشته است	خطاست اخذ معانی ز فکر هم طرمان
تو خود بگو که مرا آن زمان چه باید کرد	شود چو بازو من ناز بالشت خوابت
خون عاشق تیر چون شجرف باشد کشتنی	واجب الفتلی نخواهد بود زینسان و جهان
حیف آن عاقل که ماند زنده بے کیفیتی	آرزو اطفال را هم هست افیونی ضرور
مانده قیله که ترا شیده زعاج است	هر چند از وئیم و لیکن همه اوئیم
شعر بندی بوده است از میز را روشن ضمیر	آن دو گیسوی سیه بر روی رخشان آرد
پوشیده ماند که بعد تمام سرو آزاد - سراج الدین علی خان آرزو از	
شاه جهان آباد بر خاسته رخت سفر به دیار شرقی کشید - و در بلده لکهنوا آمد - و	
بوساطت اسحق خان بانواب صفدر جنگ ناظم صوبه اوده بر خور دو لخوا طف	
اختصاص یافت و چون نواب صفدر جنگ بنده می ذی الحجۃ سنه ۱۱۷۱ و متین و ماته	

الف (۱۱۶۷) درگذشت۔ آرزو باشیاع الدولہ خلف نواب مذکور کہ قائم مقام
پدر شد۔ بسرے برد۔ و در جمادی الاخری سنہ تسع و ستین و مائتہ و الف (۱۱۶۹) در
بلدہ لکھنؤ فوت کرد۔ و در جہن شہر مدفون گردید

مؤلف کتاب گوید

سراج الدین علی خان نادر عصر زمرگ او سخن را آبرو رفت
اگر جوید کسے سال و قاتش بگو۔ آن جان معنی آرزو رفت

(۱۰۵) مظہر میرزا جان سلمہ اللہ تعالیٰ

مظہر فیض الہی است۔ و مشرق صبح آگاہی۔ شاہ مسند فقرو فنا۔ و مقیم آستان
توکل و استغنا۔

نام والد ماجد او میرزا جان است از بنیاد جہ تسمیہ او توان دریافت امانام
و شخص او گویا عنایت ترجمان اسرار قیومی مولانا می رومی است کہ پانصد سال پیش
ازین در دفتر ششم شنوی ارشاد فرمودہ و کرامتہ نمایان بخضار انجمن استقبال و ا
نمودہ یعنی

جان اول مظہر درگاہ شد جانجان خود مظہر اللہ شد

لیکن نام او بر السنہ میرزا جانجانان جاری شدہ۔ این اسم ہم معنی بلند دارد
فقیرا با میرزا ملاقات صوری صورت نہ بستہ اما غائبانہ اخلاص کامل است
و ہمیشہ بہ آمد و رفت مراسلات خط ہمکلامی حاصل۔

میرزا جامع فقر و فضیلت و سخن گستری است۔ و بہ اقتضای اسم خود روح الریح
معنی پروری۔ نوغروس مقال را بمشاہکی ذہنش طرز تازه۔ و تصویر خیال را بہ ترقی
فکرش حسن بے اندازہ۔ شعلہ آوازش آتش زین خرمنا۔ و شوخی اندازش شور

اگر چه داخل بزم و لے نیم داخل جد از صحبت ہم همچو شاخ پیوندم

(۱۰۸) عربلت میر عبد الولی

بن سید سعد اللہ سلونی سورتی کہ ترجمہ اش و فصل ثانی از دفتر اول گذارش یافتند
از مستعدان وقت است۔ کتب درسی نرود پدرو الاگر خوانده۔ و در معقولات جیشینی خوب
بہم رسانده۔

فقیر را بعد مراجعت از سفر بیت اللہ در بندر سورت ملاقات او اتفاق افتاد و خوش
صحبت است۔ موسیقی ہندی خوب می داند۔

مشاعر البیہ را اشتیاق سیر شاہ جہان آباد در حرکت آورد۔ و از بندر سورت روان
شدہ۔ بعد از طی عرض راہ بیستم جمادی الاولی سنہ اربع و شین و مائتہ و الف (۱۱۶۴) و
آن بلدہ فاخرہ شد۔ و نا وقت تحریر۔ همان جا ست

منتخبی از دیوان خود برای مطالعہ فقیر در بندر سورت فرستادہ بود این چند بیت
از انجا فرا گرفته شد۔

نشود مرد کسی کوہ گراز جا برداشت	رستم است آنکہ دل دوست زد دنیا برداشت
بہ گرم جوشی یاران عصر تنگیہ مکن	کہ چون معانقہ عید اعتمادی نیست
دوستان از دوستان محروم و دشمن کامیاب	چیدہ قراض از نہال شمع گل پروانہ سوخت
دل مفسردہ خوابد ماند یا و امی شود روزے	ندام غنچہ ام در دست گلچین یا صبا افتد
خدا نا کردہ گر صیاد از دام رہا سازد	اسیر حلقہ بر گرد سر گردید نش گروم
سر بزد داشت نگہت گلشن ز شرم او	بوی گلے نبود کہ پا در حنا داشت

(۱۰۹) جرأت - میر محمد ہاشم

مخاطب بہ موسوی خان کہ خطابش ببداهت نظر اصل و نسب نشان می دہد

سده شمان و شمانین و الف (۱۰۸۸) در نزهتبنگده عالم ناسوت خرامید و هلال استعداد
در سده چهارده سالگی به استفاضه انوار تربیت والد ماجدش بعروج بدرکامل رسید -
سده نیش به بیت واسطه به سالیج اثر بدی علیه التحیه و الثنا منتفی می شود
جدش سید علی به اقتضای آبخورد از خطه گیلان به دیار همد در دشد پدرش میر
محمد شفیع بن سید علی از فنون فضل و کمال آگاهی داشت - و در حجت بنیاد اوزنگ آباد
رنگ توطن بود بخت -

موسوی خان نخست دامن دولت امیرالامرا سید حسین علی خان گرفت و
بقلعه داری و هارور امتیاز یافت - و چون امیرالامرا در سده احدى و ثلثین و مائت و
الف (۱۱۳۱) از دکن جانب همد حرکت کرد - موسوی خان در رکاب امیرالامرا
بسیر همد نشست - و صحبت اکثره از صاحب کمالان آنجا مشایر را بیدل و میر
عبد الجلیل بلگرامی دریافت - می فرماید :-

"همیشه در دکن از زبان امیرالامرا اوصاف کمال میر عبد الجلیل سامع افروز بود - چون ملاقات
واقع شد عجب نسخه جامعی یافتیم -

بعد از برهم خوردن طبقه سادات از سن سی سالگی تا منتهای سن انخطاط در نزهتبنگده ظل نوا
اصفیه طاب شراک اوقات زندگانی را صرف گلگشت بهشت برین نمود - و بمنصب دوزار
و پانصدی و خدمت دارالانشاء سرافرازی داشت -

و بعد رحلت نواب اصفیه و ثمن نواب نظام الدوله شهید بر مسند ریاست
دکن خدمت انشاء سرکار و الایم بر موسوی خان قرار یافت - الحال نیز نزد رئیس
دکن قیام دارد - و به عهده انشاء و منصب چهار هزار و خطاب معز الدوله فرق
امتیاز می افرازد -

فقیر را بعد ورود و دماک دکن با خان مذکور مجالس مستوفی اتفاق افتاد - نیم گفتگویش

گروه کشای غنچه دلهاست - و گل یزی تقریش رنگ افروز چهره مدعا -

این چند بیت از دیوانش فرا گرفته شده

پاس دل گرمی توانی داشت سلطان می شوی	این نگین را گرد بست آری سلیمان می شوی
نه بهر آنکه منزل دور و پالنگ است می نامم	دل را چون جرس جاری طیش تنگست می نامم
در دیده ام خیال رخ خوب یار ماند	این نقش بر لب دیده لیل و نهار ماند
فارغ از هر دو جهان بنده احسان توام	سر و آزادم و پاینده گلستان توام
بسلم کردی و پرستی پیرم آزرده مشو	می کنم رقص که در دایره شهیدان توام
بے بهای خلق شهرت با هنرمندان نیست	نکته گل بے شکفتن قابل پروا نیست
منتهای کار عاشق از بدایت روشن است	شمع را آئینه انجام جز آغاز نیست
شد صرف سوز عشق بیایی که یافتن	مانند شمع سوخت زبانی که یافتن
منظور از نظاره حسنات است	از قتل بدتر است امانی که یافتن
راز جانان نیز معشوق است باید پاس داشت	بهر این بیلی نباشد بهتر از دل محلی
لذت همه در مناسبتهاست	از شیر دل شکر کشاید
هوس زخم بهمناب تجلی دارم	کاش عریانی من رنگ کتانی می داشت
توان خدنگ نگاهی بسوی ما افکند	هنوز با تین مجروح نیم جانی هست
آمد اندیشه دنیا بطلبگاری دل	گفتم آن شیفته بے سرو پا حاضر نیست
بناک میبکده رندان مست محترم اند	سبوی می چو مراد دید دست بر سر شد
تا در فتنه از پی روزی بیکدگر	صف بسته اهل حرص چو رندان نشسته اند

(۱۱۰) رسا - جان میرزا

مخاطب به میرزا خان الحسینی است موطن آبایش همدان - و نسبش به

سید علی همدانی رحمه الله می رسد.

از اجدادش میر شاه ظاهر در عهد اکبر بادشاه دار و سواد اعظم هندوستان گرد
قبول تمام یافت. و پس از چند گاه متوجه گلگشت و کن گشت سلاطین عصر قدش را گرامی
داشت بآئین ارباب عقیدت احترام مالا کلام بعمل می آوردند. پس از آن اخلافش در
هجرات احمد آباد توطن اختیار نموده مراجع اهل فضل و کمال بودند. و به سنت سنیه
مشایخ عمل می کردند. و از چند فریه که اکبر بادشاه بطریق سیورغال مقرر کرده بود صرف
باحتیاج می نمودند.

والدش سید میر خان در زمان فطرت مکان به خود را در سلک ارباب مناصب
منتظم ساخت و بخدمات سده ممتاز بود و از عنوم آگاهی داشت.
موند میرزا خان. حیدر آباد است نشو و نما در لشکر نواب آصفجه یافته و
از مجلسیان خاص نواب بود. و در اواخر عهد آصفجه بخدمت انشاء سرکار والا
قیام داشت. و در رکاب نواب سیر شاه بهجهان آباد کرد. و صحبت شعراء آنجا
در یافت. بسیار خوش خلق. رنگین صحبت است. و چایه میرزایت برقرار است او
دوخته اند.

فقر را در دکن بکینهی فرادان با او صوبت است.

این چند بیت از بیافمش درین سواد نقش می بندد.

خود را ز تنگی نفس آزاد می کنم	این مشت پر تو اضع صیاد می کنم
در سراپرده دل هر نفس آوازی هست	که درین خانه نهان خانه براندازی هست
ز سم اگر به بز من ز بهجوم نارسائی	نخیال آشنایش من و مشق جبهه سائی
که برد پیام ما را بحریم خوش نگاهان	رقی نمود آهیم دو سه سفر عیوایی
رحم کن ای باغبان گلستانه پیش من بیار	مجمع یاران رنگین یاد می آید مرا

به گلشن دل پردازم سیر ما دارم معاشران چمن انتظار من مبرید
نمی توان به فلک طرح اختلاط انداخت مرا صحبت این سفله ننگ می آید
خوب غربت کرده را در یکسی هم عالمی است بلبل ما در قفس کم می کند یاد وطن

(۱۱۱) ایجاد - میرزا علی نقی

از قوم قاجار است - مولد پدرش نقد علی خان - بهمان - و با شیخ علی بن
وزیر شاه سلیمان صفوی قرابت قریبه داشت - نقد علی خان از ولایت خود بگلشت
هند شتافت - و در عهد آصف چاه مدت ها بدیوانی پادشاه بده حیدر آباد
سرافراز بود - و باین علاقه پایی توطن در حیدر آباد افشوده -

محل ایجاد میرزا علی نقی ایجاد دار السور در لاهور است - بمصاحبت
نواب آصفجاه رسید و فراوان اختصاص بهم رسانید - و بعد ثروت پدر در سنه اربع و
ستین و مائه و الف (۱۱۶۲) بخطاب موروثی نقد علی خان و خدمت دیوانی حیدر آباد
نقد اقتیاز بدست آورد -

اول مرتبه در اوزنگ آباد دار فقیر خانه شد و بعد از آن در لشکر نواب نظام الدوله
شهید و در حیدر آباد مجالس متوالی اتفاق افتاد - خوبه قابلیت سرمایه دوست - و زیو
تهذیب اخلاق پیرایه او -

این چند بیت از دیوانش به تحریر می آید

توان زرنگ حنیافت رنگ کار مرا	بدست یار سپردند اختیار مرا
عمر عزیز جیف به این اضطراب رفت	یار آمد و می نه نشست و شتاب رفت
بر رقیب دست گریابی گریانش بکش	ای مصور از لباس یار دامنش بکش
بیا به پهلوی من با تو کار مرا دار	دلم تو بگردی و من انتظار مرا دارم

خود را مثال آینه حاضر جواب کن	پرسند هر چه از تو بگفتن شتاب کن
خدا نکرده نگر در سره باجمین داری	خطاست اینکه بگویم به جهه چین داری
بقربانت دم نظام چه تحریری چه تقریری	خط پشت لب و حرف تو در دل کردناثیری
این گهر بمن ندارد که تو در گوش کنی	گفته دل شکنان به که فراموش کنی
آخر تو رفته رفته از من بیونا شوی	گیرم که در کفم همه رنگ حنا شوی
که چادری ز گل داغ میکشد امشب	بروی مشهور پروانه شمع را دیدم
آرام تنای ست که بی زر نتوان یافت	بی خورده دل لاله بود داغ ز گلشن
چشم حباب گور شود این سزای آرد	مانیده بود پرنخود آخر خراب شد
بر سر دعوی خود مسخف گل بر دارد	راست می گوید اگر سرو که بهمدش تو ام
هر صورت ترا آینه در کار است می دانم	دل از تست می خواهی بر من پیشکش کردم
مادین شهر مبارک شب ماه آمده ایم	اول بروی تو دیدیم ز معمره حسن
ما را ز گل خوش آمد این وضع میرزائی	دارد همیشه در بر پیراهن محض

(۱۱۲) افتخار - عبد الوهاب دولت آبادی

از خوش فکران این عصر است - در ایام تالیف این کتاب ترجمه خود را با اشاره
فقیر انشاء کرد - و نسبت به مؤلف کتاب تکلفی ایجا برد - هر چند بساط عذر گسترده ام ناطقه
را بهر ابرام بند ساخت -

فصل ترجمه این است -

فقیر عبد الوهاب تخلص به افتخار از سادات بخاری الاصل است بلسنه نسبش از طرفین به
"مخدوم جهانیان بخاری قدس سره منتهی می شود - مولد و نشا این نمود - به بود احمد نگر
"دارالسلطنه سلطانین نظام شایبه - چون ازدواج فقیر با صبیح سید مرتضی خان بخاری حارس

”حصار شهر پناه دولت آباد اتفاق افتاد- باین تقریب طرح اقامت در قلعه دولت آباد
 ریخته شد- بعد از آن که حیثیت استفاضه بهم رسید از چشمه سار نکهت سجان بغد زلالی برداشت
 ”و مشت خاک خود را بتقویت این آب حیات کامیاب عمر جاودانی ساخت- گویند شخصی این بیت
 ”تکذاری کرده

خدا ناکرده گزاید اجل پیش بامید که بگذارم جنون را

”فرزندی داشت صاحب کمال گفت ”بامید من“ لذا خنده و المه که جگر گوشگان اشعارم
 ”هر یکی بزبان حال ادا نمود که آن شخص بیک فرزند تسلی شد تو خود به عنایت این روی چندین
 ”نقاچ از جند داری همه را از نظر مؤلف کتاب گزرا نیدم و از زیور اصلاح محلی ساختم- سخن
 ”آفرین تعالی شانه این غریب زاد را را بحسن قبول صاحب طبعان رساند و از سواد به بیاض
 ”بلند نظر تان جلوه گر گردانده

بود فیضان دیگر چشمه داد الهی را	ز ما بی قیمت افزون تر بود دندان مابی
چو سیر غنچه کردم اعتبار این چمن دیدم	زند بریم نیسی منصب صاحب کلاهی
غیرت افزای بهار است گل رخسارت	شمع افروز تماشا ست مه دیدارت
می کنی جلوه بصد رنگ چو آئی مخرام	گردش خامه نقاشش بود رفقارت
ابرو که بود نازکش و سمه نخواهم	چون پی کمائی که دو کار است نخچم
بدوی هم ترا بر من نظر با هست می دادم	که چشم دور بین نزدیک بیند دور دستان
تا چشم باز کرد خدا دید دیده ور	اول به بیند آینه آئینه ساز
سازنده است هر وقتش را زمین چشمم	تا دل دو اند ریشه اگر یک زمان نشستم
سنگین دل آن بت و من آبیگینه دل	دل را بدل ره نیست الهی تو خیر کر
ابروی دیگران نرسد ابروی ترا	هر ماه نو مقدمه عیش عید نیستم
نگینم بندگیها پیچکس چون من نمی دانند	بنای آشنائی گروم و با سجده می سازم

و بزلف آنجا گره زد شد دلم اینجا بدام می توان دادن سرانجام امور از راه دو

(۱۱۳) امداد - شیخ غلام حسین

هاشمی النسب - قادری الفریقه - برهان پوری المولد است - کتیب او اهل درسی تحصیل نموده - و نقش او با مشق سخن درست نشسته - از وی آید سه

از تو پنهان می کند آئینه روی خویش را	هر کس منظور دارد آبروی خویش را
گل کند از باطن صاحبان بی قصد فیض	در گره به تن نه انداختی بوی خویش را
گر بصیرانگی او چمن آرا گردد	شاخ آهوی قلم نرگس شهلا گردد
سندلی رنگ بتی گر سر درمان دارد	درد هم گرد سر ما به تمنا گردد

رباعی

رونق ده تحت شمع شاه نجف است روشن کن آفتاب ماه نجف است
شاهی خواهی و گر تو را همه طلبی شاه نجف است و شاه راه نجف است
تا اینجا ذکر شعراء غیر ملگرام است و اسامی کتبی که ماخذ این تالیف است بعضی
جادر طی کتاب مسطور شد و مقصد استیجاب اشخاصی که در کتب ماخذ مذکور اند نیست
مبدء فیاض کسی را که بر خاطر الفا کرد بر زبان قلم گذشت - اکنون به تمهید شعراء
ملگرام می پردازم و ذکر این طائفه را طرازی دامن کتاب می سازم -

بر صیرفیان نقود اخبار و مبران جواهر آثر رهوید است که چون ماهیچه را بیت
اسلام بر سواد دهند پر تواند اخت - و طلیعه غازیان کفر شکن کوس کلمه الله
هی الحلیا نوخت - اقسام صاحب کمالان عرب و عجم با قامت این دیار پرداختند
و علوم ابوالبشر آدم را علیه السلام که از چندین هزار سال معدرس شده بود
تازه ساختند از آنجمله سخن موزون که از آن وقت تا زمان حال ما بران این فن شورا

برای گنجینه اند - و رنگها از خاصه بوفلمون ز تخت - اما در عهد قدیم این طائفه بیشتر در پا
تخت سلاطین بوده اند و در اطراف و کناف ملک کمتر توان یافت مثل ابو الفرج
رونی و امیر خسرو و امیر حسن و شیخ جمالی که ہر سہ از شہر دہلی برخاستہ اند و علیہم
رحمہم اللہ تعالیٰ و از عہد اکبر پادشاہ سکہ سخن را رواجی دیگر ہم رسید و
اکثر اصناف بوجود موز و نان معمور گردید - از انجملہ شہر بلگرام حَفِظَہُ اللہُ عَنْ
خَوَاتِنِ الْأَيَّامِ

من سواد خوان نسخه نادانی کمترین یاران و طعم - و خادم صاحبان این انجمن
اما با ثبات آثار این اعرہ کرام بر صفحہ روزگار حق عجبہ ثابت کردہ ام و خدمت نمایان
بقدر طاقت بجا آورده - سیما طائفہ شعراء قدیم و جدید کہ با صلاح سخن اینہا پرداختہ
مخلط کردم خود را از خدمت ایشان ممنون ساختم عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالشَّہَادَةُ تَعَالٰی
سُأَلْتُہُ مِی داند کہ باعث اظہار این معنی نہ بر خود بالیدن است و دکان خود فروشی
چیدن - بلکہ از سر عجز و نیاز زبان بہ تحریر عطیات الہی کشودہ ام - دلب بہ تذکر
عنایات شاہی و انمودہ - فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَبِحُجَّتِ
تَنْزِلُ الْبَرَکَاتُ -

(۱۱۴) ضمیری - شیخ نظام بلگرامی

از قدماء شعراء این مقام - و مکتبہ سنجان شیرین کلام است - محل سکونت او محمد
قاضی پورہ دیوانہ بلندی -

پدرش اورا صغیر السن گذاشتہ متوجہ عالم قدس گردید عیش شیخ سلیمان کہ او
نوکران با امتیاز در گاہ اکبر پادشاہ بود در حجر عافیت تربیت کرد -

مشاعر الیہ بعد از تحصیل حیثیات مشق سخن پیش گرفتہ درین فن رشدی بہم رسان

و محذرات صنائع و بدائع را بیشتر بکمری نشاند.

همواره با امراء عهد بکمری برد و به اعزاز و اکرام مخصوص بود. و ایام زندگانی را به تجرد و فقر گذرانید. آخر الامر در قصبه سفیدون از توابع دارالخلافه دہلی وارد شد. و همانجا به ملک‌دشت نرسیده آخرت خرامید. و این ساخته در سنه ثلث و الف (۱۰۰۳) واقع شد. مبارک خان دہلوی تارنخ و فانش درین قطعه بضبط آورده

شاعر نادر و فصیح کلام	ملک ملک نظم شیخ نظام
در غزل گشته خسرو ایام	در قصیده شده ظہیر زمان
کرد آهسته سوی خلد خرام	بست زحمت بقا ز ملک فنا
خردم گفت: آہ آہ نظام	کردم اندیشه بہر تار نخیش

دیوانش قصیده و غزل و رباعی و صنائع شعری پانزده ہزار بیت است و قصیدہ بہ از دیگر اقسام می گوید.

سید محمد اشرف در گاہی کہ ترجمہ او در فصل دانشمندان از مجلد اول السطیر یافت. فرمود: دیوان ضمیری بخط مصنف بنظر من در آمد. بر پشت دیوان مہر خود زده کہ این بدیت نقش داشت

خدا یا بحق رسول اتانم	پذیرای کار ضمیر نظام
-----------------------	----------------------

کلامش بطور آن عصر واقع شدہ لہذا درین جریدہ کم گرفتہ می شود

جز آئینہ در روی تو دیدن کہ تواند	جز شانہ بزللف تو رسیدن کہ تواند
بس مدعیان گوش بر آواز نشنند	در عکدہ عشق پلیدن کہ تواند
آنجا کہ ضبا را نبود بار ز تنگی	جان بخش کلام تو شنیدن کہ تواند
ہر گل کہ بہ گلزار جمال تو بخندد	ای وای بحر دست تو چیدن کہ تواند

صد تیغ کشیدند ز هر سو به ضمیری
پایند هوای تو بریدن که تواند
آن ترک شوخ دیده خود از دودمان کیست
یارب چنین خراب کن خانان کیست
از ناله و فغان من آید جهان بجان
آن سنگدل نگفت که آیا فغان کیست
این سر و سرفراز که خوش می چند بنار
یارب چنین کشیده سر از بوستان کیست
هر تیر بردلم که دو ابروی او کشید
دانشم از طمیعین دل کز کمان کیست
چون نامه نیاز ضمیری رسید و خواند
پرسید بر سیل تغافل از آن کیست
بر می که شوی جلوه گرای سیمن آنجا
گویند شنای تو همه بے سخن آنجا
چشم که بود خانه خوش آب و هوای
نشایسته آنست که سازی وطن آنجا
خواهم که کنم پیش تو درد دل خود عرض
لیکن بمقامی که تو باشی و من آنجا
تا کرد خریداری خاک سر کویت
از نقد روان داد ضمیری من آنجا

رباعی

یارب بدرت نامه سیاه آمده ایم
وز آتش دوزخ به پناه آمده ایم
هر چند که ما غرق گناه آمده ایم
باقافله عذر براه آمده ایم
در تابیخ گنبد حاجی افضل علیه الرحمه گوید سه

بدوران شب اکبر گشته
خطاب او جمال الدین محمد
چو حاجی افضل از تقدیر حق رفت
ازین دار فنا در دار سرمد
ز تردی بیگ سلطان یافت بنیاد
برای مرقش این پاک گنبد
ضمیری جست سال این بنارا
بلفظ پارسی و هم به ابجد
بتارخیش نهان و آشکارا
خرد گفتا ستم هشتاد و نه قصد

و این حاجی افضل مردی بزرگ معتقد فیه بود و در بگرام بر مسند هدایت
ارشاد بفرمود و تردی بیگ سلطان از امراء اکبری بخدمت او اخلاص

اعتقاد داشت - و چون حاجی افضل از قصر مینا بسراپردہ کبریا خرامش فرمود و
 و بسوا د شہر مدفون گردید - تروی بیگ سلطان بر مرقد او گنبد عالیشان از سنگ
 عمارت کرد و قطعه مذکور را بنحواستعلیق در نہایت خوشخطی بر لوح سنگ کندہ در
 پیشانی باب گنبد تعبیه نمود - اما این گنبد بنام سالار بیگ کہ میراہتمام تعمیر بود
 شہرت یافت و نام تروی بیگ سلطان را کہ نے دانہ - شاعرے مناسب
 این مقام گوید :-

چون نگین مطلب ندارم غیر کام دیگران می نشانم نقش خود آئنا بنام دیگران

(۱۱۵) شاہدی میر عبد الواحد حبیبی واسطی بلگرامی قدس سرہ

دفتر اول از ترجمہ فصل زینت یافتہ و خامہ خوش نصیب شاہراہ سعادت ششانی
 و اینجا ہم طریق اجمال می پیماید - و صدر ورق را بر سلسلہ جواہر آبدار می آراید -
 آنجناب از بیعتیان خاص شیخ صفی سائی پوری است کوثر اللہ خیر محض
 و از خلفای پیش قدم شیخ حسین سکندریہ صاحب اللہ مؤکد - عمری دراز
 مسند ارشاد را بجلوس میمنت مانوس زینت بخشید - و سالکان مناہج حق پرستی را
 بسراستان کبریا رسانید -

تصانیف والا "سنابل" و "حل شہات" و "مشرح کافیہ ابن حب" بطور تصوف - و غیرہ متعدد اول است -

احیاناً بنا بر موزونی لطیف گوہر کافیہ می سنجید و طلای خوش عبار سخن برے
 کشید - در حل شہات می فرماید :-

"این کس در فن غزل تلمیذ خواجہ حافظ شیرازی است قدس سرہ و خواجہ نیز بہ شاگردی خود
 مرا قبول کردہ و گویا باین ضعیف ایمائے نمودہ :-

به دیر پیر مغان باش و می پرستی کن ز لعل ساقی ماجرعه گیر و مستی کن
چشم حیرت پیشه را خار و گل رعنائی است دل خرابی دیده را آبادی و محرابی است
چشم دل دایم دیگر از نگاه ما میرس گردگوی خویش می گردیم راه ما میرس
خانه دیده شود رشک پر بخانه چین گز قدم رنج کند یار بسر منزل ما
محل ذکر سید برکت الله قدس سره ما بعد است اما برای اتصال ترجمه او با
ترجمه جد امجدش میر عبد الواحد شاهی قدس سره در اینجا تحریر یافت. و نظیر این
وجه در تقدیم و تاخیر تراجم دیگر هم ازین فصل منظور است.

(۱۱) ضیا - حافظ سید ضیاء الله بلگرامی قدس سره

مشار الیه چنانچه در حوزه دانشمندان ورود کرامت آموذ نموده و مجمع تلامذه همین
نیز بطرز موزون جلوه فرمود

در بدایت حال کلام الله را با تجوید حفظ کرد. و دامن اکتساب کمال بر زد و
در قصبات صوبه اوده بطور طلاب این ملک گلگشت نمود و از دانشمندان عصر فنون
درسی فرا گرفت و با جناب سید احمد بن سید محمد کاپوی قدس الله استراما هما
غائبانه عقیدتی بهم رساند و این بیت بنظم آورده

کاپوی مک بلگرام یمن ای تو احمد منم اویس قرن
بعد ازین بادر اک رؤیت والا دیده و دل را مظهر تجلی ساخت. و در بلگرام محل
مید اپنوره مسند خدا پرستی و تدریس علوم آراست. و عالم عالم طلبه را از حد و بدایت
بسر منزل نهایت رسانید. و در عصر خود بغایت معزز و مکرم می زیست. و در تقاوت
و طهارت و حفظ حامی سنن نبوی قدمی را سخ داشت.

انتقال او بمبیت و پنجم شعبان روز سه شنبه سده ثلث و مائنه و الف (۱۱۰۳) واقع

شد. و موافق وصیت پایان مرقد خواجہ عماد الدین بلگرامی که صاحب ولایت آن مقام
است بیرون حریم متصل دیوار جنوبی منزل آرام یافت. راقم الحروف گوید
ز سپید ضیاء اللہ نحرید منور ساخت از خود محفل قدس
خرد تاریخ او درخواست از غیب ندا آمد. ضیاء منزل قدس
نقش در تمین است و نشرش ماہ معین. شعر و انشا دون مرتبہ آنجناب است و
شعاری که ثبت می شود پرتوی از ان آفتاب

قطره می که لبی بی تو چشیدن گیرد بگونا شده از چشم چکیدن گیرد
براه دیده دور وید درختهای مرده شانه ام که خیالی تو راه گم نکند

رباعی

ای لطف تو آب بر سر شعله چشم چون سوم بهست خلق تو خاره ویشم
گویا گردد ادب چو آتی به سخن بینا گردد حیا چو بکشتائی چشم

(۱۱۸) میر طفیل محمد بلگرامی

آفتاب جهان افروز یکتائی است. و در اوج دفتر اول سرگرم جلوه آرائی نینح
جامع فنون عقلی و نقلی بود. و در تجرد و تفرد و خصائل رضیه و شمائل سنییه بی مثل
می زیست.

اصل والا از سادات اندر ولی من اعمال آگره است و همنجا در تاریخ هفتم
ذی الحجه سنه ثلث و سبعین و الف (۱۰۷۳) شبستان امکان را روشنی بخشید. و در

له درین ماده همزه ضیاء را یک عدد محسوب است و الا تاریخ تمام نمی شود و در اصل سال وفات ضیاء این
نیست. معنی خود در آثار الکرام دفتر اول صفحه ۲۴۰ مطبوعه مفید عام آگره مشاهده می گوید که آخر
به تحقیق رسید که تاریخ انتقال مشاء الیه سنه اربع و مائت و الف (۱۱۰۴) است و ماده تاریخ

“ضیاء منزل قدس”
۱۱۰۴

از خدمت میرسید مبارک محدث بلگرامی که از تلامذہ خاص شیخ نورالحق خلف^{لحد}
 شیخ عبدالحق دہلوی است سند نمود۔ و در جمیع علوم منقول و معقول خصوص تفسیر
 حدیث و لغت و فنون عربیت و تارتخ و موسیقی اقتداری عظیم بهم رسانید۔ و حافظہ^{نفس}
 برترتبه بود کہ قاموس اللغه از اول تا آخر از برداشت

ملاقات آنجناب با سید علی معصوم مدتی در اورنگ آباد دکن اتفاق افتاد
 سید علی می گفت:۔ من در تمام عمر خود جامع غرائب علوم مثل میر عبد الجلیل ندیدم
 و شیخ غلام نقشبند لکنوی ہمیشہ تعریف و توصیف می نمود۔

آنجناب در سنہ اربع و مائتہ و الف (۱۱۰۲) بہ دکن شتافت۔ و عنقریب عطف
 عنان نمود۔ و کمرت ثانی در سنہ احدی عشر و مائتہ و الف (۱۱۱۱) بہ ارادہ تلاش
 معاش جادہ مسافت دکن پیمود و بعد از طی مراحل در اسلام پور (عرف
 برہما پوری) از توابع بیجا پور اردوی خلد مکان را دریافت۔ میرزا یار علی
 بیگ سوانخ نگار حضور پادشاهی لوازم قدر شناسی بجا آورد۔ و بملازمت سلطان
 رسانید۔ پادشاہ بمنصبی شایستہ و جاگیر جید از محال سائی پور قریب بلگرام و مسافت
 بخشید۔ و وقائع نگاری گجرات شاہ دولہ۔ قرین عنایت ساخت۔ آنجناب
 در تارتخ خدمت انشائی کند۔

مرا از جناب خلافت عطا شد ز روی کرم خدمت عیش افزا
 خرد گفت تایخ تفویض خدمت وقائع نگاری گجرات زیبا
 بعد حصول خدمت از دکن محل سفر خطہ بلگرام برست و از انجا متوجہ گجرات
 شد و غزہ ربیع الاول سنہ ثلث عشر و مائتہ و الف (۱۱۱۳) گجرات را مورد
 برکات ساخت۔ و قریب چہار سال ہر دو خدمت را بہ دیانت و استقلال تمام
 سرانجام داد

و در سده ست و مائت و الف (۱۱۱۶) عزل در میان آمد آنجناب در ماه
جمادی الاولی سال مذکور محروسه بلگرام تشریف آورد -

میرزا یار علی بیگ غائبانه نقش قدر دانی زد و هم در آن سال خدمت
مشیکری و وقایع نگاری و تاریخ نویسی سرکار بهکمر و سرکار سیوستان از جناب
خله مکان برای ایشان گرفت و سند حاصل کرده همراه قاصد اجیر روانه بلگرام
آنجناب بعد وصول این بشارت سمند عزم جانب ملک سندھ بخرامش در
آورده و بیست و چهارم رجب سده سبوعشتر و مائت و الف (۱۱۱۶) سواد بهکمر را
از پیر تو قدوم برافروخت - و سالها خدمات را به دیانت و امانت پرداخت

و بعد رحلت خله مکان چون قدر و منزلت آنجناب نقش خاطر شاهزادگان
و جمیع ارکان سلطنت بود در طبقات لاحقه بی آنکه از بهکمر حرکت کند ارکان سریر
علامت در هر عصر سده استقلال خدمت روانه ساختند تا آنکه در عهد محمد فرخ سیر
پادشاه از نیزنگیهای قدرت الهی در پرگنه جنوبی از اعمال بهکمر ریزهای نبات بقدر
ثراله خورد از ابر بارید - و به نزول این حلاوه غیبی کام و زبان عالم شیرین گردید
آنجناب درین سانحه غریب رباعی انشا کرده در فرد و قانع معروض بارگاه خلافت
داشت که ه

فرخ سیر آن شهنشاه با برکات بیخ از ادب او شده شیرین حرکات

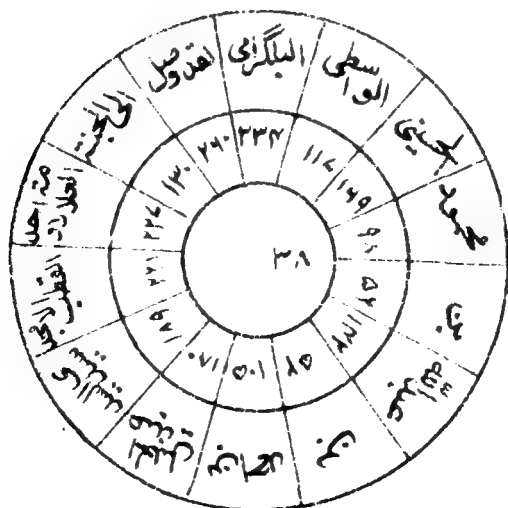
در سینه زمین عهد عشرت مهش بارید سحاب ریزه قند و نبات

میر حاکم سمرقندی که در آن زمان رائق و فائق مهمات سلطنت بود و سوانح حضور
علی باد تعلق داشت - و آخر صدر الصدور جمیع ممالک هندوستان شدند بمجر دلا خط
زرد و قانع بی آنکه حکم به تحقیق کند حل بر خلاف واقع نموده در اوائل سده ست و عشرین
و مائت و الف (۱۱۶۶) معزول ساخت - آن جناب در همین سال از بهکمر

جانب دار الخلافه شاهجهان آباد حرکت کرد و خدمات بوساطت امیرالامرا سید حسین علی خان بحال ساخت. و شیخ محمد رضا بهکرمی را نیابت مقرر فرمود و در سنه اثنتین و ثلثین و مائة و الف (۱۱۳۲) بعد شازده سال بلگرام را از مقدم گرامی مستعد ساخت و یک سال توقف کرده به دار الخلافه شاهجهان تشریف بُرد.

ولادت با سعادت سیزدهم شوال سده احدى و سبعین و الف (۱۰۶۱) است و انتقال شب شنبه بیست و سیوم شهر ربیع الآخر سنه ثمان و ثلثین و مائة و الف (۱۱۳۸) در شاهجهان آباد واقع شد. نعش مبارک حسب الوصیة به دار السلام بلگرام نقل کرده روز جمعه اول وقت عصر ششم جمادی الاولی سال مذکور در قدم و بنر گوار ایشان سید احمد مرحوم دفن ساختند.

راقم الحروف کرمیه للذین أحسنوا الحسنى و زیادة (۱۱۳۸) تاریخ یافته در تفسیر بیضاوی گوید: - الْحُسْنَى الْجَنَّةُ وَ الزَّيَادَةُ هُوَ اللَّقَاءُ وَ نیز دائرة تاریخی به پرکار فکر کشیده و تواریخ کا تعدد لا تحصى بمرکز نشانده. دائرة این است -



طریق استخراج تاریخ ازین دائرة این است که از خانه های چهارده گانه هر خانه را که خواهند مبدء قرار دهند - و بهر عددی که بخاطر برسد شمار نمایند سوای واحد و چهارده و انصافش و اول با آخرین - و بهر خانه که شمار تمام شود عددش بگیرند - پس عددی که بدان شمار مقرر شده اگر فرد باشد باز خانه منتهی را مبدء گردانیده تعداد نمایند مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى وَ دَوْرَةٌ قَدَوْرَةٌ تا آنکه منتهی مبدء اصل گردد - اکنون مقدار عددش بگیرند که مجموع اعداد حاصله تاریخ نشود - و اگر زوج باشد خانه ما بعد منتهی را مبدء گردانند - و همین نمط شمار منجر شود تا آنکه منتهی خانه ما قبل مبدء اصل گردد - پس بدستور مجموع اعداد حاصله تاریخ شود -

نخنی نماند که مراد از اضعاف در اعداد مستثنی مثلین و سه مثل فصاعداً باشد - و اطلاق ضعف از روی لغت بر سه مثل فصاعداً آمده است برخلاف مصطلح علماء هست
 فِي الْقَامُوسِ :- اَلْضَعْفُ بِالْكَسْرِ الْمِثْلُ إِلَى مَا نَأْدِيْقَالُ لَكَ خِصْفُهُ
 يُرِيدُونَ مِثْلِيهِ وَ ثَلَاثَةُ امْثَالِهِ لِأَنَّهُ زِيَادَةٌ غَيْرُ مَحْصُوصَةٍ
 حالا خانه زبان آور فضائی که تعلق بموزونی طبع اقدس دارد بیان می نماید - و لذت
 جوان معانی را خطوط روحانی می افزاید -

میر محمد مراد متخلص به لائق جوینوری که در عنفوان جوانی بشوق ملاقات میرزا
 صائب پیاده از هند به صفایان رفت - و روزگار که بخدمت میرزا بسر برده به
 پند برگشت - و از پیشگاه خلد مکان مدتی به سوانح نگاری دار السلطنت لاهور
 سرافرازی داشت با علامه مرحوم بسیار مرتبط بود و با اشاره ایشان خمسه در سلک نظم
 کشید - چهار کتاب از خمسه او بنظر راقم الحروف رسیده - در خانه ثنوی مقابل "خزن
 اسرار" تصریح بتکلیف علامه مرحوم می کند و زبان به ستایش و الاهی کشاید که
 راقم این نامه معنی سواد محو سخن بنده محمد مراد

بودشی انجن آرای فکر داشت سری گرم ز سودای فکر
 یافته از قید تعلق خلاص خامه کبف منتظر فیض خاص
 از درم القصه درآمد درون اهل سخن را به سخن رهنمون
 نشئه سر جوش خمستان هوش از پی تحقیق سخن چشم و گوش
 صورت از گذشته بمعنی دلیل سید علامه عبدا لجلیل
 کرده بموزونی لمع سلیم طالب نوشتیم چو کلام کلیم
 می دهد از لفظ بمعنی پیام زود تر از نکبت گل با مشام
 می برد از طرز بطلب سراغ گرم تر از نشئه می با دماغ
 دید که فکر سختم پیشه است دل گرو صورت اندیشه است
 گفت سخن ساده و پرکار به تاب کش بجه و ز تار به
 بس بود از بهر سخور گوا معنی بیگانه لفظ آشنا
 گفتن او فکر مرا تازه کرد روی سخن را به نفس غازه کرد
 شد ز پری خانه دل جلوه گر خیل معانی ز پی یکد گر
 جرعه کش بزم اولیسی شدم پیچ در خمسه نویسی شدم
 خامه بتقریر گرو ساختم نقش دلاویز به پرداختم
 از مدد باطنی گنجوی طرز سخن یافت ز فکر نوی

و ناظم خان فارغانی قی - در مدح سامی گفته و گوهر حق سفته ه

چو نوئی کجاست شاه بقلمرو معانی بنو هیچکس نماند تو به هیچکس نمانی
 قیمت شناسان لالی فصاحت می دانند که تا در بیتیم سخن منظور نظر معنی پرور گردد
 بی سخن تا صدف آسمان بر خود بالیده - شعر گفتن آنجناب تقریبی بود - مذهبهای گذشته
 که مصرعی موزون نمی کرد - و هرگاه تقریبی رومی داد پیری ز ادا ان معانی را باندک تو

تسخیر می نمود- طبع معنی آفرین همین معنی دارد- و بر بانی روشن تر ازین بر علو قدرت و سمو قدرت نمی باشد- و در اصل توجه فکر عالی جانب شعر محض برای تفتن طبع و استیفاء صدف کمال بود- و الا شاعری را دون مرتبه خود می شناخت- و درین باب جبرسی نی جنبانده

مقصود من تفتن طبع است از سخن ور نه سزای زنبه من نیست شاعری

آنجناب از هفوات شاعری بسیار احترام داشت و فرزندان و تلامذه را سخت باکیدی کرد که زبان را از هفوات محفوظ دارند- بیما نسبت به انبیاء صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین مثل ترجیع مشتوق مجازی بر یوسف و طعن عاشق بر صبر ایوب علیهما السلام و در جا هفواتی از شاعری بنظری آمد- آیه خاتم سوره شعر بر زبان می آورد که سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ-

و فقیر التزام کرده ام که درین صحیفه هفوات شاعری بر زبان قلم نیاید- و کام و زبان از تملوث آن محفوظ ماند آنجناب در ابتدا "طراز می" و بعد بنا بر آنکه سید واسطی الاصل است "واسطی" تخلص می کرد- اما اکثر اسم شریف خود می آورد- و در زبان عربی و فارسی و ترکی و هندی داد فصاحت می داد- غزل گفته و از دیگر اقسام سخن جواهر آبدار به الماس اندیشه سفته- و لاشک سلیقه صاحب طبعان مختلف افتاده شخصی واحد را مشاهده می کنیم که بسراجم نوعی از شعر خوبی پردازد و در نوع دیگر با مقابل سپرمی اندازد-

عرفی شیرازی قصیده را بپایه اعلی رسانده اما غیر قصیده را طرزے که باید بر کرسی نه نشاند-

میرزا صائب در غزل داد سحر آفرینی داده اما در غیر غزل تقبیش ننهاد- اینجا کمال قدرت الهی تماشا باید کرد و بکمال عجز خود اعتراف باید نمود که این کس هیچ ندارد و

۴۴
انچه بردل وارد می سازند بر زبان می آرد۔

ملاقات میر عبد الجلیل مرحوم با ناصر علی در اورنگ آباد دکن واقع شد۔
خود با فقیر نقل کرد که صحبت خوب برآمد۔ مردم دیگر را جواب داد۔ و از اول روز تا
نیم شب جلسه اتفاق افتاد۔ در آن آیام ناصر علی قصیده لامیه تازه گفته بود۔
تشبیب آن در وصف گرامست و گریز به نعت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مطلقش
این است ۛ

گد اخت بسکه هوای تموز مغرب خیال شرر ز سنگ بر آید بصورت تبخال
تمام قصیده برخواند و استفسار کرد که بیتی خوش آمد۔ گفتم تمام قصیده خوب است باز
بجد شد که اگر بیتی پسند افتاده باشد نشان باید داد۔ گفتم یک بیت۔ بجز استماع
این کلمه تغییری در چهره ظاهر شد۔ در یافتم۔ گفتم این همه جواهر ریز است و در مرتبه پنجم
همه مسادی۔ اما گاه می شود که آبداری یکی متناز می افتد۔ ازین حرف رنگ اصلی بحال
آمد۔ و پرسید که کدام بیت خوش آمد۔ گفتم این بیت ۛ

ز بسکه خم بزمین نارسیده می سوزد چو شمع بر سر شلخ است ریشهای بنال
ناصر علی تحسین کرد که فی الواقع من هم این بیت را از سائریات متناز می دانم۔
و نیز می فرمود که در دو بیت ناصر علی دخل کردم یک بیت از یاد راقم الحروف
رفت و بیت دیگر این است که در شنوی در مدح خلد مکان می گوید ۛ

محی الدین محمد زیب اورنگ فضای شش جت بر شوخیش تنگ
میر عبد الجلیل فرمود که لقب پادشاه محی الدین است بی تشدید یا از باب افعال
ناصر علی اعتراف نمود

باز میر فرمود که در همین شنوی جاے در مدح اسپ گفته اید که ۛ
لفکر لامکان سیرش هم آهنگ فضای نه فلک بر شوخیش تنگ

مدح پادشاه و مدح اسپ بریک و تیرہ واقع شدہ و شوخی نسبت بہ پادشاه ملائمت
 ندارد۔ ناصر علی بیت را از مثنوی بر آورد۔ و در اکثر نسخہا نیست اما در یک نسخہ کہند
 بیت مذکور بعینہ بنظر راقم الحروف رسیدہ۔ و در نسخہ دیگر بتغییر مصراع چنین دیدہ شد
 شہنشاہ جهان ہوش و فرہنگ محی الدین محمد زیب اورنگ
 میر عبد الجلیل را غلامی بود کہ در سفر و کن خدمتہا کردہ و مشراط دقا بجا آورد
 بنگامی کہ در لشکر خلد مکان و با افتاد۔ و عالمی بتاراج فن رفت۔ پیما نہ اور ہم لبریز
 گردید۔ میر در مثنوی او مثنوی پر سوزی بنظم آوردہ و با ناصر علی ذکر مثنوی مسطور در دنیا
 آمدہ مطلعش این است

بیا ای خامہ ماتم روایت پریشان ساز گیسوی حکایت
 ناصر علی بسیار مخطوط شد و نسخہ استرعا نمود۔ آنجناب نسخہ ارسال نمود۔ ناصر علی
 در جواب این بیت بدیہہ بر شقہ کاغذ را نشان نوشتہ فرستاد۔ و راقم الحروف
 آن را مشاہدہ کردہ

ندانم تا چہ از دست ایوب تومی آید کہ بوی خون مظلومان ز مکتوب می آید
 شخصی مصراع از بیت میرزا امید دل در مجلس خواند کہ
 "روز سوار شب کند اسپ چراغ پا"

و گفت کسی مے تواند کہ پیش مصرع ہم رساند۔ علامہ مرحوم فی البدیہ اشاکردہ
 غرہ مشوکہ ابلق ایام رام تست روز سوار شب کند اسپ چراغ پا
 از ان شخص بے اختیار آفرین سرزد و گفت حق این است کہ مصرع بشریف بہ از پیش
 مصراع میرزا واقع شدہ۔ میرزا چنین گفتہ است

بالیلج سرکش این ہمہ رنج و فاجر روز سوار شب کند اسپ چراغ پا
 مہارت آنجناب در فن عروض عربی و فارسی بہ مرتبہ نہایت بود۔ میر نور اللہ احراری

در شرح قول شیخ سعدی که

وَإِنْ سَلِمَ الْإِنْسَانُ مِنْ سُوءِ نَفْسِهِ فَمِنْ سُوءِ ظَنِّ الْمَلِكِ لَيْسَ يَسْلَمُ

نوشته که لَا يَسْلَمُ فصیح تر از لَيْسَ يَسْلَمُ می نماید چه در نسخه لیس مصرع زیاده میشود آتی

آنجناب برین قول حاشیه تحریر نموده - در اینجا کلام مشریف بجنسه نقل کرده می شود -

”مغنی نماند که این بیت بر وزن دم ازان اوزان ثلثه بحر طویل است که عروض و ضرب آن مقبوض

”می آید و تقطیع مصراع ثانی که منطوق گفتگوست و موزون به آن فعولن مفاعیلین فعولن مفاعیلین باشد چنین

”است فمن سو فعولن - و ظن ملکه مفاعیلین و علی لی فعولن سس یسلمو مفاعیلین - و چون تقطیع

”مذکور معلوم گردید ظاهر شد که واجب و متعین است که نسخه لیس یسلم باشد نه لا یسلم چنانچه

”میرگان برده - چه حرف لام و یا از حرف لیس در تقطیع بالفظ دعی مرکب شده بر وزن فعولن تا

”شد و سین کلمه لیس بالفظ یسلم نفسم گشته بر وزن مفاعیلین خواهد گردید که ضرب مقبوض است

”و در صورتیکه نسخه لا یسلم بقول میر اعتبار نمایند لفظ الا بالفظ دعی مرکب شده فعولن خواهد شد

”و لیسلم بر وزن فاعلن خواهد ماند - و فاعلن در ضرب بحر طویل نمی آید چنانچه بر متبع عروض پیدا

”است چه ضرب بحر طویل تام می باشد یا مقبوض یا مخدوف - و فاعلن ازین هر سه قسم خارج است

”پس آنچه میر نوشته که از نسخه لیس مصرع زیاده می شود موافق میزان طبع میر است نه موافق میزان

”عروض طرفه آنکه مصراع در صورتیکه لا یسلم باشد کم می شود -

”و چه مناسب این مقام است بیتی که خلیل بن احمد واضع فن عروض در مثال وزن دوم بحر

”طویل آورده -

”سُبْدِي لَكَ الْإِيَّامُ مَا كُنْتُ جَاهِلًا وَيَا بَيْتَكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تَرُدَّ

”و عبارت میر که لا یسلم فصیح تر از لیس یسلم می نماید چه در نسخه لیس مصراع زیاده می شود آتی

”در محل تامل است زیرا که منطوق عبارت دلالت دارد برین که زیادت مصراع منافی فصاحت است

"ووزن عوفی را وجوداً و عدماً در فصاحت و عدم آن دخلی هست و حال آنکه هیچ یکی از علماء معانی
 "این معنی را در فصاحت کلمه و کلام و عدم آن اعتبار نکرده - بر فرض منزل مقتضای عبارت میر
 "آنست که بر تقدیر زیادت فصاحت هر تفعی می گردد و حال آنکه فقط فصیح تر که برای تفصیل است
 "دال است برین که فسوء لیس لیس هم فصیح است پس فصاحت این نسخه باز یادت وزن
 "با عقدا میر چه قسم جمع می تواند شد اللَّهُمَّ اغْفِرْ هَفْوَائِي وَ اغْفِرْ عَنْ سَائِرَاتِي
 "انتهی کلامه

از عهد خلد مکان تا عصر محمد شاه پادشاه جمیع امراء عظام اعوانه و اکرام میر بجای
 آرند و تشنه صحبت والا بودند سیما امیر الامرا سید حسین علی خان که بایشان الفتی
 خاص داشت - و اکثر در مجالس خود بر ملای گفت که میر عبد الجلیل درین عصر نظیر
 ندارند و لوازم احترام فوق الحد بتقدیم می رسانند لهذا آنجناب از توبه دل بمدحت او پرداخته
 و نام او را زنده جاوید ساخته

و آنجناب با امیر خسرو علیه الرحمه تشابه تمام دارد - و خود در مثنوی می فرماید سه
 اگر چه میر خسرو بود استاد ندارد چرخ چون او دیگری یاد
 بفکر دور دو پرواز دارد نبی نبود ولی اعجاز دارد
 در انواع سخن شور جهان است بقدرت خسرو صاحبقران است
 دلی من هم ازین گلدسته نو درین عصرم بجای میر خسرو
 کمال از هر نمطا دلخواه دارم امید تربیت از شاه دارم

تشابه ایشان با امیر خسرو هم از راه جامعیت علم و عمل و هم از جهت مصاحبت
 ارباب دول - چه امیر خسرو از آغاز تا انجام با سلاطین دہلی بسر برد و هفت پادشاه
 را خدمت کرد - طرفه آنکه علامه مرحوم هم بلوازم خدمت هفت پادشاه دہلی از سلاطین
 تیموریه پرداخت یعنی خلد مکان عالمگیر و شاه عالم و محمد معز الدین (جهاندار شاه)

و محمد فرخ سیرور فیج الدرجات و شاهجهان ثانی و محمد شاه رحمهم الله تعالی
 امار فیج الدرجات و شاهجهان (ثانی) ایام معارودوی بر سریر فرمان روائی نشسته
 و از غارت گرجا جل فرصت نیافتند - تصیده میمیه میر که غفریب می آید بنام شاهجهان
 ثانی است

اشعار میرا گرچه در مدائح واقع شده اما مده العرصه شعر از احدی نگرفت الا
 یکبار و تنیکه این رباعی از نظر سلطان او رنگ زیب خلد مکان گزرا نیده
 کسری که بعدل بود عالم پیروز بی جرم آویخت پای زنجیر ز در
 ذاتت ز کمال عدل تجویز نکرد آویختن سلسله در هم در کشور
 سلطان چهار خریطه از طهای مسکوک و کن که آن راهون نامند بدست شهزاده کام بخش
 داد - شاهزاده بدست مخلص خان میر بخشی داد - مخلص خان به میرسانید - و این
 یکبار صله گرفتن میر در تمام عمر غالباً برای اشکال تشابه با امیر باشد به امیر خسرو صلات
 از سلاطین و امرا قبول می فرمود چنانچه از تتبع تصانیف امیر واضح می شود
 سلطان قطب الدین بن سلطان علاء الدین خلجی جائزه کتاب "نه سپهر" را
 برابر وزن جثه فیل تسلیم نمود - امیر در آن کتاب تفریح می نماید و از زبان سلطان
 قطب الدین می فرماید

بتارخ همچون من اسکندری	کنده هر که آرایش دفتزی
ز گنج گرانمایه بے شمار	دهم بار پیش نه آن پیلبار
مرا خود درین ره پدر شد دلیل	که می داد ز بیم ترا زوی فیل
شناسد کسی کش خرد در بنمون	که از پیلبار است و ز نش خرد
چو میراث شد پیل زرد ادا نم	نه زیباست زین سهل تر و ادا نم
شها گنج بخشا کرم گسرا	معانی شناسا سخن داورا

مرا عمر که شصت بالا گذشت	همدیش شانزده سال گذشت
بسی بندگی کردم از خونِ نخت	که بسنه در خدمت پیر تخت
ز شان کسی کا ولم کرد یاد	معزالدنا بود شده کی قباد
از ان پس ز فیروزه چرخ بلند	شدم پیش فیروز شاه ارجمند
از ان پس که در شتائی شدم	تو نگر ز گنج علای شدم
شد اکنون که اقبال همدم مرا	نوازنده شد قطب عالم مرا
چنین بخششی که تو حرم یافتم	در ایام پیشینه کم یافتم
کنون لابد از سحر سخ ز من	باند از بخشش آید سخن
بر اند کزین پیش پرداختم	چو این نامه خاص کم ساختم

مخفی نماند که مراد از معزالدنا معزالدنیا است برای ضرورت شعردنا در آوردن
و آن جمع دنیا است و مراد از فیروز شاه سلطان جلال الدین خلجی باشد چه نام
اصلی او فیروز است

اکنون سلسله مطلب اصلی می جنبانم - در عنفوان شباب "امواج النیال"
نام شنوی در تعریف دارالسلام بلگرام فرموده - و درین مثنوی اکثر قواعد موسیقی
هندی ضبط نموده با ثبات برخی از ان شنوی روی ادراق را مزلف می سازم -

آب و گل من که فیض عام است	از خطه پاک بلگرام است
سبحان الله چه بلگرامی	کوثر می و آفتاب جامی
خاکش گل نوبهار عشق است	آبش می بی خمار عشق است
از عشق سرشته ایزد پاک	از روز ازل خمیر این خاک
هر لاله کزین دیار روید	تخم دل داغدار روید
هر گل که دمیده است زین خاک	خونین بگرسیت پیرون چاک

نرگس نبود بصحن گلزار
 گل با سنبل بهم دران خاک
 خورشید از ان بهار نیزنگ
 سنبل بچمن بود بصد ناز
 از فیض هوای آن گلستان
 ز آتشکده سبزه می زند جوش
 تماشد چمنش بدیده محسوس
 تا بستانش که عیش بار است
 گرمی آنجا است مایه زلیست
 سرما چو دران مقام آید
 هر دود که از جگر کند گل
 چون موسم برشکال آید
 جولان سحاب شوخ طناز
 در ویش هوا بسی نفس خست
 وز نشئه ذکر چه شد مست
 نشاء همنشئه یک تاز برسات
 نقاره نواز حشمت خویش
 از برق نموده تیغ خون ریز
 ترکش ز تقطر بهارین
 تا روی زمین بدست آرد
 باریدن ریزه ریزه باران
 منصور برآمد است بردار
 آویخته بسطی بفتر اک
 پشمرده گللیست باخته رنگ
 زنگی بچند کند انداز
 سر سبز شود نفس چو ریحان
 بچون خط یار از بنا گوش
 شد پرده چشم بال طائوس
 چون گرمی عشق سازگار است
 گوئی که حرارت غریزیست
 عنقای هوا بدام آید
 افسرده شود چو شاخ سنبل
 حشمتش بحد کمال آید
 چون خیل پری بود به پرواز
 تا خرقه رفته رفته دوخت
 تسبیح هزار دانه در دست
 ساغر کش نشئه مباحات
 مشکین علم سحاب در پیش
 وز ابرسیه سپر دلاویز
 وز قوس قزح کمان تلکین
 بر فوج خزان شکست آرد
 کرده درق نشاط افشان

نقسی است ازین بهار مرغوب	قلل مهود ماء مسکوب
هر سوخته نمی کرشمه پردانه	از نوک ننگه جگر رفو ساز
تا پای کشان کند کا کل	سزست نگاه پیر تغافل
تا در تنق حیا نشسته	حق از مژه بر نگاه بسته
صنهای مژه بترکتازی	مشغول نبرد نیره بازی
قدی و نهال جلوه نو خیز	حسنه و بهار غمزه گل ریز
از چین چین ناز تخمیر	در پای نگاه بسته زنجیر
از داشتن گل تبسم	در خون شفق پلیده انجم
از سینه نشان که خوش بهار است	پیشانی صبح داغدار است

دیگر شنوی گفته در جشن طوی محم فرخ سیر پادشاه با دختر راجه اجیت سنگه راتهو
که در سبوع و عشرين دماة و الف (۱۱۲۷) واقع شد - جولان فکر عالی ازین شنوی
جوید است خصوص در مقامی که اسماء پردای هندی در ضمن الفاظ فارسی آورده -

و بے تصنع سحر حلال بکار برده - این چند بیت از ان مقام است -

چو صید دل نماید حسن آهنگ	پرد از چهره به یار سارنگ
در آن محفل کجا بر گوش می زد	نوی کان نه یاه هوش می زد
اگر شاپور با خسرو بخاک اند	پی این نغمه از حسرت خاک اند
معنی بر نواز آفسان و ترزد	که از بر لب بهار عیش سرزد
شگفتنهای دل و دشت تار است	که ان را نغمه گل دیس کا است
نوامی نغمه گرم دلبری بود	بنظم گوهری پیکو جری بود
شگفتن آچنان سرمی زدا ز تا	که کردی سینهارا سخن گلزار
اگر چه زهره دار و خوش نوائی	بدانی حال او این سوگرائی

در وصف طائفه رقاصان

گروهی از صباحت غازه بررو گروهی از ملاحات سبزه جو
 یکی از تابِ حُسنِ صندلی رنگ صدراع شوق افزودی بنیرنگ
 یکی از فیض رنگ زعفرانی بهار دیده کردی از غوانی
 یکی بُردی ز رنگ سرمه‌ی بهوش بعشق باز ن گفتی که خاموش
 گروه زن گشته به شوخ پری زاد ز کاکل بردل و از نغمه بر باد
 رخی بر هم زن هنگامه گل نگاہی قبله کیفیت گل
 ز موج جنبش ابروی ایشان فکده کشتی دلها به طوفان
 به ابرو کرده جادوهای عشاق تو گوئی شیشه‌ها چیدند در طاق
 ادای گردش چشم فسون ساز پُرخ آورده دلهای نظر باز
 بسوی گردش چشم آرد آهنگ تماشا بی بال گردش رنگ
 نگه در دِل بر می‌نمداست ز خط سرمه در دستش کند است
 بگرد چشم مست سحر پیروان نه پُر کرده دیده ترکانِ فسون نما
 که تا بسمل کند دلهای خسته کرشمه آستین را بر شکسته
 بود کاکل باین معنی مُباهی که رنگ نیست بالای سیاهی
 میان زلف لعل گوشواره بهار عشق بچاپ کن نظاره
 کنارِ مونسین مکتا سو کوندین گدازد دامنِ بهادر بُوندین
 ز مردارید بینی گاه دیدن چو قطره دل میبای چکیدن
 دران بینی نه مروارید و یا قوت نگاہی عالمی را کرده مبهوت
 مرشدِ قطره خونِ دل ماست که سرگردانِ حیرت افزوت
 دهن سرچشمه گوهر فشانی تبسم موج آب زندگانی

تبتسم از برق آخر چه فرق است
مسی زیر لب اطراف دندان
تبتسم در می دارد بهار سے
ترغم از لب نشان می کند گل
لب از رنگ لطافت چهره افروز
بگره آب زنج مائل جهانی
چنان سید زنج سرت نور دست
بود گوش از صفا بالای گردن
دو ترک چشم ساغر بر کف دست
که هر دو گوش نزد صاحب دید
گدوبندی ز می چون بر نظر زد
دو چشم و سینه را با هم بهاری است
نود سه موج رنگ پان ز سینه
خیم چو زنی بغایت دل پسند است
سیه چوری بود چون تار سنبل
ز انگشتان پیرس و خون بسمل
در انگشتان نگین رافتنه کار است
نگین در دست گرم دلبری بود
سری کوهی نهان در جوش گلشن
نظر در سرین مشغوف دیدار
نگارین پای زیب ساق دلجو
که هر دندان معنی تخم برق است
تو گوئی ظلمت است و آب جویا
چو شمشیری که رخشد در عجباری
ز برگ گل شنو آهنگ بلبل
شفق کرد است گل از صبح نوروز
چو بر چاهی بهجوم کاروانی
که از فطر خجالت سرخ وزر دست
باورین تیف بر عینا سه گردن
چنان گشتند از صبا سبب است
دو ساغر از دو دست بر دغلطید
خطوط آفتاب از صبح سر زرد
چو یاری که در پیشش اناری است
بزرگ موج می اند آ بگینه
بصید هوشها چنین کند است
که پیچید بر گلده سته گل
که ناخن می زند این حرف بزل
همانا اختر دنباله دار است
به هم گفت الخضیب مشتری بود
دلیل آن که در آنگاه دامن
چو مفلس در طلای دست افشار
سهی سروی دمیده بر لب جو

قدم در قفس زان رو به قرار است	که بر دلهای گرم اورا گذار است
برنگ شمع زانها قد کشیدن	برنگ قطره از دلهای چکیدن
کردن بیچ و تاب قفس بیتیاب	چو موئے کوفتند در جوش آید اب
بهنگام اشارت چشم و ابرو	کف دست و سر آلتشان و بازو
بنطق آیند در تصویر ایما	قیامت می نماید نطق اعضا
زمین از قفس شان گلزار چین شد	هوایا خنج طائوس آفرین شد

در صفت چرخ اغان

شبی روشن تر از صبح سعادت	مصفا چون دل اهل عبادت
هزاران شمع هر سو جلوه گر شد	تجلی پرور نور نظر شد
زده هر شمع بر سر طره زر	زمر و اید غلطان جامه دربر
دین شب شمعها را خوش ظهور است	سراسر بزم سرودستان نور است
صیف فانوسها چون گنبد نور	بانواع تجلی گشته معمور
زهر فانوس بنید چشم انصاف	دل نورانی از پیراهن فصاف
به فانوس خیالی دیده مانوس	نظر در سیر رنگ بال طائوس
شعل مشعل تابان دل افروز	برنگ پر تو حسن گلو سوز
چرخ اغان صف زده چون شانه زد	که در هم داشت شب زلف معبر
چرخ اغان جلد تن گشته دما نهها	فقیله پای تا سر شد ز با نهها
دعا کردند بهر شاه چون من	که شمع سلطنت زو باد روشن

در صفت آتش بازی

هوای عزم سیر آسمان کرد	بهر جانب جریب زروان کرد
پی تعلیم حرف روشنائی	فلک شد صفحء حرف هوائی

ز جوش نور مهتاب و ستاره
 بهواشد چرخ دیگر در نهاره
 شجر با از طلای صاف کردند
 بر سر شب مشجر باف کردند
 ز چرخ شد عیان بر عام و بر خاص
 که جوشید اندر این شب گشته قاص
 چنان در دود طالع شد ستاره
 که در گیسوی شعاع گوی شواره
 بنفشه تخته‌های شعاع افروز
 سرش را گرفت در اقل روز
 نمودی روشنی از جام مهتاب
 چو در بونه گسار نقره تاب

در صفت سقاییان

ز سقاییان گوهر پایش در گاه
 گردی پیش پیش موکب شاه
 عرق ریز از جبین خوش تلاشی
 بزرگ بر گرم آب پاشی
 قدم زن پای هر یک بزرگ ابر
 دوازده مشک بر یک چون رگ
 بگرد راه مشکشان بدل داشت
 که هر یک معج دریا در غل داشت
 چو گرد از آب پاشی شست شویافت
 زین هم زین عروسی آبرویافت
 بگیتی محو شد بوجه دلخواه
 غبار از خاندان و گره از سر راه

تختی مانند که این شنوی بموانع وقت از نظر پادشاه نگذشت و چون پادشاه غنقر
 سریر آرای ملک جادوئی شد - آنجناب دل به تمیض مسوده شنوی نداده متوجه
 عالم قدس گردید - بعد رحلت ایشان محرر اوراق مسوده را از سواد به بیاض برد
 و ابیات مشکل را حسب الطاقه حل کرده حواشی تعلیم آورد - و درین محل چند
 بیت مشکل با حواشی در معرض تحریر می رسد که عالی از خواندنیست -

در مدح پادشاه

وَإِن فَاقَ الْوَسْطَى فِي الْجَدِّ الْفَضْلِ
 فَإِنَّ الدَّاءَ لَبَعْضُ الْقَطْرِ فِي الْأَصْلِ
 ان شرطیه است و جزاء آن محذوف ای فلا باس معنی چنین است که اگر فائق شد

پادشاه خلق را در جنس و فصل ماهیت انسانی پاک نیست پس بدرستی که مروارید
بعضی از قطر است در اصل حال آنکه فائق است از دیگر قطر ها -

این بیت در تنج ابی الطیب متنبی است که در مدح سیف الدوله ممدوح خود
گفته است

وَإِنْ تَفَقَّيَ الْأَقَامَ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَإِنَّ الْمَسَاكَ بَعْضُ دِمِ الْغُرَا
خطاب به ممدوح است یعنی اگر فائق شدی خلق را حال آنکه تو ازیشانی پس پاک
نیست زیرا که مشک بعضی از خون غزال است حال آنکه فائق است -

بر وقت شناسان هویدا است که تشبیه لاحق از سابق پاکیزه واقع شد -
ایضاً در مدح پادشاه است

مثل از دانش اوگر کند گوش فلاتون از مثل سازد فراموش
مثل بضمین جمع مثال - و مثل افلاطونی بچند معنی است - گاهی مراد می شود عالم
مثال که متوسط است در میان عالم غیب و عالم شهادت و گاهی مراد می شود ص
علیه الهیه که قائم بذوات خود اند نه بذات خداوند تعالی شان و گاهی مراد
شود جواهر مجرده که آن را از باب انواع نامند یعنی از هر نوع فردی است بحر
از ماده ازلی و ابدی که افاضه کمالات جمیع افراد آن نوع و ابست اوست -
آن را بلسان شرع ملک البحار و ملک الجبال و جز آن خوانند

این معانی از حاشیه میرزا بهر امور عامه شرح موافق و کتب دیگر بقلم
ایضاً در مدح پادشاه است

سپاهش چون عرضی وقت تصریح کند روشن بر اعداد حرف تقطیع
عروض بالفتح نام علم مشهور است عرضی منسوب بآن و تصریح در لغت افکا

در اصطلاح شعر آفاقیه آوردن در مصرع اول از بیت یعنی طلع ساختن و حرف تقطیع
در اصطلاح عروضیان ده اند مجموع دیدن عبارت "لَمَحَتْ سُبُوقُ خُتَا" معنی آن
درخشیدن شمشیرهای ما -

وصفت فیلان

خط قرمز به پیشانی فیلان اگر می دید فضاء سخندان
نمی کردی بشعر خوشتن فخر بآن ناز و علم درباره صخر
تلمیح است بسوی بیت مشهور از قصیده خنسا بفتح فاء معجمه و لون و سبین همله
یکی از مشاهیر نساء سخن طراز عرب که در مشبه برادر خود صخر نامی گفته که ه
وَإِنَّ صَخْرًا لَّمَّا تَمَّ الْهَدَاةُ بِهِ كَأَنَّهُ عَلَمٌ فِي سَائِرِ النَّاسِ
یعنی بدستی که صخر هر آینه اقتدای کند راه نمایان باو - گویا صخر کو بی است که بر
سر آتش داشته باشد - چه کوه که در راه بنمونی پیوید است مصوص در حالی که بالای
آتش افروخته باشند -

و در اینجا مراد آن ست که اگر خنسا خط سرخ پیشانی فیل می دید به تشبیه کوه و
آتش فخر نمی کرد -

وصفت اسپان

پروگام شان به تندی آشنا شد بهر گامی بنا بر برج العصا شد
عصا نام اسپ جذمیه الابرش پادشاه یمن - گویند هرگاه جذمیه در بلاد روم رفت
و به دغا گشته شد قصیر که وزیر جذمیه بود بر آن اسپ سوار شد - اسپ جلور نیز بر ساری
نیل خود را رساند و در آنجا بول کرد - و در آن موضع برجی بنا کردند و برج العصا
نام گذاشتند کذا فی المحاضرات للمراغب الصفاهانی -

ایضا در صفت اسپان

و ثوب شان تعجب افزین است مثال طفره نظام این است
طفره در لغت یعنی برجستن و نظام بنون و تشدید طاء معجمه عالم معتزلی مشهور قائل بر مشد
طفره - و مراد نظام از طفره این است که متحرک مسافت را طی کند بر وجهی که از مکانی
به مکانی بچهد و مسافت میان را اصطلاحاً می گویند -

معنی بیت آنکه اسپان از پس سرعت برین روش مسافت طی می کنند و مثال
طفره نظام که محال است بوجود می آرند -

در سنه احدی و ثلاثین و ثمان و الف (۱۱۲۱) نیکو سیر بن محمد اکبر بن خلد
مکان که در قلعه آگره بمحور بود واقع طلبان او را بر آورده بر تخت نشانند -
امیر الامرا سید حسین علی خان بالمشکر جزا از دہلی به آگره رسید و قلعه را بعد از
مفتوح ساخت - میر حمید الجبیل قصیده غزائی در تهنیت انشا کرد - نواب پاشا
هزار روپیہ و اسب و خلعت صدمی داد - علامه مرحوم بر وفق ضابطه خود سر قبول
فرود نیاورد و قصیده این است -

مژده ای دوستان که در عالم	نقد شد نسیه بهار رارم
نونهال طرب بهار آمد	گل نشان گشت خاطر خرم
دل خوشی نشه رسا بخشید	بگل و سبزه و بهار قسم
بانغ از بس شگفتگی پر کرد	ساغر گل ز باد و شبنم
ابر و امن کشان خرامان است	برق رقصان و رعد گرم نغم
نوبهار از برای رسم نثار	هر طرف از شگوفه ریخت دم
که امیر سر آمد امرا	کرد تسخیر قلعه اعظم

این نظر از مواهب عظمی است
 پسر اکبر آنکه در افواه
 بود در حصن آگره محبوس
 داشت عیشی و کنج عافیتی
 تا گمان نفس شوم را هاش زرد
 دید اسباب بغی آماده
 ز بسیار زمره او باش
 ابروی فتنه زده نمود کمان
 از پیر داشت ارشاد بغی از ان
 کرد پرویزی ز چتر به سر
 چون برید این خبر به دلی برد
 خسرو دین پناه شاه جهان
 آن ابوالمجد و العلاذو الجود
 بنده اش کیقباد و کیکاؤس
 بختی الملک را اجازت داد
 آن امیر جماعه امرا
 قره العین حیدر کزار
 خلف الصدق موتم الاشبال
 جود او شهره دیار عرب
 نازد از نسبتش سمنوسب
 می کند با جماعه دلریش
 بر زبان واجب است ذکر نعم
 یافت نیکو سیر بعکس علم
 آنچه مفهوم ممتنع بدم
 خاطر آسود تر ز صید حرم
 خفیه آمیخت در طعامش هم
 اشتها صاف و اشته پر زد هم
 اکبر آباد قلعه محکم
 زلف آشوب گشت خم در خم
 فتنه آنجخت در کمال عظم
 بیخت بر فرق خود غبار الم
 شعله زد خشم داور عالم
 آب و رنگ بهار فضل و کرم
 مسند آرای چار بالش جم
 نوکش گویو و بیزن و رسم
 تا کشد لشکر ظفر پرچم
 چون حسین علی هنر بر شیم
 نخبه نسخه بنی آدم
 پیش او شیر شتر زده کم ز غنم
 تیغ او ضابط بلاد عجم
 بالدار همتش علو همم
 لطف او آنچه می کند مرهم

غوطه در جود او زند دریا
 لطمه از دست او خور و ضیغم
 هست مقیاس جود او بسحاب
 مثل مقیاس فزیهی بوزم
 در فن صرف همتش نبود
 ذکر ی از کلا دارن و از لطم
 در صف جنگ با سر اعدا
 چون الف گشته تیغ او الزم
 دشنه و نیزه اش بجان عدو
 می کند کار عقرب و ارقم
 تیغ او شد بفرق اعدا غرق
 همچو حزنی که می شود مدغم
 در دل نهم او در آید ریح
 چون در آید بر اهل خود محرم
 با کمندش سر معاند او
 مثل ولوی است با رسن منعم
 ظفر از فوج او شود پیدا
 فتح با تیغ او بود توام
 کرده صفت بدولت از دلی
 فضل حق همچنان ظفر بدم
 لشکری در رکاب بیش از حصر
 دیوار نعره بیان در رم
 همه زور آوران فیل شکوه
 که بشیر زریان زدندی بم
 کرد اسپان فوج نصرت موج
 آمد و قلعه را محاصره کرد
 دامن افشان برین بلند خیم
 شرح اسباب قلعه گیری رخت
 همچو انگشت و حلقه خاتم
 چون نهنگان بدور گردایی
 سر مرع عجز در گلوی قلم
 خصم را سوخت توپ شیر دانی
 توپها کرد قلعه جمع بهم
 از دای است توپ غازیخان
 کس ندید است شیر آتش دم
 چه نویسد ز توپ قلعه کشا
 کز سرهندوان نموده لقم
 تا براید به قلعه نصرت
 اسم او بر تلاش اوست علم
 هر طرف شد مرتب از سبابا
 سینه گردید فوج را ستم
 دخمه بهر دشمنان دژم

کوشش داشت در ثبات قدم	زان طرف هم مخالف سرکش
چون چنینی که واجهه بشکم	دست و پا زد درون قلعه بسی
صدمه تو پیهائے مستحکم	کرد استقاط این چنین آخر
مرگ مقلوب ز زندگی مبهم	کار بر اهل حصن شد دشوار
از مصیبت چو حلقه مانم	قلعه شد بر جماعه اعدا
که سخن از زبان اهل بکم	شد برون آمدن چنان دشوار
چون نفوذ صد آبگوش اضم	از برون هم ره رسد نشد
بالب خشک و دیده پر غم	از سر بحر خواستند امان
وقت قدرت خوش است ترک نغم	از ترجم بجان امان بخشید
این چنینی کشند اهل هم	فتح قلعه بزور تیغ نمود
بچو از لفظ دائره اضم	شد سیه طالعی ز قلعه برون
ورنه این عقده بود جذره اضم	این معنی کشور فطرت او
عام شد عیش در صنوف اضم	شاد گشتند دوستان یکسر
که بآن چو حلیفه ام اعلم	شرح حال منافقان گویم
خوش خضابی است از خا و تم	سرخي افعال روی سیاه
حَمْدٌ مُسْتَظْهِمٌ بِمَا أَلْعَم	مُحَمَّدٌ اللَّهُ وَاهِبُ الْأَلَاءِ
رسان لیه جو انیک جنم	کن کتخن کی سکت کمان پاوس
کلدی بوی آی نینک ابکی پریم	رمضان ایچی بوله می بخشی فتح
معنی فطر جلوه کرد اعم	از پی هم دو عید گشت پید
آن یک از شعر و دیگری ز حکم	هر طرف مجلس طرب چیدند
چنگ و طنبور کرده با هم ضم	وان دگر از ترانه رنگین

«كَمْ مَزَلَتْ قَبِيَّةَ اَقْدَامٍ اَقْوَامٍ وَاَقْرَبَهُمْ اِلَى الصَّوَابِ وَاِصَابَةِ الْحَقِّ
مَنْ اعْتَرَفَ مِنْهُمْ بِالْعَجْزِ»

مراد میر باقر از معترف علامه تفتازانی باشد.

معنی بیت آنکه این عقده در اشکال و عدم انحلال مثل جذر الا صم علم حساب بود یا
جذر الا صم علم معقول و لفظ اصم معنی سنگ سخت مصمت نظر قلعہ سنگین مناسب است
سه شرح حال منافقان گویم که بآن چون حذیفه ام اعلم
حذیفه نام صحابی مشهور صاحب سبزه رسول الله صلی الله علیه و سلم حضرت او را
پنهان از حال منافقان خبر داده بود. و درین بیت اشارت است بکمال تقرب و
محرمیت خود با ممدوح.

کتم بفتح کاف و تاء فوقانی گویا کسی که بآن خضاب کند.

سه از پی هم دو عید گشت پدید معنی فطر جلوه کرده اعم

چون قلعہ در ماه مبارک رمضان مفتوح شد و عید پییم هویدا گشت اول عید فتح که
عید مجازی است و دوم عید رمضان که عید حقیقی است و همچنین لفظ فطر معنی حقیقی جلوه
کرد که کشودن روزه باشد و هم معنی مجازی که فتح است و آن لازم کشودن روزه باشد
پس مراد از معنی اعم این است که مطلق معنی فطر باعتبار هر دو فرد خود که حقیقی و مجازی
باشد صادق آمد. و می تواند که مراد از اعم عموم مجاز باشد و برین تقدیر معنی چنین
که فطر مجازی که مطلق کشودن باشد صادق آمد عموماً به حیثیتی که متناول باشد معنی حقیقی و
غیر حقیقی را که کشودن روزه و کشودن قلعہ باشد.

و عموم مجاز در اصطلاح علماء اصول عبارت ازین است که معنی مجازی بقسبی

باشد که معنی حقیقی فرد او گردد و الله اعلم.

عج سبت سرور مراتب سر کم.

اهل موسیقی هند مراتب آواز هفت قرار داده اند و آن را "سببت سر" گویند یعنی
هفت آواز - و هر مرتبه را اسمی گذاشته اند - و از سر بر اسم حرنی گرفته سر کم به ان
ترکیب کرده اند - درین بیت لفظ سر کم اشاره به همان مراتب سببت است -
معلم باضم نشان کرده شده -

الحال نقشه چند از تصانیف والا در آهنگ حجازی به تحریری آید و زبان
قلم واسطی نثر اپرده گوش خوانیویشان را هم غزل سازی نوروز عربی کشاید -
چون خلد مکان در سده احدى عشر و مائة و الف (۱۱۱۱) بمحاصره قلعه
ستاره که از مشاهیر قلایع دکن است پرداخت و در اندک فرصت مفتوح گشت -
آنجناب در یک شب یازده تاریخ در السنه اربعه ترتیب داده از نظر پادشاه
گذرانید - از انجمله قطعه تاریخی بزبان عربی که از شکل اصالیع اختراع فرموده و
یدریضائی از جیب فکره و انموده - قطعه این است -

لَمَّا تَوَجَّهَ سُلْطَانُ الْأَنْدَلُسِ إِلَى	تَرَبَّ السَّمَوَاتِ فِي تَأْيِيدِ إِسْلَامِ
أَقْبَلَ بِهَامَةٍ فِي أَصْلِ حَنْصَرَةٍ	لَوْنُ دِيَا قَادِرٍ أَفْتَحَ أَمَامِ
فَصَارَ جِلْنِ افْتِنَاجِ الْأَسْمِ مُقْتَحَا	حِصْنِ لَمِنْ عَبْدٍ وَ آخِجَا رَحْمَتِ
نَظَرْتُ فِي الْفَاتِ وَهِيَ أَمْرٌ بَعْدُ	مِنْ قَوْقِ ابْهَامِ مِنْ غَلِي ابْهَامِ
وَجَدْتُ لَهَا لَعَامَ الْفَتَحِ حِينَئِذِ	سَرَّ قَاعِي سَسَنَةٍ مِنْ مَدِّ ابْهَامِ
لِلَّهِ تِلْكَ يَدُ بَيْضَاءُ قَدْ مَسَّ عَمَتْ	لِلنَّاطِرِينَ قِيَامِ مِنْ مُعْجَبِ سَامِ
هَذَا الْبَيْتُ لِعُرْمِ النَّاسِ مِنَ النِّسَاءِ	عَبْدُ الْجَلِيلِ بَيَّانَاتِ ابْهَامِ

مقصود از نسیم کردن سرا بهام بزنج خنصر این است که شکل لفظ سده بهام رسد
و چهار الف هند سه بالای لفظ سده بدستوری که معمول کاتبان اہمیت پیدا شود -
و مضمون این تاریخ بزبان فارسی نیز بسته و قطعه فارسی بسیار بیشتر است

رباعی

از بهر محبت علی هستی ماست گلچینی این بهار تر دستی ماست
 دل ساغر و مهر ساقی کوثر می از میکه غذیر خم مستی ماست
 اکنون خامه تقریب جو بتخریر احوال سید علی معصوم که اسم او در ترجمه میرزا علی
 ذکر یافت و احوال او در تاریخ نامها کیاب است خرامش می نماید

(۱۲۰) سید علی معصوم مدنی

سید علی بن سید نظام الدین احمد بن سید معصوم الشنگی الشیرازی المعروف
 سید علی معصوم از مشاهیر دوا و سنادید شعر است - مؤلف النوازل و بیع فی النواع البیج
 و ریاض السالکین شرح صحیفه کامله و حاشیه قاموس و سلفه العطره ذکره شعرا
 عرب و دیوان شعر -

خاندان او در شیراز بیت علم و فضل بوده است و مدرسه منصوریه شیراز بنیان
 بجده او میرغیاث الدین منصور است که از غایت شهرت حاجت بشرح ندارد
 و سید علی باضافه نام بهد قریب خود به سید علی معصوم مشهور گردید چون خوا
 شاه عباس ثانی صفوی اراده زیارت حرمین شریفین نمود - شاه عباس - میر
 معصوم را بابیگم همراه کرد که به تعلیم مناسک حج پیروازد - در اثناء راه چون تقریب
 تعلیم و تعلم در میان آمد و این معنی بحیولت ستر بر وجه احسن صورت نمی بست بخاطر بیگم
 رسید که کفویت ثابت است چرا عقد نکاح جلوه گر نشود - و حیولت حجاب بر نخیزد
 آخر نکاح انعقاد یافت و بعد زیارت حرمین شریفین از ترس شاه عباس معاذرت
 وطن متعذر شد و توطن مکه معظمه اختیار افتاد - و از بطن بیگم میر نظام الدین احمد
 شد و در مکه معظمه نشو و نما یافت - و بهمت بکسب فضائل گماشته از اقران فائق برآمد

میر معصوم

ام الدین محمد

میر محمد سعید میر جمل اردستانی وزیر عبد الله قطب شاه والی حیدر آباد مبالغ
 راوان فرستاده میر نظام الدین احمد را و سید سلطان را که از سادات نجف اشرف
 و دیه حیدر آباد طلبید که دو دختری که داشت آنها را در سلک ازدواج هر دو سید
 شد. اتفاقاً سلطان عبد الله را هم دو دختر بودند سلطان خواست که دختران خود
 را به هر دو سید تزویج کند. میر جمل به برآشت و برخاسته به رگه خلد مکان عالمگیر
 یافت. سلطان عبد الله اول دختری را به میر نظام الدین احمد که خدا ساخت
 برای طوی دختر ثانی ساز و سامان ترتیب داد. میر نظام الدین احمد با سید
 سلطان رنجش داشت. او در توجیه او نمی خواستند که ازدواج سید سلطان صورت
 گیرد شبی که نکاح سید سلطان مقرر شد. میر نظام الدین سلطان عبد الله را
 بیغام کرد که اگر تزویج سید سلطان واقع می شود. من بخیلفت شما کرمی بندم. و
 نزد خلد مکان رفته سعی در بدیم بنیان دولت شامی کنم و احوال و ائقال بار کرد و مستعد
 بویج نشست. سلطان عبد الله متحیر شد. و ارکان دولت را جمع کرده بمشاوره
 پرداخت. آخر رای همه برین قرار داد که اگر میر نظام الدین احمدی رود فتنه عظیم
 برپا می شود. تزویج سید سلطان موقوف باید داشت. و چون اسباب طوی همه مهیا
 شده بود. و در تاخیر ضائع می شد ابو الحسن را که آخر سلاطین قطب شاهیه است
 و با سلاطین قطب شاهیه قرابتی داشت برای دامادی تجویز کردند. مردم به طلب
 ابو الحسن شتافتند. در آن وقت ابو الحسن در تکیه بیقیدی نشسته بود. او را آوردند
 بهجام بردند و خلعت طوی آراستند نکاح بستند و موافق ضابطه توخانه را سر
 دادند. در آن وقت سید سلطان در حمام بود. چون صدای توبه ها شنید در استفسار
 افتاد که توبه ها را چرا اسر دادند حاضران که ازین ماجرا واقف نبودند جواب دادند که
 سبب ظاهر است که امشب شب طوی ست. سید سلطان گفت ضابطه این است

کہ تو بخانی نہ بعد عقد نکاح سرے دہند۔ و مروج را برای خبر فرستاد۔ رفتگان خبر کیے ہو
 آوردند۔ سید سلطان در آتش غضب افتاد۔ اسباب شادی ہمہ سوخت و اسپان را
 پی کرد۔ و خود را بدرگاہ خلد مکان رسانید۔

میر نظام الدین احمد از دختر قطب شاہ فرزندی نیاورد۔ سید علی از بطن
 زوجہ دیگر شب شنبہ پانزدہم جمادی الاولی سنہ اثنیتین و خمیین و الف (۱۰۵۲)
 در مدینہ منورہ متولد شد۔ لہذا اور آمدنی ہی گویند و یکسب کمال پر داختہ سر آمد
 ادباء عصر گردید

و شب شنبہ ششم شعبان سنہ ست و ستین و الف (۱۰۶۶) بقصد حمید آباد
 از مکہ معظمہ برآمد و روز جمعہ بیست و دوم ربیع الاول سنہ ثمان و ستین و الف
 (۱۰۶۸) بہ حمید آباد رسید۔ و با والد خود ملاقات کرد

و چون سلطان عبداللہ از سریر حیات فرو درآمد ابو الحسن بر تخت فرمان
 روائی برآمد و میر نظام الدین احمد ہم بعد یکسال فوت کرد۔ ابو الحسن در اتلاف
 متعلقان میر نظام الدین احمد کمر بست و نگاہبانان گماشتہ راہ آمد و شد مسدود ساخت
 سید علی عریضہ بجناب خلد مکان ارسال داشت و ادراک عقبہ خلافت استدعا نمود
 خلد مکان در آن ایام از ہند متوجہ دکن بود فرمان طلب سید علی بنام ابو الحسن
 ع۔ اصدار یافت۔ ابو الحسن سید علی را با اہل و عیال رخصت داد۔ سید رخت کوچ
 بر بستہ خلد مکان را در دار السرور بر ہان پور ملازمت نمود۔ پادشاہ اورا بعنایات
 خسروانی نواخت۔ و بمنصب ہزار و پانصدی سیصد سوار دو اسپہ سرافراز فرمود۔ و
 در رکاب خلد مکان بہ اورنگ آباد آمد۔ و چون ریات خلد مکان جانب
 احمد نگر از تفارغ یافت۔ سید علی را بحر است اورنگ آباد مامور ساخت سید
 مدتی برین خدمت قیام داشت۔

پس از آن حکومت ماهور و غیره از توابع صوبه برار تفویض یافت. آخر از حکومت
 ماهور استعفا نمود و التماس دیوانی بر بیان پور کرد. درجه پذیرائی یافت. سید در
 بر بیان پور رفته بدیوانی پرداخت.

و بعد مرور زمانی از خلد مکان رخصت حرمین شریفین گرفت و با اهل و عیال به
 لن فیض موطن رفت و از آنجا بزیارت غنایات سالیات کثافت و به مشهد مقدس
 رسید و به صفایان آمد و سلطان حسین صفوی را ملازمت نمود و التفاتی که مطرح نظر بود
 یافت. ناگزیر رخت بوطن اصلی یعنی شیراز کشید و در مدرسه منصوریه پای اقامت
 نشد و عمر را با فادۀ طلبه بپایان رسانید.

(۱۲۱) شاعر - میر سید محمد سلمه الله تعالی

خلف الصدق حضرت علامی میر عبد الباقی سلمه الله ضریحه از وجود
 بابون سابقا چمن فضلا را بهاری تازه است. و اکنون گلستان فصیح را رونقی بی اندازه
 آنجناب در تاریخ چهارم شهر ربیع الاول سنه احدی و مائۀ و الف (۱۱۰۰) به
 شهبانان امکان رسید. بمنطوق اَلْوَلَدُ الْحَرُّ یَقْتَدِیْ بِاَبَائِهِ الْعَرَّ نَسْخَهُ بِمَاعِ اَصْنَا
 علوم است. و مرآت فضائل و کمالات و الدرر حرم خصوص عربیت و لغت و محاضرات که
 درین فنون رأیت یکتائی می افرازد و گوی سبقت از اقران می رباید.
 کتب درسی نزد استادان محققین میر طفیل محمد بگرامی طاب ثراه گذرانید و کمالات
 کثیره از والد ماجد نمود اندوخت.

پدر گرامی را نسبت به فرزند ارجمند و راتنی شفقت اَبُوَّت عنایتی و محبتی خاص بود.
 در حینیکه علامه مرحوم از بهنگر به دار اختلافه شاه جهان آباد عطف عنان نمود میر سید محمد
 را نزد خود طلبید و مقارن آن مسرعی را فرستاد که چندی توقف باید کرد. و انتظار طلب

شنی باید کشید- میرد جواب قلمی فرمود که کن اَبْرَحَ الْاَسْرَهَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِّیْ اَبِی
 علامه مرحوم ازین جواب خطی کرد- و این رباعی رقم زده کلک جواب برسلک ساخت که
 تا یَاْذَنَ لِّیْ اَبِیْ به خطت دیدم گلهای طرب از چین دل چیدم
 از غایت اهتر از پروانه صفت ای شمع پدر برگرد مسرت گردیدم
 در او اخر عهد محمد فرخ میر علامه مرحوم خود مستغنی شده خدمات بصکرو سیوستان را بنام
 ولد ارشد گرفت- جناب میر سید محمد در سه شلث و ثلثین و مائة و الف (۱۱۳۳) به نص
 خدمات رسید- و مسند حکومت را از ابتدا تا انتها بشیوه تدین و حسن معاملات رونق
 بخشید- و بیع و تشریف آن دیار تا الان یاد می کنند- و سبحة ذکر خیر و حسن جمیل می گردانند
 میر در سه شلث و اربعین و مائة و الف (۱۱۴۳) کاتب الحروف را به سیوستان
 نائب گذاشته خود بدار السلام بلگرام تشریف برد و چندی در وطن گذرانیده بنا بر
 تخیلی که در خدمت راه یافته بود به دار الخلافه شاه جهان آباد حرکت کرد و بتوسل بعضی
 امر آن خلل را دفع ساخت -

در سه شلث و اربعین و مائة و الف (۱۱۴۵) کمرت ثانی به سیوستان تشریف
 آورد- و بنده را در واسطه سه شلث و اربعین و مائة و الف (۱۱۴۶) رخصت متین
 فرمود- و خود بر اسم خدمت مرجوع بدستور قیام نمود تا آنکه نادر شاه بر دیار سند مستقر
 گردید- و سر رشته خدمات پادشاهی گسیخت- اما خدا یار خان مرزبان سند میر را
 نگذاشت- و با عزت و اکرام تمام در سیوستان نگاه داشت- و از جانب خود خدمتها
 بتقدیم رسانید-

و چون هنگامه نادر شاه میان دران دیار گرم شد- و اوضاع ملک بر نسق سابق
 نماند- خاطر اقدس از اقامت آنجا برخاست و از خدا یار خان خواه نخواه رخصت گرفت
 و بیست و پنجم رمضان سه شلث و خمین و مائة و الف (۱۱۵۵) از سیوستان برآمد

دراز راه مار و ار متوجّه وطن شده - بعد طی مراحل بیست و هفتم محرم مکرم سده ست نهمین
 بهائت و الف (۱۱۵۶) بوصول بلگرام مسرت اندوخت -

میر طبعی و قادی و ذی نقاد دارد - و چون از طالع کتاب بازی پرداز و عنان ایشیه
 به وادی سخن عطف می سازد - مهارت زبان عربی و فارسی و هندی از حد افزون است
 و اشعار السنه ثمانه در خزانه حافظه عالی از حصه بیرون سخن را اکثر اوقات موزون می کند
 و جواهر آبدار در سلک نظم می کشد - این چند بیت از دیوان سامی تخریر می آید

ز نور جلوه خود رنگ کن کاشانه مارا	ز غوغا به بخش ای ماه سیما خاتمه مارا
در دام محبت چه شکار است بینید	دل در خم گیسوی نگار است به بینید
بست این طول امل رشته ز نار دلت	نیست در عالم دوان غیر جوس کار دلت
چشم پوشیدم ازین عالم تماشا یا فتم	مخوشتم چون حجاب و عین دریا یا فتم
بجای طوق قمری دیده حیران شو پید	دران گلشن که سر ز قامت جانان شو پید
نزد قنبر لبست شکر معلوم	پیش مهر رخت قمر معلوم
آفتاب آن طرف سحر معلوم	یار دور است و کوه غم حائل
پیش تیر قضا سپر معلوم	می کشد غمزه جگر دوزش
بی خبر گشته ام خبر معلوم	از نگاه دو چشم میگوشت
حلقه گشتیم پا و سر معلوم	در تمنای وصل او شاعر
که از حیرت طمیدن شد فراموش بیل مارا	مگر از چشمه آئینه آب خنجرش باشد
پایم رسیده است بشی که داه و اه	دستم بگیر گرچه تر باز روی قوی است
بعد سالی می نماید روی خود یکبار گل	یہج محبوبی ندارد این قدر رنگ حیا

(۱۲۲) آواره دشت ایجا و فقیر (میر غلام علی) آزاد

الحسینی نسباً و الواسطی اصلاً و البکرامی مولداً و منشأً و الخفی نهباً و البشتی طریقی

پیشتر در یوزہ گر کو چہ فقر است - و دیزہ چین مائده فضلا - درین مقام خود را بحاشیہ مخفل
سخن سرایان می کشند - و شکستہ ناخنی بتار نفس گسنہ می زنند -

من مقیم کو چہ نادانی - و آئینہ و ارسورت حیرانی - مدتی بر آستان سخن شستم - و در
در خدمت کلام موزون برستم - چند گاہ است کہ مرآت ضمیر از صور خیالی پرداختہ ام
و از بیت سخن بابیت المحزن یعنی ماتمکک ہستی خود سباختہ - اما موزونیت فطری احیا سانس
فکرمی جنبانہ - و دماغ از کار رفتہ را بصدائی قلقلی مے رساند - تا بجای کہ در عالم مثال
ہم گاہی خیال موزونی جلوہ می کند چنانچہ در عشرہ اخیر رمضان کثیر فیضان سہا صبی
و ستین و مائہ و الف (۱۱۶۱) مزاج بندہ را وحشتی بہم رسید - بخاطر افتادہ کہ از ہمہ قطع
نظر باید کرد و بار دیگر سری بدیار عرب باید کشید - و این داعیہ بمنابہ قوت گرفت کہ عقوبت
بود کہ از ممکن قوت جلوہ گاہ فعل خرامد - ناگاہ شب بدیت و ہفتم ماہ نہ کور طرف سحر در عالم
رویہ اندیشہ متوجہ شعر گردید - میتی موزون ساختم و معاً از خواب بیدار شدم - بیت بیاد
ماند و آن این است ے

چہ خوش گفت گوینہ نامدار مکش دست از دامن روزگار
لختی بہ تامل رفتم - دانستم کہ گویندہ سرودش غیبی است و مخاطب بندہ - اقتضال امر غیب
واجب دیدم و ارادہ کہ تصمیم یافته بود فسخ نمودم - و سر الہام آن است کہ حجبی کہ فرض
بود پیش ازین بتقدیم رسید - اگر دست از دامن علائق ظاہری می کشیدم و بتحصیل نافذ
شتافتم - چندین حقوق واجب الادا فوت مے شد ع
ترک واجب نتوان کرد پیہ نافلہا

من بی مایہ را چہ شایستگی کہ در صرف صاحب کمالات سر تو انم افزاخت - و طرح
ہمزبانی با طوطیان چین ضاحت تو انم انداخت - عمر ما در جلو دل دیوانہ گشتم - بجای
نرسیدم ساہادر پیہ کاروان نالہ افتاد و مبقای سرنہ کشیدم - اما سہارا با وصف کم نگ

در بزم کوکب اذن شستن و هلال را با وجود روزه گری پہلوی آفتاب رخصت کلاه
شکستن بہست۔ باین دست و نیز قدم جرات پیش مے گزارد۔ و حرفی چند از خود بریار
کرم فرما عرض می دارد۔

فقیر حقیر در تاریخ بیست و پنجم ماه صفر سنہ ست عشر و مائتہ و الف (۱۱۱۶) لنباس تی
پوشید۔ و در ریعان آگاهی سر رشته تحصیل علوم بہست آورد۔ و کتب درسی از بدایت
تا نہایت در حلقہ درس استادان المحققین میر طفیل محمد بلگرامی طاب ثراہ گذرانید۔ و
نفت و حدیث و سیر نبوی و فنون ادب از حدیث قدسی منزات پدی داستادی حضرت
عالمی میر عبد الجلیل بلگرامی طاب مضجعه اخذ نمود۔ و عروض و قافیہ
و بعض فنون ادب از حدیث والا درجت میر سید محمد خلف الصدق علامہ مرحوم
مردوم تلمذ کرد۔

و در سنہ سبع و ثلاثین و مائتہ و الف (۱۱۳۷) شرف بیعت جناب مستطاب سید الخاں
میر سید لطف اللہ بلگرامی قدس سترہ اندوخت۔

ناگاہ بوی از عطر توفیق بہ دامن رسید۔ و شوق گلگشت حریم شریفین نرا دھنا
اللہ شرفاً و کرامۃ از جا برد و در سنہ خمسین و مائتہ و الف (۱۱۵۰) مطابق کلمہ
”سفر خیر“ از خطہ بلگرام محل سفر حجی زمینت طرازی بہست۔ و در سنہ احدی و
خمسین و مائتہ و الف (۱۱۵۱) مطابق کلمہ ”محل اعظم“ زیارت حریم شریفین
سعادت نشأتین حاصل کرد۔ و در مدینہ منورہ علی منویرہا الصلوٰۃ و التحیۃ
بخدمت شینخان و مولانا الشیخ محمد حیات السند علی المدنی الحنفی قدس سنہ صحیح بخاری
قراءت نمود و اجازت صحاح ستہ و سائر مفردات مولانا فرا گرفت۔ و در مکہ معظمہ
صحبت شیخ عبد الوہاب الطنطاوی المہری دریافت۔ و بر شے از فوائد علمی کسب
شیخ عبد الوہاب یوسفی قدس کرام علماء عصر و نزیل مکہ معظمہ بود۔ و ہمیشہ

به نشر لوا مع علوم می پرداخت و در سنه سبع و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۴) به حجة الملوک
خرامید. و در جنت معلی آرامش گزید. شیخ عبدالوهاب علیه الرحمہ اشعار عربی فقیر
بسیار تحسین کرد. و هرگاه آزاد و تخلص بنده شنید و معنی آن را فهمید. فرمود "یا سید"
أَنْتَ مِنْ عَتَقَاءِ اللَّهِ و ازین نفس مبارک حضرت شیخ که در حق این سراپا گرفتار سرزد
امید و ایهها دارم.

فقیر و زن شعر عربی تلخیص میر عبد الجلیل است. و شاداب افاضه این سلسبیل برخی
از قصائد خود در دفتر اول ثبت ساخته. و با وصف بنوائی قانونی به آهنگ مجاز خوانند.
القصه در سنه اثنین و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۲) مطابق کلمه "سفر نخب" جانب
همین عطف عنان نمود. و از راه بندر سورت سری به دیار دکن کشید. و بمیت و بمقم
ذی القعدة همان سال وارد حجة بنیاد گردید. و دست به دامن انزو آورد.

بعد چندی دویم رمضان سنه اربع و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۴) جاذبه سیاحت
از جاد را آورد. و قلعه محمد آباد بیدر را دیده چهارم محرم سنه خمس و خمسين و مائة و الف
(۱۱۵۵) وصول حیدر آباد سرمایه آرامش رسانید. و نوزدهم صفر سال مذکور از اجا
بر آمدن پانزدهم جادی الاولی همین سال سواد حجة بنیاد و چشم اشتیاق را سرمه کشید.
و در سنه ثمان و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۸) نواب نظام الدوله شهید از جاد

پدر و الاکبر نواب آصفیاه بصوبه داری اورنگ آباد مامور گشت و نواب شهید را با
فقیر بطبی خاص بهم رسید و در سال دیگر نواب آصفیاه از حیدر آباد ریایات بنده و بست
مهمات ملکی برافراخت و عنایت نامه طلب حضور بنام نواب شهید صادر شد. نواب
شهید کندی تبخیر فقیر افکند. و حسن خلقی بجای آورد که با وصف آزاد بودن اختیار دادم محبت
لازم افتاد و بمیت و بمقم ذی القعدة سنه تسع و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۹) توسن کوچی
از اورنگ آباد بجلان درآمد. و نامقام "سری رنگ پتن" که دار الاقامت

راجہ میسور است تماشا کرده - غره صفر سنه احدى و ستين و مائة و الف (۱۱۴۱) قدم
جاده سيار اگل زمین اورنگ آباد دست داد

ودرين سال گلگشت دار السور بر مان پور و عرف عمان جانب اورنگ آباد
واقع شد و در سنه اثنین و ستين و مائة و الف (۱۱۴۲) کرت ثانی سفر بر مان پور
میش آمد - و تا کنار آب نر برداشته کرده رجوع به اورنگ آباد صورت بست -

و چهاردهم شوال سال مسطور دست قضا سلسله نهفت ارکات جنبانی
یک سال و چند ماه در ان الکة بسر رفت - و در ارکات نسخة نهامة العنبر فیما
و سر د فی الهند من سید البشیر از دریای فکر بساغل قرطاس رسید - آخر الام
نواب نظام الدوله به سعادت شهادت فائز گشت نوعی که در ترجمه نواب سمیت
گزارش یافت

و بعد شهادت نواب خاطر از ان ملک برخاست و پانزدهم جمادی الاولی سنه
اربع و ستين و مائة و الف (۱۱۴۳) نزول نجسته بنیاد نشاط اعوجج بخشید -

فلک همیشه خرام باز تقریب سفر به انگلخت و نهم رجب سنه خمس و ستين و مائة و
الف (۱۱۴۵) خانه زین آباد ساخت و هفتم شعبان سال مذکور وصول به بنیدر آباد
نقل بست - شانزدهم ذی القعدة همین سال جرس را حله صدای رحیل برداشت -
پنجم ذی الحجه سموده حجة بنیاد خاطر را بسور معمور ساخت

حق سبحانه عیلم است که هلال وار مقصود ازین سیر و سفره تن پروری باشد حاشا و
کلا بلکه مانند بدر منظور شکست نفس بود - چندی طریقه آب روان اختیار افتاد که
مشت گیاهی به نشو و نما در آید - و لختی روش باد صبا پسند آمد که غنچه چند لب به بزم کشاید
امید وارم که این سیاحت پای شکسته را دستگیری کند و قلم و سیرق الله را بجا ده ستقیم
شود و مَا ذَلِك عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ -

اکنون برخی تر بات از دیوان خود ترتیب ردیف بعضی سخن سخنان می رسانم و
بضاعت مزجانی از نظر عزیزان مصروف می گذرانم تا عیب را به قیمت بهتر گیرند و نهاده
گل را به بهای گوهر به پذیرند عرض بنده بدرجه قبول رساد و دروی ناکامی بی هیچ وجه
میناد -

صاحب قال حسب حال گوید

تمام عیبم و خوبان خریدم اند مرا	ز حسن خلق بزر برکشیده اند مرا
اگر چه لاله روئیده خارج از چنم	برائی گوشه دشتار چیده اند مرا
جماعتی که خرف را به نرخ ندر گیرند	بچشم مرحمت خاص دیده اند مرا
کنند جاذبه دوستان اسیرم کرد	و گرنه صورت رم آفریده اند مرا
عجب عنایت ممتاز دیده ام آزاد	بدان یی هنر برگزیده اند مرا
برادر از بسم الله تیغ خوش مقامی را	مسخر کن سواد اعظم نازک خیالی را
خیال نازک از جوش نراکت راز دل باشد	نباشد جز کرامت فهم کردن فکر عالی را
چو آن زلفی که بعد از شانه کردن یار بر بندد	بجیت رساند صبر من آشفته حان را
نگاهی هست چشم یار را با چشم گریانم	که دستان دوست می دارند ابر بر شکلی را
دل ویرانه آزاد را آباد کن یا رب!	پری زادی کرم فرمای این مینای خالی را
باشد گل بهار سخن یادگار ما	این لعل بیهاست چراغ مزار ما
امروز به رح گستر ماکینست جز قلم	دم می زند ز جوهر ما ذوالفقار ما
ای دای رنگ و بوی چین کرد عاریت	کم فرست ز زندگه مستعار ما
آخر شود کند غزال رمیده	آزاد رشتۀ نگار انتظار ما
همان آغاز باشد منتهای سیر کامل را	تمنای کند بار دیگر غوغا اص ساحل را
چه سان راز شهیدان گل کند از تنبزش	که چون برگ حاد خویش دزد خون ببل را

دهاش جسم و آخر نشستم باز نخواست
 بر شوریده من طرفه اوجی داشت در طالع
 بهار این چمن آزاد آخر رنگ می باز د
 ای نمک بر زخم دل از لعل خندان شما
 تشنه ما را به آسانی توان سیراب کرد
 بر جبین چین عتاب تازه آید در نظر
 برد از خویش شوخیهای طفلان هوشیاران
 مزاج کم کسی بر الفت اول بجا ماند
 قیامت می کند سنگی که از کوه بلند افتد
 اگر بخاطر عاظم بود شهادت ما
 بشهد خنده بر آویخت ترشی دشنام
 سزای ماست که بیدادی کنی جانان
 کشور مشتری ما گره زد دشنامی
 گریستیم من و بنیم آچنان آزاد
 ندانستند خوبان آه قدر الفت ما را
 سرت گردیم قربانت شویم ای قبیله عالم
 بر خاطر وحشت زده حقیقت است الم را
 نمودم صرف غلام فقیران همت خود را
 چرا ای گوهر شوارمی غلطی بهر پهلوی
 رفت ز وعده سالها چند کنم حساب را
 مردم عمده بیشتر حرف زنند کیست

لب چاهی غنیمت می شود گم کرده منزل را
 که در وقت جدا کردن بپا افتاد قاتل را
 چو شبنم از جهان رنگ و بو بر بند محل را
 صبح بخشد داغ از شور نمک دین شما
 بوسه کافی ست از چاه ز نخلان شما
 تا چو رقت از من خطای من لبربان شما
 سپاه ناز باشد در جلو این میسواران را
 بروز بیکسی سنجیده ام بسیار یاران را
 مبادا تشتم در جنبش در اردر دباران را
 ز دست دنیای تو مردن ز بهی سعادت ما
 انا میخوش او بیش کرد در غیبت ما
 دلیر کرد ترا شیوه مر ویت ما
 مگر همین ز زار راج است قیمت ما
 که گل بخون جگر غوطه ز در رقت ما
 تلف کردند بی تقصیر حق خدمت ما را
 کمی سازد رواج آشنانت حاجت ما را
 صیاد شبانی کند آهوی حرم را
 بخا صان الی عام کردم الفت خود را
 چنین از زان نکردی گرشناسی قیمت خود
 دعه سال شیش نیست دورۀ آفتاب را
 هست سواد یک طرف سرور قی کتاب را

حالتِ خویش گفتش از سرِ ناز گفت بس	کوندند مرا دمن بنده ام این جواب را
نگرس او بجا کشید سرمه دلپذیر را	خوب کند وحدت است مردم گوشه گیر را
شد جاذبه حضرت گل داد رس ما	آویخته صبیاد ز گلبن قفس ما
زطر ز شوخی آن نرگس بیمار دانستم	توان کردن بزور ناتوانی بهملوانها
شاخ برهنه تیغ زند موسم خندان	یک برگ سبز زیر سپرمی کشد مرا
تا غلام قد تو من شده ام	سرو آزاد گفته اند ترا
کار بی اجرت نمی آید ز دنیا دوستان	می ستاند حق خود سنگ محک هم از طلا
دست و پا کم کرده چون کاروان سلیم	هر قدم در ره بزور سینه می غلیم ما
دارد دبایع جلوه مستانه عند لیب	از دست شاخ گل زده پیانه عند لیب
هر غنچه خوابگاه بری زاد نکمت است	دیوانه شد ز جوش پری خانه عند لیب
بروی یا عقیق دهن بود نایاب	ز خامه ماند دین نسخه مفرخی هر باب
ای عزیزان نرگس خوبان زیارت کردنی است	حالتی دارد ز بیماری عیادت کردنی است
بر نمی دارم نظریک لحظه از لعل لب	آنچمی خواهی هم تومی دانی عنایت کردنی است
حال ما آشفته گان تفریر کردن خوب نیست	این پریشان خواب را تعبیر کردن خوب نیست
دور باید داشت از چینیا کشا و جبهه را	باب حسن خلق را از نجیر کردن خوب نیست
گر در رخسار بنیان چون زلف گشتن عاریت	گرد خود گشتن برنگ چشم ایشان کار است
خبر دیوان می توان آزاد را آسان خرید	بیع کردن مفت خود را راجع بازار است
حرفی که آشنای قلم شد جهان گرفت	این طفل میسوار زمین و زمان گرفت
خلقی ز حال گوشه ابروی او گریست	ناحق سر بریده زن با کمان گرفت
سرمه آلوده نگاه تو عجب عربه جوست	نشئه خون دل شیر زبان آهوست
روز بد حاجت اشرف به دونان افتد	تکیه گاه سر بریز تفکر ز انوست

تجرید دوست راه بآن آستانه یافت
 دل که آینه مهر احمد عربی است
 ریاضتی کش و در یاب لذت عرفان
 ادای طاعت روشنلان بسمت کائنات
 اگر چه خاک شدم اضطرب من باقی است
 مانی نازک قلم نقشی ز چشم مست بست
 خاک تمام سوخت بجای رساندنی است
 شب که یاد ماه سیمائی دلم اندیشه داشت
 آن مبی مالیله دلمان آفت جان بوده است
 سرور از آن جهان باشد دلیل این جهان
 گزنداری نظر رحم من بر خود کن
 دوش مار اگر دوسل چادر کوتاه او
 زده ام بر سر جهان پا پوش
 ز تصویر مجسمه می توان یافت
 خروج یخبران است مایه وحشت
 می پرست من نه از پیرمغان گیر دقح
 کار دانا نیست در ایام ناخوش شدن
 تراز پر تو رخسار خود گریبان سخر
 فداوه است بزنجیر آتشین کارم
 کسی چه رنگ اقامت درین زمین ریزد
 وجود اهل کمال است زینت هر شهر

تیری که کند جامه ناوک نشانه یافت
 درون خانه چراغی و شیشه جلی است
 که آب را مزه خوش بقدر تشنه بی است
 که قبله مشرقیان را بجانب غربی است
 که هیچ و تاب رس بعد سوختن باقی است
 چون نظر انگند بر محراب ابرودست بست
 این مشت نخ لاله بیاعی فشانندی است
 ریخت هر اشکی که از چشم پری در شیشه داشت
 در چشم بر سر دایم نمکها سوده است
 حرف ختم صفوی تاج صفیه آینده است
 مشکن ای جان دل آبار که این خانه است
 می کشیده از حیا هر سونمی آمد درست
 بی سبب این بر جهنم پائی نیست
 که این عالم نمودار است و هیچ است
 نمی رسند بهم : دو شاه در شطرنج
 از کف آن نه جوان مهربان گیر دقح
 وقت نرگس خوش که در فصل خزان گیر دقح
 مرا ز دیده تر آستین و دامان سخر
 که زلف او شده از چهره درخشان سخر
 نشد ز آبله خارا این بیابان سخر
 ز فیض لعل بود چهره بدخشان سخر

زمانه جلوه کند هر نفس بحال دیگر
 قد تو نشو و نما کرد در دل خوبان
 چه باغبانی دلخواه کرد و خیر رز
 زن بود در زبان هندی ناز
 همت والا ی زلف او تماشا کردنی ست
 در رکاب محل معشوق خاموشیم و بس
 این چنین صیاد ظالم هیچ مظلومے ندید
 مراد را اضطراب طرفه دارد تندی خویش
 بقربانت روم پای تو بوسم مر حبا ای دل
 زدم بر دست او اگر بوسه گستاخ معذوم
 چه می پرسی ز حال نحوه دل چیست تحریش
 زابروی تومی آید گر فتن کشور دل را
 دین محراب سرشور افکنی مجنون ما دارد
 سعادتمند بیند زلف مشکین تو در رویا
 ز قاتل نیست امید رهایی جان شیرین را
 هلاک حیرتم از شوخی ناز آفرین طفله
 سرت گرم شنو از قاصد آزاد پیغامے
 اشک بیتابم کند در دیده عجب و شام قص
 گرد بادم کارمن دیوانگی آشفته کی است
 و ز غلطان وجه در گرد دیتی می کند
 نسبت تام است با طاؤس پنجه ترا

پیاله نوش و کشم انتظار سال دیگر
 چون آن نهال که روئیده در نهال دیگر
 که داد آن گل سیراب را جمال دیگر
 وَ قَيْنَا سَرَّتْنَا حَدَابَ الْقَائِمِ
 در پیشانی چه خورسند است از عمر دراز
 ناتوانان از گنج یا بند فریاد جرس
 وقت گل پوشید از برگ خزان روی قص
 که پنجه شاخ آهویچ و تابی خورده ابرویش
 کمی آئی ز سیر لیلیه المعراج گیسویش
 مرا تعلیم شوخی می دهد تعوید بازویش
 کتابی در بغل دارم که قرآن است تفسیرش
 نه هر صاحبقرانی می تواند کرد تسخیرش
 توان و اگر در قربانت شوم یکبار زنجیرش
 که چون در خواب آید از دای گنج است تبخیرش
 کمی آرد و بدون مانند طوطی بال شمشیرش
 کند صدر رنگ بازی در زمین صفه تصویرش
 چه مضمونها کذا هر می شود از طور تقریرش
 می کند این طفل نادان بر کنار بام قص
 می کنم یک دست از آغاز تا انجام قص
 کار روشن دل بود در کلفت ایام قص
 بال افشان می کند در حلقهای دام قص

عالم من درویش به سلطان که کند عرض
 در کوچه این شهر مرا تنگ گیرند
 غریبت که یک خانه نشد قسمت پایم
 از دل شکنی حالت ظالم شود اتر
 از ادا زین بارغ بچیند گل رعنا
 در عاشقی زیار ادا کرده ایم شرط
 بر روی یار طره ممتاز کن لحاظ
 در خاک رفت و چهره آسودگی ندید
 مردان ز خاک هم خبر آسمان دهند
 سخن رو شکر آئینه جان است در واقع
 نظر کن صبح نوروزی که افتد روز عاشورا
 بر همین از در تیغانه بے جا کام می جوید
 گل مغرور را گلچین منصف سر برید آخر
 ز خال گوشه آن چشم سخت می ترسم
 کسی چگونه شود آشنای نشء تاک
 دل از خیال مهوشان یک شهر سامان درغل
 روز قیامت هر کسی در دست گیرد نامه
 تا او کند باد صبا خالی برای مقدمت
 شهر کو بیان دیده ام خوانند درس حسن خود
 از دست موج اولین بی طاقتها می کنی
 از مردی طبع جهان و اماند خلق از کارها

از مورپیای به سلیمان که کند عرض
 بیتابی مجنون به بیابان که کند عرض
 حریان غریبی به مغیلان که کند عرض
 این حرف بآن زلف پریشان که کند عرض
 یکرنگی اورا به عزیزان که کند عرض
 خود را بخون نشاندہ حنا کرده ایم شرط
 بسم الله صحیفه اعجاز کن لحاظ
 انجام کار گریه نماز کن لحاظ
 فال کلام حافظ شیراز کن لحاظ
 چراغ مشهد طوطی نوا بیان است در واقع
 نشاط و غم هم دست و گریبان است در واقع
 بجای خویش بت هم سخت جیران است در واقع
 نگاه بحر بلبل تیغ عریان است در واقع
 که هندوئی شده با کافر فرنگ رنیق
 غذای دوزخیان است آب آتشناک
 این شیشه باشد دیدنی دارد چراغان درغل
 من نیز حاضری شوم تصویر جانان در غل
 آمد به گلشن شاخ گل از غنچه قرآن در غل
 جای کتاب آئینه هر طفل دبستان در غل
 دارد حجاب آسمان بسیار طوفان در غل
 گزند مردم دستها فصل زمستان در غل

آزاد با این درد دل آرد اگر و در چین
 در عدم از جلوه حسنت خبر می داشتم
 کرد آخر نا تو اینها ز صیادم نخل
 تحفه شایسته احباب از اقلیم فقر
 از کمان بحث کج هر جا خدنگی سر کشید
 خاکساری صندلی مالید بر پیشانیم
 حسن او نادیده شور عشق در سر داشتم
 هر کسی برداشت چیزی را از اسباب جهان
 نامه سوز مرا حاجت بوا کردن نشد
 دامان وحشتی ز جهان بر کمر زدم
 تا آدم چون غنچه زر گس درین چمن
 بیا چشم او در انجمن دیوانه گردیدم
 به پیش غیر با من نامناسب دید آمیزش
 کجا در بزم من آن شمع بی پروا قدا فرزد
 چو سایه در قدم سرد سرفراز توام
 من از جناب تو دست حمایتی خواهم
 نگاه تست به آزاد پیش از دیگران
 شبی که گم شده آن آفتاب از نظم
 ز من جدا شده دل رفت در پی منش
 تو آفتابی و من ماه بی نصیب محاق
 شب وصل است گیر و اشک شادی راه دیدم
 پوشیده قمری را کند سرو خرامان در غل
 دیده را محو تماشای کرمی داشتم
 می پریدم تا نفس گربال و پرمی داشتم
 گرنه این دست دعا بودی چه برمی داشتم
 پیش رو از مهر خاموشی سپرمی داشتم
 در نه از سودای رفعت در دوسری داشتم
 از عدم مانند گوهر دیده تر داشتم
 من ازین دنیای فانی دست را برداشتم
 داغ صد طاقس بر بال کبوتر داشتم
 چون بوی گل شکسته نفس بال و پر زدم
 چشتی کشادم و گل حیرت بسر زدم
 ز جا بر ناستم گرد سر پیمانه گردیدم
 زاندا ز نگاهی یافتم بیگانه گردیدم
 خیالش در نظر آوردم و پروانه گردیدم
 مرید سلسله گیسوی دراز توام
 چراغ سوخته داغ جانگداز توام
 غلام معتقد حسن امتیاز توام
 ز اشک ریزی مژگان ستاره می شمرم
 ازین مسافر راه عدم نشد خبرم
 بیادرین دوش شب میتو داغ شد جلدم
 چه باید کرد افتاد است با طفلی سرو کار

درید پرده حیرت سرشک بیتا بم	ز پشت آینه بر رو دوید سیاه بم
شود چو تیغ به میدان اصالتم روشن	اگر حریف شود سنگ رو نمی تا بم
یار را دیدن من در عرق شرم نشاند	از نگاه غلط خویش پشیمان گشتم
حقوق بنده صاحب وفا رعایت کن	تصدیق سر خود بوسه عنایت کن
غریب شهر تو ام در دمن تو می دانی	اگر دوا نکنی نوبتی عیادت کن
امیر واد اگر بفاریم درین صحرا	ز دام جذبه خود حلقه کرامت کن
گره را بروی خود و انکدر قاتل من	شهادت این دو گمان مهره است بسمل من
چو شیشه که دران زنگس از هنر سازند	خیال چشم کسی جا گرفت در دل من
جواب خوش ششم می زیم بوضع صفا	ز آب صرف بنا کرده اند منزل من
حال مجلسیان طرزه گرم دلسوزی است	خدا زیاده کند عمر شمع محفل من
میر حسن آن ذقن بازلف عنبر فام کن	سایه و چاه است ای دل اندکی آرام کن
می رسد از خانه آئینه سرشار جنون	این پری از سایه خودش گرفتار جنون
تیغ تو سینه را کرد افکار تا بگردن	این آب کرد طغیان یکبار تا بگردن
بچون نگین نباشد فانغ ز دل خراشی	در زر اگر نشیند زردار تا بگردن
نگردد محو از لوح جهان حرف ثبات من	که باشد در دم تیغ قلم آب حیات من
دل آن شوخ شاعر پیشه آخر سوخت بهرام	که انشا کرد بعد از مرگ تاریخ وفات من
به دامان کسی جز دامن خود جانی گیرد	برنگ جوهر آئینه گر خیزد عیار من
تنها چو برق تا در مطلب دویده رو	بی انتظار قافله در خون طمیده رو
لازم بود ز کواة بغیلان درین طریق	از خارهای بادیه دامن پنیده رو
نه از خنقال زرین زبور آن سرو سبی کرده	بیایش بوسه ز دخورشید و قالب را تهی کرد
بزرگ و خور در جهان است در نیاز میکی	که هست شاه و گدا در صف نماز میکی

نوازی نوازی بر دل من زخم زدکاری
 سر دنبال چشم تو دارد خال موزونی
 به پشتی کار گیرد از صف برگشته مژگان
 دل آزاد را خشم بنان نعلین نمی سازد
 آئینه وار تصفیه گر آرزو کنی
 گفتم باو چرا شکنی دل - جواب داد
 زبید ترا اگر به لباس بر سنگی
 آزاد پیر میکرده ارشاد من کند
 در بیان به ویرانه ما می آئی
 طرز شوخی نگذارد که نشینی یکجا
 می توان ریخت عبیری ز غبار دامن
 بر سر مشبه آزاد شنیدم امروز
 نیست در ربط دلی حاجت قرب بدنی
 داد آزاد گهرها قلم واسطه را
 نمود جلوه اعجاز شمع ^{مطلبی}
 فدای خاصیت دادی عقیق شوم
 زیارت تو کند آفتاب هر شب نذر
 ز بسکه ذوق شکست تو داشت ساغماه
 خوش است حسن تقاضا ز باغبان کریم
 بافتاب نبوت رسانده ایم نسب
 بملک هند چون نیست طوطی آزاد

هنان در پرده نه ناخن شیر است پند
 کمر بستند با تار سیه تعویذ بیماری
 توان آموخت از چشم بنان آئین سردابی
 نگر دود بهوای آتشین آئینه زنگاری
 دل را ز آب دیده خود شست و شو کنی
 در ملک من ترا نرسد گفتگو کنی
 از نقش بوریای قناعت انوکهی
 در پامی خم نشینی و می در سبو کنی
 می توان یافت که از شهر وفا می آئی
 به تماشای چمن پا بخنای می آئی
 گر به گلگشت مزار شهدا می آئی
 که تومی آئی و بسیار بجای می آئی
 تشنه دشت عقیق است سهیل میمنی
 هست رسم شرفا پاس حق هموطنی
 نماده شوخی چشم شرار و لبتی
 که کرد ریگ روانش علاج تشنه بی
 رود صبح جلو ریز جانب غربی
 گرفت رنگ نزاکت ز شیشه عبنی
 نصیب ذائقه ام کن حلاوت ربی
 توان زدره ما دید نور خوش نسبی
 که کرد تربیت من شکر لب عربی

سلطانِ رسل شمعِ شبستانِ یقین پروانه او چراغِ ماه و پروین
نخلِ قدحِ او دینِ چمنِ سایه فگند برقِ جهانیان نه بر روی زمین

(۱۲۳) یوسف - میر محمد یوسف سلمه اللہ تعالیٰ

بن سید محمد اشرف الحسینی الواسطی البکرائی - ولادت ادبیت و یکم شوال
روز دوشنبہ سنہ ست و شصت و مائتہ و الف (۱۱۱۶) دست دار

مشارک الیہ سابق واسطۃ العقد فضلاست و حالاً بیت الغزل شعرا - صاحب
شان عالی است - و عزیز مصر صاحب کمالی - زلیخای دانش را در پیرانہ سری بہ
بوانی نواختہ - و حاصل زراعت علم را در ایام قحط سالی بچہ مرتبہ ارزان ساختہ - طبع
دقیقش نشترِ عروق اشکالات - قوتِ حافظہ اش پیرنخاۃ افرادانِ معلومات - عمل کہ مثرۃ
شعبہ و علم است سرمایہ بوستانِ دانش - و حسنِ خلق کہ گلِ سرسبزِ آدمیت است پیرایہ گلستانِ
من شکستہ بال و میر صاحب کمال و دختر زادہای حضرت علّامی میر عبد الجلیل بکرائی
ایم نور اللہ فرزندِ حق و از تباشرِ ایامِ زندگانی تا واسطہ ہنگامِ جوانی درسِ آموزیک
دستان - و عند لیب یک گلدانِ نیم کتبِ درسی از بدایت تا نہایت بجناب استادِ محققین
میر طفیل محمد بکرائی مرقّح اللہ سر و کجہ گذرانیدیم - و لغت و حدیث و سیر نبوی
در خدمتِ علّامیہ بے بدیل میر عبد الجلیل اجملہ اللہ تعالیٰ بربند رسانیدیم و عرض
و قافیہ و بغض فنونِ ادب از خدمتِ میر سید محمد سلمہ اللہ تعالیٰ اخذ نمودیم -

طریقِ تحصیلِ چنین بود کہ پیوستہ دو کتاب یا کتابی واحد از دو مقامِ بسماعت و
قراۃت یکدگر مے خواندیم - و شبہ یز سے در مضامینِ تحصیل می رانیدیم اگر احیاناً یکی را عارض
رومی و ادبِ سبق دیگری در معرضِ توقف مے افتاد - و در وقتِ اقامتِ وطن و کسبِ
علومِ چندی اوقات در افادۃ طلبیہ نیز صرف گردید -

میر محمد یوسف در سبج و خمین و مائتہ و الف (۱۱۵۴) در دارالاحمد
شاہجہان آباد از بعض فضلا آن بلد علوم ریاضی ہیئت و ہندسہ و حساب و
غیر ماخذہ قدرتی عالی در فنون ریاضی بہم رساند۔

و بہ ارادت سید العارفین میر سید لطف اللہ قدس سرہ استسعا و یافت
ہموارہ بطاعت و عبادت و بمطالعہ و مباحثہ کتاب می گذراند۔ و باوصف شواغل
تعمیہ اوقات از دست نمی داد۔

و میر کتابی تالیف نموده باسم الْفَرْحُ النَّابِتُ مِنَ الْأَصْلِ الثَّابِتِ "مشتمل
چہار اصل و خاتمہ در تحقیق مسئلہ توحید کہ تحریرش بسیار متین و لطیف واقع شدہ و
مطالب بلند و مقاصد ارجمند فراہم آورده شکر اللہ للہ تعالیٰ۔ راقم الحروف در
تاریخ اتمام این کتاب گوید۔

میر یوسف عزیز مصر کمال	از خم معرفت کشید رقیق
کرد در وحدت شہود رقم	نسخہ تازہ بہ فکر عمیق
از احادیث و از کلام اللہ	کرد اثبات حق زہی توفیق
ہست این نقش دلنشین الحق	یادگاری ز خامہ تدقیق
سال تالیف این کتاب خرد	گفت - شمع مجالس تحقیق

الکون سر و ستان اشعار موزونش بالید نے دارد۔ و نسائم^{۴۲} انفاس ہمایونش
خرامید نے۔

ز جام مہر بود ہچو بد رستی	بقدر وصل شود محو یا رستی
برنگ نقش نلین از فروتنی آخر	چہ نامہا کہ بر آورده است پستی
ز طرف دامن پاک تو کامیاب نشد	بجواب ہچو زینجا دراز دستی
ہمین کہ چشم کشودیم صبح چون شبنم	ز آفتاب رخت رنگ باخت ہستی

دلم ز عرض تحمل ملول شد یوسف	غبار آینه گردید خود پرست
از ناله مادر دل جانان اثری هست	پیوند سر رشته ما با گهری هست
ای گل خیز از بلبل بیچاره چه پرسی	افتاده به کنج قفسی بال و پری هست
قری بقری تربت من گرم فغان است	بسمل شده قدر ترا نوحه گری هست
گرنیست نشانی ز دل سوخته من	شادم که درین راه مرا چشم تری هست
سوز و جگر از اثر گرمی آهش	دافتم که به خاکستر قمری شتری هست
پیغام من و باد صبا این چه خیال است	در کوی تو از آه مرا نامه بری هست
زندانی چاره ذوق از خود شده یوسف	داند که ترا نیز حالش نظری هست
مانند شمع از همه آزاده می رویم	صد جاده سوختیم و بیک جاده می رویم
صورت نه بست در دل ما نقش هیچکس	آئینه دار از رجهان ساده می رویم
در شاهراه عشق نداریم کاهلی	چون شمع در مقام خود استاده می رویم
در دور چشم یار شکستیم توبه را	بیرون ز دام سحر و سجاده می رویم
در راه شوق تا سر کوی تو عمر باست	بی دست و پا چو جاده افتاده می رویم
بست و بلند راه نداریم، همچو سیل	یوسف عنان خویش ز کف داده می رویم
از تواضع رتبه صاحب کلاه می یافتیم	یوسف از بندگی اقبال شاه می یافتیم
تا غافل گردیدیم سیر آن طغاز را	الغافل چشم او در کم نگاهی یافتیم
زیده ام دریای شور عشق را ساحل شد	کشتی خود را درین دریا تباهی یافتیم
ناله اعمال خود یک عمر یوسف خوانده ام	حرف انجاش همین لطف الهی یافتیم

رباعی

ای در چنین پیمبران تازه گلی	در محفل ساکنان لاهوت علی
یوسف تواند که کند نعت نرا	آغاز دو عالمی و ختم رُسل

شاهی که لباس نور پیرایه اوست	خورشید و قمر بهره ور از مایه اوست
هر چند که ذات پاک او سایه نداشت	اماد و جهان غنوده در سایه اوست
گر هر رخ تو جلوه پیرا نشدی	یک ذره ز کائنات پیدا نشدی
در نقطه نور نگشتی مرکز	نه دائره فلک هویدا نشدی
خود شافع محشر است شاه مردان	این حرف بسان آفتاب است عیان
زان رو که عبادت است دیدن او را	چشمه بکشا بروی شیر یزدان
دریاب بهار گل و ریحان نبی	سبطین کریمین دل و جان نبی
سروایه کونین ازینها بر گیر	بکین لعل و زمره انداز کان نبی

وقتی این غزل به مشائر الیه فرستادم

جان می طلبد بقای یوسف	دل می طپد از برای یوسف
ای باد صبا نوازشی کن	از نکتت جان فزای یوسف
آزادم و بوده ام گرفتار	در سلسله هوای یوسف
از دیده شوق تکه سازم	وز پرده دل قبای یوسف
گیرند بسمه خاک راهش	چشم من و خاکپای یوسف
مهر دل من همیشه آباد	از جلوه دلکشای یوسف
هم عمر برادر شفیقم	از حق طلبم بقای یوسف
بازار محبت است اینجا	نقد دل من بهای یوسف
او تمدن شناس بنده آزاد	من شیفته ادای یوسف

مشائر الیه در جواب این غزل طرح کرده ارسال فرموده

سلطان جهان گدای آزاد	جم مرتبه بینوای آزاد
پهلوز کنار من تهی کرد	این دل که شد آشنای آزاد

شوریده بسانِ قمریم کرد
گل را بچمن نمی توان دید
چون سمره جلای دیده من
از طوف مدینه آبرویش
یک عمره بنام من ادا کرد
گر جمله زبان شوم چو سوسن
آزاد شفیق بنده یوسف
من در گرد هوای آزاد

یا ایضا این غزل به فقیر تحریر نموده

تا دلم از رد تو دور افتاد
سنگ را آب کمره گریه من
دل من قمری است زمزمه بچ
که رساند غبار من به درش
او غلام علی و خاک درش
نام او بر عقیق دل کندم
به که بر دوستان بیان سازم
من داوئیم از ازل تو ام
هر دو بودیم مورد یک فیض
وقت تحصیل ما به بیضاوی
چون کمر بست جانب حرمین
سعی یک عمره کرد از پی من
چه توان کرد شرح احسانش
چون چرس از فغان ندارد یاد
کود را داد ناله ام بر باد
سرو موزون من قدیر آزاد
کاش باد صبا کند امداد
یوسف ما عزیز مصر و داد
این نگین را چه خوب نقش افتاد
رابطه او را بر اسطه استشهاد
سه ما یکے ست در میلاد
درس خواندیم پیش یک استاد
مشترک بود کسب استعداد
بهره اندوز شد از خاک مراد
دل او باد از سقا آباد
جز دُعا در جناب رب عباد

در جهان باد چون تخلص خود یارب از قید این دآن آزاد

(۱۲۴) غلام - میر غلام نبی بلگرامی

بن سید محمد باقر بن سید عبد الحمید از اولاد سید محمود اکبر بلگرامی است
قدس سره که در فصل فقر از دفتر اول مذکور شد.

تولد میر غلام نبی دوم محرم مکرم سنه احدی غشرومات و الف (۱۱۱۱) دست دلا
و او پنشیره زاده علای میر عبد الجلیل بلگرامی است **نَوَسَّرَ اللَّهُ مُخْجَعَهُ** - هرگاه خبر
تولد او به علامه مسطور که با خلد مکان در نواحی قلعه ستاره تشریف داشت - رسید
حضرت علای خواست که تاریخ تولد او ضبط نماید - در همین فکر خواب بُرد - در عالم
رویا صورت مولود را دید که می گوید **ع نور چشم باقر عبد الحمید**

بعد بیدار شدن چون عدد مصراع بشمار رسید تاریخ کامل برآمد - سه مصراع
دیگر فراهم آورده قطعه در بحر مل مسدس سالم که سه بار فاعلاتن باشد نظم کرد که
نور چشم میر باقر گفت با من چون گل خورشید در عالم دمیدم
سال تاریخ تولد خود بگفتم نور چشم باقر عبد الحمید
و به مردم بلگرام قلمی فرمود که این مولود مسعود شاعر خواهد شد - آخر نوعی که از زبان
شریف برآمده بود بظهور رسید -

مشاراً الیه در صفای ذکا و علوفطرت و انواع قابلیت یکتای زمان بود و در فنون
عربی و فارسی و هندی ممتاز اقران تحصیل علمی تمام در خدمت استادان المحققین میر
طفیل محمد بلگرامی طاب ثراه نمود -

وسلیقه او با ترتیب نظم نهایت مناسب افتاد - سیما شعر هندی که درین فن کوش
یکتائی می نواخت - و طوطیان هند را دوچار آئینه حیرت می ساخت - برخی از نورس

خط زلف تو رخ بزور گرفت	جای مار این هجوم مور گرفت
تا نمک ز تحت بر جراحت من	لب شیرین یار شود گرفت
در چین چون گل نباشد آشنای عنده لب	کز تر دل زر بر آرد از برای عنده لب
در چین گل بر کف خود زعفران آورده است	تا بدل با خنده سازد و گریه های عنده لب
دور رخ عشاق باشد بی رخ جانان بهشت	باغ بی گل می شود مایه سرای عنده لب
داد از دست نگاه تو که هنگام وصال	چون تغافل دهد از دست حیا ساز کند

رباعی

آنها که بر ادبی هراسی شده اند	در خلق علم بحق شناسی شده اند
در یاب که این خدا فروشان جهان	در ترک لباس خوش لباسی شده اند

(۱۲۵) عجیب - سید قریش بلگرامی

از احفاد سید بدرالدین جد القبیلہ کی از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ و برادر
خالہ زادہ حقیقی جبر جلیل میر عبد الجلیل است۔

خوش خلق و ظریف بود۔ و سلیقہ نظمی داشت۔ در مدح سیدی می گوید۔

گل همان به که ز گلزار پیمر باشد	مل همان به که ز میخانه کوثر باشد
گوهر آن نیست که از لطف نسیان زاید	گوهر آن ست که از معدن حیدر باشد
ای خوشا تازہ نہالی کہ بہ بُستان شرف	دست پرورده ز ہر اء مطہر باشد
آنکہ از جہہ او نور سیادت پیدا است	عالم افروز تر از نیر اکبر باشد
در زمینی کہ بخندد گل خلق حسنش	ہر کف خاک بخاصیت عنبر باشد
چشم بد دور ز سیما ی حسینی نسبی	چمن آرای جهان این گل احمر باشد
مدح او را نتوان در قلم آورد و عجیب	زانکہ از حوصلہ خامہ فزون تر باشد

اداخرایام زندگانی همراه نواب مبارز الملک سر بلند خان تونی - جانب
 گجرات احمد آباد رفت و در آنجا این بیت فارسی و ہندی آمیز از طبعش سرزد
 اندکی ایڑگر زخم بہ سمند ٹیلہ ہفت آسمان ٹپ جائے
 قضا را بر طبق مضمون بیت در سنہ ۱۱۴۰ (۱۱۴۰) خود یا اس پر
 غائب گردید و نوعی توسن را جلوریز ساخت کہ گردی از ایچ جابر نخواست - عمرش
 قریب بہ شصت سال بود - سر محمد اللہ تعالیٰ

۱۲۹۱: بیخبر - میر عظیمت اللہ بلگرامی

نعل الصدق سید العارفین میر سید لطف اللہ بلگرامی قدس اللہ اشراک
 گہائی مناقب والا از چمن اول باید چید - و رواغی کہ مشام ملا اعلیٰ را معطر
 سازد باید شنید -

میر بی نظیر از عرفاء شعرا است - و از صوفیہ صاحب لسان - و در ادای حقائق و
 معارف ممتاز زمان - طرز کلامش بہ نمکینی ادای خوبان و انداز بیانش بہ دلنشینی عشوہ
 محبوبان - نہکت خلقش سرمایہ عتہا و رنگینی صحبتش سازد برگ چمنہا - خاص و عام
 راغب مجلس خاص بودند - و در خور استعداد طرفی بی بستند -
 بیخبر تخلص بجای کرد کہ با خبر بیخبر بود - و بر قول حضرت لسان الغیب عمل
 می فرمود کہ

مصلحت نیست کہ از پردہ بردن افتد از ورنہ در مجلس زندان خبری نیست کہ نیست
 داو را با میرزا عبد القادر بیدل ملاقات است - در تذکرہ خود سے بہ
 ”سفینہ بیخبر“ مجلس خود را با میرزا بیدل ذکر کردہ - در اینجا کلام او نقل کرد
 ے شود :-

”فقیر را که اتفاق دید و ادب ایشان افتاد- حقا که در کمال خلق و مزه و درد و شوق یافتیم- تا که
 “نشسته بودم سوای اشعار مقتضی شوق و فقر و دیگر حرف بر زبان نراند- بنده گفتم ضیافت طبع فقیر
 “می فرمایند گفت ای صاحب بعد مدتی بهیچ شما هم رنگ را غنیمت یافته ایم- بعد از آن این
 “سه بیت فقیر که در ذکر بمقام خود ما خوانده شد نقل گرفته بر خاسته رخصت فرمود- ابیات اگر چه
 “قابل ایراد اینجانیست اما بجهت اتمام تقریب نوشته می شود سه

این قدر بهره چپ راست و دیدن عبث است چاک کن سینه خود را سیر راهی دریاب

”بلند افتد چو مقطع پست ساز و حسن مطلع را کشد پائین محل قدر من بالا نشینان را

”خون شدم بهیچیز دست تهی جامه فقر رنگ باید کرد

”برین بیت عزیزی گفت میرزا صاحب حسن این شعر معلوم نشد- میرزا فرمود- در فقر

”مرتبه ایست تا خدا اگر انصیب کند- مجمل شرح آن این مصراع بهیچر است که ع

”دولت پاینده در دست تهی است

”و آنچه میرزا از اشعار خود به تقریبها خواند تا کجا در خاطر باشد اما این دو بیت بیادی

”آید

”بیدل همه تن خاک شدی لیک چه حال در خاک نشستی و بران در نه نشستی

”گویند بهشت جای خوبی است آنجا هم اگر دماغ باشد

”و این بیت خاقانی هم خوانده بوده

”همسایه شنید ناله ام گفت خاقانی را دگر شب آمد نهی

در سه ار لاج و تلبیث و مائة و الف (۱۱۳۴) میرد فقیر از بلگرام تا شاهجهان آبا

هم سفر بودیم- و چون کواکب سیار به شرکت گردون راه پیویدیم- تمام راه محظوظ خواه گوشت

این چنین سفر بم ارباب بر حضر رجحان دارد-

روزی نقل فرمود که هرگاه این مطلع از من سرزده

از صف مزگان خونریزش نگاه آید برون چون سوار یک نازی کز سپاه آمد بردن
 شخصی که خود را شاعری گرفت مطلعی در جواب انشا کرد - چون مطلع او از معنی معرا
 بود یاران گفتند که لطف مطلع بجز خود ظاهر است اما لطف مطلع شما مفهوم نمی شود -
 جواب داد که هنوز لطف گذاشتن باقی است -

میر خط شکسته بسیار نادر و دلپذیری نوشت - و در موسیقی هم فهم رسانی
 داشت -

کلیاتش اقسام نظم قریب هفت هزار بیت است - از دیوانش این اشعار
 بترتیب ردیف صورت تخریری پذیرد -

بهائی نیست غیر از تقدحیم شعر موزون را	مده بر گزنجو هرناساس این در مکنون را
نباشد این قدر آسان تحقیق سخن رفتن	خدا رس می شود هر کس رسد انداز مضمون را
مکن جمع آن قدر دولت که گردد بابر دوست	فرو سنگینی ز بر برد زیر خاک قارون را
مکن ای صبح ضائع بر چشیش صندل خود را	که دور این سر از دود دل خلق است گرد را
انیس دختر زهر که شد علامه می گردد	که سنگت منگشف از خم نشینی شد فلاطون را
سخت زندانی ست بستی ای ز خود غافل بر آ	می شوی پابند آخر بیشتر زین گل بر آ
ما غریبان را بر زیر خاک هم نگذاشتند	صبح محشر می کند فریاد کز منزل بر آ
تا توان لیلی شدن حیف است آهنگ جنون	این چنین کز خویش برمی آئی از محل بر آ
عالمی در انتظار آن وفا بیگانه مرزد	کیست گوید بجز کز خانه ای قاتل بر آ
تا که نمی برای صبحی بباغ پا	چشم کسی به بین د بزن برایغ پا
صد کاروان بر دشمنیم راه می روند	در تیرگی ست گرچه مرا چون چراغ پا
آن را که زیر خاک کن چرخ مرده نیست	چندی در از گرد به کنج فراغ پا
کس نیست بعالَم که شود هم نفس ما	ای بیکسی اکنون تو شدی داد رس ما

ما یم بصد رنگ گرفتار محبت	فرقی نتوان کرد ز گلشن قهس ما
کی بود بازیچه شادی و غم آیین ما	گردش احوال قربان است بر تمکین ما
ناخن اول در دل شاعر زنده شعر بلند	تنیخ خون آلوده آید مصرع رنگین ما
در قیامت هم نگرود و از هم مرگ کان او	بشود فرهاد گر افسانه شیرین ما
ما به افتاد و دولت صلح کل داریم و پس	جاده دارد بهر مذهب طریق دین ما
صحبت یاران موزون سرود گل از یاد برد	غیرت گلزار باشد مجلس رنگین ما
تا سر از زوئی آن آرام جان برداشتم	نیست غیر از ساعد خود پیچر بالین ما
تا به کنی داری چنین حیران و سرگردان مرا	بیکدم ای ظالم بگرد خویشتن گردان مرا
غیر را در بارگاه دیده من دخل نیست	چوب حجاب است گرد چشم این مرگان مرا
سلامت در جهان غولت بود نه انشینیان را	که باشد صد خطر بیرون در خلوت گزینیان را
بلند افتد چو مقطع پست ساز حسن مطلع را	کشد پائین محفل قدر من بالا نشینیان را
نمی بیند میانش را کسی یارب نمی دانم	مگر در چشم افتاد است موبار یک بینان را
پنجتم عارفان زلفی در خساری است کفر دین	خبر از حلیه آن ذات باشد پاک دینان را
شود از پیش بینی نقد حاضر نسبی غائب	قیامت بر سر استند است دادم دور بنیان را
زیار این لباسی کی نماز عاشقان آید	وضو بپا روشوار است این تنگ آستینان را
در اول گام بر پایی کنند ایشان قیامت را	چه سان یک کوچه ره بنید کسی این ناز بنیان را
کوی رضا گزین ز غم خیر و شر برآ	تسلیم کن سر خود و از درد سر برآ
تا کنی اسیر بستی موهوم بودند	دستی بخود نشانده چو آه از جگر برآ
حق ندانستی و در دل نقشش بستی یاد را	تا کجا در مشت خواهی داشت ظالم با درآ
در شبستانی که غفلت فرشت راحت گسترد	خواب شیرین بهتر از شیرین بود فراد را
برنگ آینه نسب دگر بود مارا	گذشتن از همه جوهر همنر بود مارا

نمی باقی نه ماند از رفتنت میخانه مارا	خیالی بیش نبود من کف پیمانه مارا
کمند و حدت از گردن کشد زلفت فقیران را	کند مجنون صحر اگر دچشم گشته گیران را
جز آه نیست شمع شب افروز سینه را	یک مصرع بلند بس است این سینه را
بسکه دل تنگ آمدست از صحبت اخوان را	کوچه مصر فراغت شد چنه و زندان را
نباشد منت منعم گوارا مفلس مارا	ز نام کیسایا گر رنگ می گردد دمس مارا
ای بدو گر دیش چشم تو خوش ایام ما	ز گس شهلاست از یاد تو صبح و شام ما
صبحی چون کرد و آن چشم خواب آلوده را	جام می آمد کف هر دست بر هم سوده را
در تو کل خانه من مسندی در کار نیست	گرم چون گردید بجای فرش خند باشد مرا
نی گوید بلندی برگزین یا سیر پستی کن	بند و پست عالم دیده هموار کن خود را
دی ز شوخی ناز تو کس نیا سود است	نشسته و خرام تو می کشد مارا
برگزین حضرت دل عودت شاهی دریاب	باش فرش در خود مسند جاهی دریاب
این قدر برزه پیپ و راست دیدن عبث است	چاک کن سینه خود را سر راهی دریاب
کیست که ز گردش چشم تو بجائی نرسید	آخرای شوخ مرا هم به نگاهی دریاب
باد گلرنگ و چین سبز و هوا دریا بار	لذت این همه زاهد به گناهی دریاب
بجبر هر چه از خانه بردن می آئی	باش فرش در خود مسند جاهی دریاب
نک بچشم شکر خواب می کند هتتاب	پیاله را گل هتتاب می کند هتتاب
گرچه بالای سر ایا ناز بر دلبر بلاست	پیش مصراع قیامت قامت معشوق ماست
این جهان و آن جهان تبدیل جا میشست	آنچه پنداری بقا آخر به تغییر فناست
شکوه از بیوفائیها می معشوقم نبود	یا رچندانی که شد بیگانه آخر آشناست
نشئه دیگر توان در می پرستی یافتن	بجبر گر ساقی کوثر علی مرتضاست
ترک محبت من ناشاد کرد و رفت	گفتم که من غلام تو آزاد کرد و رفت

خوش آمدی دلم بتو در راه بره نخورد	ای من گواه او که ترا یاد کرد و رفت
پرویز هم ز قوت شیرین نیافت است	از دور آن نگاه که فریاد کرد و رفت
هر کس که دید مصرع بر بسته قدش	چشمی کشود و بر سر اصاد کرد و رفت
رنگ شبات نیست درین گلشن دو روز	خوش بلبل که آمد و فریاد کرد و رفت
دام بناء بیت سخن می کنم بجا	هر کس تلاش در حق اولاد کرد و رفت
دیگر کسی چه در پی او پیچبر فته	گفتم که من غلام تو آزاد کرد و رفت
کیش اگر گرفت دگر اسلام دینی بیش نیست	حاصل چندین گمان آخر یقینی بیش نیست
آنکه مادر جلوه او دست و پاگم کرده ایم	آسمان بر خاک درگاهش جبینی بیش نیست
آشنایهای دریامحت بی حاصل است	گوهر مقصود در خاک خراب ساحل است
نزد این صورت پرستان کز انا الحی منکر آ	حق بآن قدرت اگر منظور گردد باطل است
قامت معشوق می روید بجا می نیشکر	دیده ام بند محبت را زمین قابل است
نقص خود در یافتن باشد کمال آدمی	ورنه بر ناقص که بینی در حقیقت کامل است
یک زبردستی درین عالم ندیدم پیچبر	دستی را بالای دستی هست دست باذل است
گرچه خلق دیدم از دام تعلق بسته است	بر نیاید تا کسی از خود کجا و راسته است
سبزه خط نیست بر رخسار آن آینه رو	بسکه آب حسن او استاد رنگی بسته است
گرچه شب در خواب روزم در قیج نوشی گزشت	این قدر شادم که عمر من به بیهوشی گذشت
خواهش ملک سلیمان ابلهی است	دولت پاینده در دست تهی است
طفلی که برا حوال شهیدان نظرش نیست	مردیم که از شوخی خود هم خبرش نیست
هرگز فروتنی نگزید است پیکرت	خاک ره کسی نشدی خاک بر سرت
هیچو آن شامی که روشن گردد از رنگ شفق	کاکلت از تاب رخسار تو زنجیر طلاست
برنگ آن ندا که از جانب دیگر صد ابر گزشت	چو بر گردید بیرون رفتیم از خود خدا برگزشت

کس نشان دلِ گم شده من هیچ نداد	آه در زلف شکن در شکنش چیز هست
خدا را دیده ام اما پیرسید	به قربانش روم یار قدیم است
ستم رسیده غمهای دهر می داند	که ماه نو بکف چرخ تیغ حریان است
بی دماغیها مرا شرمندۀ احباب کرد	خامه ام از سرگراتی پای خواب آلوده است
به بال دیگرے گرمی پرد کس	به حیرت می روم کین طرف مرغی ست
هرگز نبود قابل خط صافی رخت	شرم تو آب ریخت بر آئینه زنگ بست
هزار بار توان کرد با خدا شوخی	ولیک دم نتوان زد به مصطفی گستاخ
این سر و لاکه سر به گلستان کشیده اند	شمشیر بازی قد او را ندیده اند
هر چند حسن از پس صد پرده رخ نمود	تاموس پرده ایست که زندان دریده اند
کردم نگاه صفحۀ تصویر خوش قدان	صورت گران شبیه تو بالا کشیده اند
جمعی که طوف کعبه گزیدند پیچرخ	بیت المصطفی دل خود را ندیده اند
کیست ناز دست برد حسن صورت بگذرد	معنی بیگانه باید کز عبارت بگذرد
هر قدم مزگان گیرائی ست خار این طریق	مردمی باید کزین میدان سلامت بگذرد
بسکه کم گردید تعظیم بزرگان از جهان	وقت آن آمد که سید از نجات بگذرد
کی بود یارب که ما کوس خداوندی زنیم	حیف اوقاتی که در قید عبادت بگذرد
پیچرخ زین حلقه احباب می باید رمید	بگذرد عمر عزیز و در اطاعت بگذرد
یادمی کردم دلِ گم گشته را دلبر رسید	عشق را نازم که به می خواستم بهتر رسید
عاقبت از هزله گردیهادم آسوده شد	رقم از خود این جهان و آن جهان پیوده شد
بی حلاوت نیست عسرت در جهان	نان چو شد کیاب شیرین می شود
هزار بین شده چشمم ز شوخی حسرت	نغمت است که این احوال دو می بینند
در لباس نو است یار مدام	نیست مفلس چرا کهن پوشند

معنی از دل بر نمی خیزد ز ضعف مشتری	از گرانیهای قیمت گوهرم در بحر ماند
جز چشم کبود او که دید است	بادام که پسته مغز باشد
کنون که پیرشدی از خود ای فلان بگذر	ز قدح خم شده چون تیر از کان بگذر
کسی ز هر دو جهان و کسی ز خویش رود	نمی روی تو اگر این چنین - چنان بگذر
ما هم اندر پنج زلف او گرفتار آمدیم	اتفاق طرفه افتاد یاران شب بخیر
نه چینی شکنند این چنین نه شیشه ز سنگ	بان صدا که زد سنت دلم شکست امروز
خوشا جهان تهی دستی و غریبا نشس	ز دل نیست در اقبال بی نصیبانش
فلک تمام شفق پوش شد چه شام است این	پریه رنگ مگر از رخ غریباننش
کیست تا از من رساند هم مرا پیغام خویش	کرده ام از بسکه گم خود را نیایم نام خویش
عاقبت بینی ست لازم چشم چون روشن شود	پیش پا افتاده می بیند چراغ انجام خویش
خود پسندی ست حرفی از خویش	آینه پیش کرده رو سویی
دماغ نازک فقرم ملامت بر نمی تابد	همان واکرده دستار از برای درد برستم
گرد ملال کز دل صد چاک پیچتم	برداشتیم و بر سر مقصود ریختیم
بودیم پای سعی ولی از نهیب خار	چون سایه در حمایت دامن گزینیم
تا آمد است فرد حقیقت بدست ما	سر رشته حساب دو عالم گسیختیم
نشسته ایم بدقتی که درد دواغ نداریم	بیاد دوست سلامی که مادماغ نداریم
به طالبان تجلی بگو عبث نه در آیند	که مابه کلبه تاریک خود چراغ نداریم
بانگ یکرنگی دگر بر مومن و کافر زدم	و حدتم در غیرت آمد یک بر لشکر زدم
سهل نبود زخم تیغ ناز او برداشتن	بار بار زین سرگذشتم تا گلگی بر سر زدم
یادوت مزه بخشید دل از رزق بریدیم	تا دم تو گرفتیم دلب خویش مکیدیم
آخر نشود سلسله حسرت عشاق	آهی نکشیدیم که آهی نکشیدیم

پیریم ولی چاره از زیست نداریم	این بارگران بر سر خود دیده خمیدیم
یارب چه لطافت بود آن غیرت گل را	جز رنگ ندیدیم و بجز بو نشنیدیم
سرود تو بهالی ست که من می دانم	چشم شوخ تو غزالی ست که من می دانم
آنچه در چشمه جوان ست حضری داند	در لب یار زلالی ست که من می دانم
زاهد از چشم بتان روغن با دام طلب	سر خشک تو سفالی ست که من می دانم
بارها از سخن خویش بوجد آمده ام	قال را رتبه حالی ست که من می دانم
در دلم زین ره ورسی که جهان می دارد	بخیبر سخت ملالی ست که من می دانم
مدتی شد که در خیال خودیم	پر فشانیم و زیر بال خودیم
من به روجه آن پری رو ر ا تما شا کرده ام	بجو گوهر چشم خود بر شش جهت داکرده ام
بتی که چشم عالم شده نهان من دیدی آیم	شود قربان خود گرد و سرش گردیدی آیم
فیض سخن است اینکه بهر بزم رسیدم	از بال و پر مصرع بر جسته پریدم
بهر تحقیق خود از پیش ضامی آیم	فکر بسیار بلندم نه کجای آیم
نیم شبم که گدرباغ و گدرباغ بنشینم	تو گل هر کجا رخت دهد چون داغ بنشینم
دست طلب به دامن آن خوش کمر زدم	دیدم که پرتوی ست کشیدم بسر زدم
مرا بر مسند جم می نشانند	الهی بر سر آن کوشینم
ز بس صحای امکان وحشت انگیز آدر چشم	در اول دیدنی همچون نگاه واپسین چشم
ز بسکه تنگ شدم در میان هر دو جهان	رهی نماند که در خود گریختم رفتم
بی نیازی هستی دارد کریان واقف اند	ما هم از دست رو خود چیزها بخشیده ایم
کجا تاب رخ خورشید دارد دیده شبم	تو در بزم آمدی من خویش را سخیم و زخم
در میان بحث ملایان میگویند خویش را	بخیبر بلندار تا جنگند چندین خر بهم
از صف مزگان خون ریزش نگاه آید برون	چون سوار نیک تازی کز سپاه آید برون

یوسف مقصود تو شاید ز چاه آید برون	رو بسوی آسمان کردی ندیدی پیش پا
زاهد ار جرعت کند از خانقاه آید برون	زندی داند که بیرون آمدن از خویش چیست
وقت آن آمد که جائی سبز و آه آید برون	حالی از بسکه غمگین رفت در زیر زمین
عاشقان را آرزو نبود بحر مفلس شدن	سعی یاران چیست گردیدن طلا یاس شدن
درد سر بسیار دارد صاحب مجلس شدن	پاس خاطر را چه باشد احتیاط شیشها
همچو مدنهوشی که از میخانه می آید برون	از دو چشم او نگه مستانه می آید برون
گزشت است غیر از گرد کس بر پوست من	گریزانند مردم آبخنان از صحبت فقرم
من ز خود آیم برون او از نقاب آید برون	کی شود یارب که در بزم وصال آن پری
چون کمان حلقه برگزیده ماند آغوش من	دوش یار آمد بسویم تا کشم در برگدشت
قطره خود را بجوش آور که دریائی شوی	شبنمی اما توانی سیل صحرائی شوی
انتظارت می کشد لبر که شیدائی شوی	عقل را در بارگاه حسن هرگز دخل نیست
باش در کار کسی تا کار فرمائی شوی	کی توان مولی شدن بی دستگاه بندگی
آبرویت حفظ کن تا در دریائی شوی	فیض خود داری چراغ قطره را روشن کند
نیست غیر از در و سرگر محفل آرائی شوی	تا توانی بخیجرت تنها نشین و شاد باش
فرش است میرزائی زیر برهنه پائی	مشاطه نیست محرم از حسن روستائی
مباد این بخت بیدار کنی زین قعبه سوزاکی	دلت پرمی طپد بر اختلاف صحبت دنیا
به مصطفیٰ نرسی تا به مرتضیٰ نرسی	بغیر در نتوان راه برد در منزل

رباعی

تنها نه خودم بلکه خدا هم هستم	ملکم ملک ارض و سما هم هستم
غافل چه نشستی شما هم هستم	ای بیخبران که منکر از من هستید
این است بیان کدام تفسیر کنم	حق است دیگر نه تقریر کنم

تحصیل نمی توان نمود حاصل من خواب ندیده ام که تعبیر کنم
 رحلت میر عظمت الله در شاه جهان آباد روز دوشنبه بیست و چهارم ذی القعدة
 سنه اثنین و اربعین و مائة و الف (۱۱۴۲) واقع شد - و در جوار مرقد سلطان المشائخ
 نظام الدین و بلوی قدس سره مدفون گردید -

جامع اوراق دروفات او قصیده انشا کرد که هر مصرع اش تارخ است و مطلع و
 حسن مطلع بخواست ذوقافیتین اتفاق افتاده - پاره ازان قصیده بر نکته سنجان
 عرض می شود -

اشک می ریزد بروی لوح مرگان قلم	می زند جوش تلاطم باز عیان الم
سنبلی زلف بیان چید پریشان صنم	صنوع احوال باقم سپینه مجروح گل
آهوا مونی طاقت برق همیز عدم	طائر آسودگی در سیر پرواز فنا
یک قلم چون حلقی بسمل چشم آهوی حرم	چهره پرداز از دل گویا بهامون برکشید
صبح محشری زند از مطلع آفاق دم	شعله اندوه می بالید به صحن روزگار
بگم آهی می کشاید پرده گوش هم	از حساب نوحه گیتی چه می پرسی دگر
هر یکی دارد ز سیلاب تحزن دیده نم	بیدلان در کهنه عالم حلقه شیون زنند
طرحه بر می قدسیان چیدند باهم در ارم	لیکن از ادراک کامل سید شیون بیان
مطلع صبح هدی هم شایع نازک قلم	شمع نرم اهل بیت کوکب اوج صفا
زبده مشکل کشایان فصیحان عجم	عسی معجز بیان انصح شیون زبان
موج سیل نزاکت زلف دل جوئی رقم	کلک آن دریای جوهر ابر نیسان بهار
نسخه دیوان اودا در پیام جام جم	زاده کلکش بود حرف طلسم راز حق

(۱۲۴) فقیر میر نواز ش علی سلمه الله تعالی

خلف الصدق میر عظمت الله بخیر بگم امی قدس سره السامی - مشاطه طبع

همایون در انجمن نختین جمال عرفان می آراید - و درین محفل برقع از روی پری زادان عانی
می کشاید -

اکثر سایه التفات بر سر سخن موزون می گسترده - و این خانه زاد موروثی را در آغوش
فکر عمیق می پرورده - اشعار او از قصیده و غزل و رباعی مدون است -

خاک گردیدیم و از ما آه سردی برنخاست خانه هستی زیبا افتاد گردی برنخاست
در حضور شمع جان بی صرفه می سازد نثار از نثار عشق چون پروانه مردی برنخاست

از یار پیام دغلی را چه کند کس این دیر خوشاب علی را چه کند کس
بلبل نسیان قدر شناسند چمن را در باغ دمانج جلی را چه کند کس

قبای عقل که پوشش غم است و تار افسوس اگر ز عشق نشد پاره صد هزار افسوس
برون ز حلقه ز نقش قدم چگونه ز غم که یای همت ما را گزید مار افسوس

صفای آینه از شست و شو نمی آید علاج دل سیاهی از وضو نمی آید
در وجودیم ولی روبرو به عدم می داریم در گلو این رگ جان رشته حب الوطن است

ز پریشانی مرغان روح شد روشن که در ششیم تن راحت نفس هم نیست
دین و دل جان و تن ز دست همه آه بر فرق او ندا چه می کنم

گرچه برستم فقیر از دام سعی مال و جاه احتیاج آج نمان آخر شکارم کرده است
بعد اتمام تذکره - میر نوازش علی شب و شنبه نزد هم شعبان سب و شنبه

و مآته الف (۱۱۶۷) به عالم قدس خرامید - و در جنب جد خود میر سید لطف الله قدس
سر مدفون گردید - محرر اوراق گوید -

روشنی سحر نفس پاک گوهری و احسرتا که دامن ازین انجمن نشانند
دل و لطیف و ناله تارتخ و کشید پیر یگانه میر نوازش علی نماند

(۱۲۸) غریب-سید کرم الله بلگرامی

برادر اعیانی میرنوازش علی سلمه الله تعالی- تولد او دوم شعبان سنه خمس وثلثین
و مائه و الف (۱۱۳۵) رونمود

جوانی خوش سیما و نورسی از ریاض آل عباس است - به انواع قابلیت آراسته و به تهذیب
اخلاق پیراسته - بیعت بخد مت برادر و الا گهر میرنوازش علی سلمه الله تعالی بجاء آورده - و
از آغاز تا انجام تربیت در صحبت ایشان یافته - و حکم وراثت از مذاق صوفیه صافیة کامیابا
است - و در سنیقه شعری کامل نصاب -

اکثر بر دو این سخن سخن قدیم و جدید عبور نموده - و اشعار فراوان در خوانده حافظه
فراهم آورده - این چند بیت از وی آید

بسکه دود ناله من در سرش پیچیده است	بچو فانوس خیالی آسمان گردین است
لعل با آن سرخی پاو زین پاسنگی نداشت	دل به میزان تامل هر دو را سنجیت است
بعد عمری آشنا شد دلبر نا مهربان	میتوان دانست قدر آشنا همین است
بعد مردن هم به امید وصال آن پری	چشم من در خود نگاه واپسین در دیده است
کرد یاد نگه شویخ تو بیمار مرا	داروی نیست بجز شربت دیدار مرا
بسل افتاده ام از تیغ فراقش شاید	دل طپیدن برساند به در یار مرا
دل نه تنها از سر کوی مینان ناشاد رفت	آه این مشت غبار من همه بر باد رفت
نیست شخصی بی گرفتاری درین گلشن مگر	سرور ایدم که آزاد آمد و آزاد رفت
نمی دارم خیال همکامی باللب لعلش	بگوش خویش نام خود شنیدن آرزو دارم
دیدمش چون آسمانی چشم پر سیدم که چسبیت	گفت این آهوز جوان در غبار خود گم است
آه این برگشتگی از طالع من کنی رود	من ز طفلی خورده ام در کاسه گرداب شیر

مردم چشم او دل مارا بهیچ زنبور نیشدار گزید
 بیک دندید دیدن خشک مغزی رفع می سازد نگاهش روغن بادام شد ناتوانان را
 چنان به شیوه دیوانگی شدم مشهور که یار نیز مرا دین مرحبائی گفت

رباعی

شیطان چو درگاه خدا شد مردود پرسید کسی چرا نکردی تو سجود
 گفتا که منم محو حال رنج دوست جز ذات خدا دگر ندانم مسجود
 بعد ختم سرو آزاد - غریب بیست و هفتم جمادی الآخره تسع و ستین و مائنه و الف
 (۱۱۶۹) رخت به عالم سرمدی کشید و در بلگرام مدفون گردید - مؤلف کتاب تاریخ بتبعیه
 گوید

شاعر خوش گوی صوفی مشرب به مرد در عین جوانی یا نصیب
 وقت جان رفتن ندا آمد ز غیب بهر تاریخ و فاقش یا غریب

$$\begin{array}{r} ۱۲ \\ ۲۳ \\ \hline ۳۵ \\ ۱۱ \end{array}$$

(۱۲۹) سید غلام مصطفی بلگرامی قدس سره

بن سید عبد الله برادرزاده حقیقی و مرید سید العارفین میر سید لطف الله بلگرامی
 قدس سره - صاحب قلم در دامن بحر پیشین دُرر مناقب سامی ریخته - و جوهریان کشور فقر را
 به خریداری برانگیخته - درین بساط نیز گوهری چند از واردات قدسیه می ریزد و لالی آبد
 بگوش معنی پروران می آویزد

میر صاحب مشرب عالی بود - و نشئه فقر و درویشی دو بالا داشت همواره به شیوه
 سپاه گری کسب معاش ضروری می کرد - و نعل و اثرون زده شب دیز سیر فی الله
 جولان می داد -

دیر دست و ملتین و مائت و الف (۱۱۳۶) مؤلف اوراق در دارالخلافت شاهجهان
آباد زیر سایه عنایت حضرت علامی میر عبد الجلیل بنگرامی جاداشت - مشارالیه نیز در آن
ایام در آن مقام به علاقه نوکری نواب مبارز الملک سر بلند خان تونی وارد شد و
مثنوی ترجمان اسرار قبوی مولانا رومی قدس سره از خدمت حضرت علامی رهنه کرد -

در آن نزدیکی نواب مسطور ایالت صوبه گجرات احمد آباد از پیشگاه خلافت
مفوض گردید مشارالیه در رکاب نواب بآن دیار نشاند و چون حکومت گجرات از عهده
نواب به راجه ابھی سنگھ مرزبان خطه مار وار مقرر شد - و با نواب در راجه صورت مخالفت
و نمود - و در سواد احمد آباد جنگی سبع واقع شد - مشارالیه در آن محرکه جرعه شهادت
چشید - و در سداک اشکیاء عیند سربلهم یزید قوت تنظیم گردید - و این واقعه هشتم شهر
ربیع الاول سده ثلث و اربعین و مائت و الف ۱۱۳۶ م رو داد -

بعد انفصال جنگ اجساد جمیع شهیدان را یافتند و اتاسید غلام مصطفی که
بر چند تنخص کردند اثری گل نکرد -

پچند روز پیش از شهادت رباعی گفته بود - و از حال آئینده اخبار نموده - رباعی
این است -

در خلوت ماورای مایاری نیست یعنی که به عرش و فرش اغیار نیست
ما روح مجردیم ز آلائش مرگ ما را به جنازه و کفن کاری نیست
سلیقه سید در انشاء رباعی مناسب افتاده - و در یابای خفای و معارف
بر طرز مولانا سحابی است آبادی از منبع طبعش جوشین - الحقی هر رباعیش چاره موجه
ایست از بحر عرفان - و ترانه ایست از پرده لامکان - هر نکته اش تازیانه دلهای آگاه
است - و پرتوی از شعله ای آنا الله -

دیوان رباعیاتش مدون است - و مذاق فقرش از کلامش مبرهین است

چون شعله آتش است در بیشه ما	جز دوست هراچیه هست اندیشه ما
یعنی همه اوست در رگ و ریشه ما	ما جام شراب سخن اقرب زده ایم
سر مست شراب ناب کردم همه را	در عشق که فتح باب کردم همه را
در نار یکی کباب کردم همه را	مرغان که همی زدند پر مائی دوتی
تا در نگری همه دواب اند ترا	این هفت فلک که چون حجاب اند ترا
پایه به مه و نور که رکاب اند ترا	تو پادشهی دلی ز خود بیخبری
تا ساخته کار کار سازی مطلب	بان حال رجال را بپازی مطلب
توحید حق از سخن طرازی مطلب	از آتش عشق تا نسوزی یکسر
جنت چمنی ز باغ شاداب من است	هر نشه که هست از می ناب من است
چون عالم بخت مستی خواب من است	کس را چه خبر ز رتبه عالی من
نی محرو نه گوهر و نه در کار است	مارا که نه عز و نه شرف در کار است
خاک قدم شاه نجف در کار است	در دیده دلی بهر شناسائی خویش
وز آتش و آب و انجم و افلاک است	این بستی من برون ز آب و خاک است
کیکن هیبت من گنه و جو دپاک است	چون درک کند زاهد بیچاره مرا
از خویش گذشته نی بدو نی نیکوست	من عاشقم در میده از دشمن و دوست
کز روز ازل دریده ام چندین پوست	زان مغز زمین و آسمانها شده ام
خو امان تو نیست جز وجود و عدمت	ای زنده تمام عالم از فیض دمت
سر تا قدم فدای سر تا قدمت	از من اثری نماند ای دوست که شد
بیرون ز جهاتیم و جهاتی دگر است	ما عاشق ذاتیم صفاتی دگر است
افسانه نویس ممکناتی دگر است	ما واجبیم ذکر واجب گوئیم
یعنی که جمالت همه دیدم در خود	از دیدن رویت تو رسیدم در خود

صدشکر که از شوق تماشای رخت

هر کس در خود بهار و باغی دارد

تو غره مشوک ماهی دریائی

زاهد که عبادت ریائی دارد

هر چند که الله بگوید هر دم

آن فرق که خویش را ولی می دانند

الله و رسول بر زبان می رانند

هر کس خفاش آفتابش باشد

زاهد طلب مقام تنزیه کند

سر تا بقم چو دیده می باید شد

چون شیشه پر شراب با صد مستی

دارسته درد با دوا را چه کند

سلطان جهان بال بها را چه کند

آنجا که تویی نه راه باشد نه دلیل

در عرصه عشق پای زاهد لنگ است

در دهر که غول در بر خویش منم

هر چیز نقاده است زیر نگهم

بسیار کتب سند ز اُستا کردیم

شد مشکل ما تمام حل آخر کار

بر مشت غبار خویش آبی زده ایم

خفاش میا که بر در خانه خود

چون برق طپیده آرمیدم در خود

در کلبه تاریک چراغی دارد

غوک لب جوی هم دماغی دارد

در مجمع خلق خود نمائی دارد

والله که الله هوائی دارد

بچاره عوام را بخود می خوانند

چون در نگری خلیفه شیطانند

کی محو جمال بی نقابش باشد

غافل که همان عین حجابش باشد

یعنی که بخود رسیده می باید شد

بر طاق بلند چیده می باید شد

بگذشته ز خویش مدعاریا چه کند

هر کس که بخود رسد خدا را چه کند

نی انجم و مهر و ماه گنجد نه خلیل

آری نرسد بجای احمد جبریل

یعنی که مقرو منکر خویش منم

یک نیزه بلند از سر خویش منم

بیهوده تمام عمر بجوغا کردیم

چون دفتر دقت خویش را وا کردیم

یعنی که به بزم جان شرابی زده ایم

هر جا گل میخ آفتاب زده ایم

دقت است که دل ز دهر بر کنده کنیم	چون لاله گل برین چمن خنده کنیم
در خلوت خویش قبه دُنیا را	عریان همه تن شویم و شرمندہ کنیم
بر دست بگیر همچو من پیمانہ	تا وا رہی از یگانہ و بیگانہ
آن گل که دمیدہ بود بر بام سرا	عمریت کہ چیدش بصری خانہ
عشق است کہ گاہ ہر باشد گہ ماہ	ہاں تا نشوی چو کور چشمان گمراہ
ہر چیز کہ تو طالب آن می باشی	در صورتِ مطلوب تو آید اللہ
بشنو ای دل حقیقت پنهانی	ایمان موقوف شد بر انسان دانی
ہر چند بصد سجده تو حق را خوانی	تا سجدہ بہ آدم کنی شیطانِ
ای آنکہ تراست نسبت پنهانی	بیچون و چگون بحضرت سبحانی
از جسم چہمی روی بجان رو سولیش	کس سایہ بز نمی کند قربانی

(۱۲۰) احمدی - سید احمد بلگرامی

بن سید عبد اللہ برادر اعیانی سید غلام مصطفیٰ قدس اللہ السرائر مہمنا
 سیدی بود پاک نژاد - دست بہ دامن صلاح و تقویٰ زده - چاشنی گیر لذت فقر و فنا
 لنگر بحر و قار و نکمین - مرید عم مکرم خود سید العارفین قدس سرہ -
 کتب تصوف اکثر مطالعہ می کرد - و مثل برادر خود میل بہ رباعی بیشتر داشت - عدد
 رباعیاتش زیادہ از چہار صد باشد -

سید تیر خوب می انداخت و در شجاعت و نبرد آزمائی لواء یتائی می افراخت -
 چون ہنگامہ احمد خان ابدالی در سہنہ احمدی و ستین و مائتہ و الف (۱۶۱)
 از طرف قندھار بلند شد - و لاہور را غارت کرد - و محمد شاہ سلطان دہلی فرزند
 خود احمد شاہ را با وزیر الممالک نواب قمر الدین خان - و نواب صفدر جنگ

ابوالمنصور خان و دیگر امراء عظام - برای مقابله از شاه جهان آباد رخصت فرمود -
 میر سید احمد دین یساق همراه نواب صفدر جنگ بود - و در اثناء سفر به بیماری
 در دجگر مبتلا گردید - تاگزیر در سهرند توقف کرد - و چون شاهزاده از سهرند گذشته
 کنار دریای ستلج بر معبر ماچھی واره رسید - ابدالی باسی هزاره سوار از راه لودیان
 بالا بالا داخل سهرند شد - و سیزدهم شهر ربیع الاول سنه احدى و ستین و مائت و الف
 (۱۱۶۱) آن شهر را تاراج نمود - و هر که دست به شمشیر برداشته شد - سید احمد جانی که
 اقامت داشت و بحر است ناموس بعضی سادات و شیوخ می پرداخت زخم تفنگ
 بر شکم خورد - قضا و قدر از در دجگر نجات داده بر تخم جانستانی معاوضه کرد - و روز
 پنجشنبه چهاردهم ماه مذکور مرغ رُوح او از نفس جسم پرواز داد - روز جمعه در
 همان حویلی مدفون گردید -

و چون شاهزاده را خبر وصول ابدالی به سهرند رسید عنان توبه جانب سهرند
 تاقت - فوج مشرقی غربی شد و فوج غربی - شرقی - از پانزدهم شهر ربیع الاول تا بیست
 و هشتم منه آتش حرب اشتعال داشت -

بیست و دوم این ماه روز جمعه وزیر الممالک نواب قمرالدین خان زیر نیمه
 نماز چاشت خوانده در وظیفه بود که گویا توب از جانب مقابل رسید و تمام کرد و
 راجه ایسر سنگه پیر جی سنگه سوائی و دیگر راجها قریب دوازده هزار سوار از پشت
 شدن وزیر بی استتعال شده راه گریز بملک خود پیش گرفتند - لشکر فیروزی با آنکه
 این دو رخنه عظیم راه یافت پای استتعال افشوده افاغنه را شکست فاحش داد -
 و بمفهوم آیه کریمه **الْمَغْلَبَتِ الرُّومُ فِيْ اَذْنِ الْأَمْخَصِ وَ هُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ**
سَيُغْلَبُونَ فِيْ بَطْحِ سِنِينَ - بعد شکست نادر شاهى این فتح عظیم نصیب پادشاه
 هند شد - تاریخ گوئی "فتح خدا ساز" تاریخ یافت -

و بعد یک ماه از فتح محمد شاه سلطان دہلی بیست و ہفتم شہر ربیع الآخر شب جمعہ
سدا حدی و ستین و مائتہ و الف (۱۱۶۱) بر حمت حق پیوست و پائین مزار سلطان المشائخ
نظام الدین و بلوی قدس سرہ درون حریم مبارک مدفون گردید۔

را تم المحروف در رحلت پادشاہ و وزیر و نواب آصف جاہ کہ در ہمین سال
فوت کرد تاریخ تعمیم می گوید ۵

گفت تاریخ چون کشیدم	آہ	موت شاہ و وزیر و آصف جاہ
	۴	۱۱۶۱
		۱۱۶۱

القصد ہر گاہ قتلہ جنگ فرو نشست بعد یک ماہ از دفن جسد سید احمد را از
خاک بر آوردند۔ بقدرت این دستانہ سالم بر آمد۔ و بیرون لاہوری دروازہ
شہر پناہ سہرند بفاصلہ دو تیر پرتاب از دروازہ جانب جنوب از شاہراہ در مقابر
شیخ محمد نامہ ارخانی بخاک سپردند۔

این چند رباعی نتایج طبع اوست ۵

باقدر تو رفعت ہمہ پست آمد	ہشیا ز ہدیت تو ہر مست آمد
بیخود افتادہ ام بگیری دستم	ای آنکہ ید تو فوق ہر دست آمد
این بندہ بی ادب کہ نابہوار است	دائم کہ متاع کاسہ بازار است
یا از دو جہان بساز اورا آزاد	یا پیش نظر دار اگر در کار است
گر خار بہ گزار تو باشد باشد	و ز قلب بہ بازار تو باشد باشد
ہر چند سیاہ رو نباید این جا	گر نیل بہ رخسار تو باشد باشد
آنکس کہ گنہ نکرد پیدا نبود	او خود خلف آدم و حوا نبود
حق است اگر خطا ز انسان نشود	عبد است اگر عفو خدا را نبود
نامند بلامہا خلایق مارا	چون فیل کہ ہست در گروہ اعلیٰ

ما را نه مقید و نه مطلق خوانند	اما پیداست این صفتها از ما
امکان که تمام را نه در حبیب و لیست	مقصود از یُونُونُ بِالْغَیْبِ و لیست
از غیب مراد این شهادت باشد	ایمان آتش که برتر از ارب و لیست
گر من عوض بخشش خاصیت یارب	در حضرت تو شکر کنم نیست ادب
با تونه برابری مرا می شناید	شکر که می خویش تو از خویش طلب
در عقل بسی حال تبری باشه	که خوف و گهی رجا بسرمی باشد
خوش آنکه درین دیر عرا بات اورا	از خویش و نه از خدا جبر می باشد
در گفت و شنید اوست مشهور منم	دید شده اوست لیک منظور منم
با این بحر خیر و شر من منسوب است	می نوشد دیگر می و مخمور منم
دل شاد توئی اگر دلی شاد کنی	با خویش کنی بهر که بیداد کنی
بر سود و زیان که از تو باشد برتست	در یاد خودی اگر خدا یاد کنی
ای دل بستر قسم که جانانه توئی	سرمایه هر عاقل و دیوانه توئی
باتست خدا و مصطفی و هر چیز	امروز امیر بزم این خانه توئی
منقبول اگر کنی مرا در مردود	نازم که مرا حضرت تو یاد نمود
معشوق بهر که بجاشق نگرست	روزی کند از لطف هم اورا خوشنود
ای نام تو احمد است و روح تو احد	یعنی که توئی باعث هر جان و جسد
از اسم مبارکت چو موسوم شدم	محتاج در گمکن چو از نیک و چه بد
ای احمد مصطفی شفیق دو جهان	بسپرد بدست تو مرا خالق جان
الحال بدست تست کار و بارم	مختار توئی هر چه بخواهی کن آن
از عین علی ذات خدا شد خوشنود	آدم ز تراب او در آمد بوجود
چون دید رسول اصل آدم اورا	ناچار ابو تراب کنیت امود

در حُب علی زجان و دل بر یابی وز هر دو جهان ز تبه بر تر یابی
حق رمز عین ولی چنین می فرماید که لفظ علی ذات مرا در یابی

(۱۳۱) فرد - سید اسد الله بلگرامی

برادر زاده حقیقی سید غلام مصطفی و دختر زاده حقیقی سید العارفین میر سید
لطف الله و مرید آن خدا آگاه است قَدْ سَأَلَ اللهُ اَللّٰهُمَّ
ولادت او دهم شهر ذی الحجه سنه اربعه عشر و مائه و الف (۱۱۱۴) و نمود
به صفائی ذهن سلیم و کمال طبع مستقیم ممتاز بود - و بدقت سخن خوب می رسید
و شغوب می نوشت - و چاشنی تصوف بلند داشت و از بمنشینان راقم الحروف
است -

حیف که در عین شباب آن قدر امراض مزمنه عارض او گشت که حیات چند
روزه را در نهایت بی حلاوتی گذرانید - و شب شنبه بیست و دویم جمادی الاولی
سنه تسع و اربعین و مائه و الف (۱۱۴۹) رخت بدرالامان آخرت کشید مجروح
اوراق آیه کریمه اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ لَعْنٍ عَلٰی الْاَسْمَاءِ (۱۱۴۹) تاریخ فوت
قبرش جانب غربی محله میدان پوره برکنار مقابر اسلافش واقع شده -

این چند بیت از مسودات او بدست آمده

شب که آن ماه جهان افروز ز خصلت خواهد	آه من تغلیم کرد و اشک من همراه شد
نگاه شوخ چشمم هر طرف بی باک می افتم	نریزد آبروی من اگر بر خاک می افتم
سرشک طفل طبعم شوخ چشمی در بغل دارم	نه پیچم سراگر بر روی آتشناک می افتم
به پایش بوسه ز درنگ حنا سرخی دوبالا	دل خون شد حسرت این عجب هنگامه برپا
نه هر که تاج به نازک زند سسری داند	نه هر که خرقه بپوشد قلندری داند

دلا دران صف عشق کشته خویش اند نه هر که تیغ به بند سپهری داند
 کسیکه دولت اقلیم نبستی دریافت شکست آئینه دل مکندری داند
 چو سرو هر که باز ادگی قدم افشرد بریز بار تعلق شدن خوری داند
 جهاد نفس بود کار شیر مردان فرد نه هر که صف شکنند او بهادری داند
 بود بعالم تجرید ما لباس دگر بریدن از دو جهان است قطع جامه
 عروس مقصدم مشاطگی را از خدا خواه دگر این حیا برود کس محرم نمی داند

(۱۳۲) سید عظیم الدین بن سید نجابت بلگرامی

ایضا برادرزاده حقیقی سید غلام مصطفی - است خدیو بی سترگه -

تولد او شب چهارشنبه هجدهم ذی القعدة سنه ثلث عشر و مائة و الف (۱۱۱۳) واقع شد -

سیدی بود صاحب خلق عظیم و میزان طبع مستقیم - از آغاز سن و قوف به تنوع شعر پرداخت و قماش نظم و نثر را خوب می شناخت - و بنا بر مناسبتی نظری گاهی خود هم سخن موزون می نمود - و در فکر بر روی خود می کشود

بسعادت ارادت سید العارفین کامیابی داشت - و در کوچه تصوف رایت بلند می افراشت - معذادر وصف شجاعت سرخیل دلیران بود و در همیشه پردلی فی درناخن شکن شیران -

او آخر عمر نوکری نواب صفدر جنگ وزیر الممالک اختیار کرد - و در جنگی که نواب وزیر را با افغانه بمیست و دوم شوال سنه ثلث و ستین و مائة و الف (۱۱۹۳) مابین بتیالی و سهاور صورت گرفت میر عظیم الدین و میر غلام نبی که ذکرش نگارش یافت - در عرض کارزار تلف گردیدند - و جز داغ حسرت که اثری ازین

زمین گل نکرد - راقم الحروف گوید

میر عظیم الدین دانا گهر	زاده طبعش همه در یتیم
شیر دل عرسه مردانگی	در صف هیجا قدمش مستقیم
بر سر میدان سر جان گذشت	در چمن خلد برین شد مقیم
فوز عظیم است ازین خاکدان	زخت کشیدن بر ریاض نعیم
خام ازین راه گذارش نمود	سال دقانش همه فوز عظیم

وقتی که این بیت قاسم کاشی پیش او خوانده شد -

چون ز عکس عافیتش آئینه برگ گل شود گردان آئینه طوطی بنگر و بلبل شود
 بسیا خوش کرد - در جهان ایام حسب الطلب و الدخود سید نجابت به گجرات
 احمد آباد رفته و بعد انقضای ده پنج سال از احمد آباد ب وطن اصلی معاودت
 نمود شبی با فقیر گفت آن بیت چه بود - نور آمین مذکور خواندم - تعجب کرد که بجز سوال
 حرفی چه بگوید بیاد آمد - گفتیم این قدر در خاطر بود که وقت خواندن این بیت
 شمارا پند انداد -

این دوسه شعر نمونه فکر اوست -

داع بر دل دارم و چون لاله سیراجم بنور	آتشم اما تو صبا عالم آرم بنور
عالمی پروانه شد آن شمع قامت را به بین	درد دل شب جلوه صبح قیامت را به بین
خواب و بیداری چشم تو عجب معجزی است	بهم آمیخته از مستی و هشیاریها
شارم به قتل خویش که از کوثر لببت	یک جرعه خون بهای شهیدان نوشته اند

(۱۳۳) محب - سید غلام نبی بلگرامی

فرزند شهر سید غلام مصطفی مذکور قدس سره - جوانی بود صاحب السیف و انقلم

در صف بزم و رزم پیش قدم - تیغ زبانش جوهر در حسن بیان - مدسنا نشن بسماء صفی
میدان - بار بار در معارک صفها شکست و بزرنجیر جوهر فرو داد - پای تهتقان بر بست
در ریغان تمیز میل سخن بهم رساند - و دو اوین سخن سخنان نو و لهن را سیر کرد
با خوشگوبان عشر شش شش عجب الرضا متین صفایابی را افتاد و بعد العلی تحسین
ملاقات نمود -

و در عالم نو که پیشگی بصبوب بزرگاله رفت و از آنجا برگشته در سلک نو کروزیران
صفه رزنگ در آمد - و چون نواب و وزیر کثرت ثلث لشکر بر سرافا غمگین شد - و آن
در دامن کوه مدارید که شعب الیست از کوه سوا لک پناه گرفته سستد یکجا شدند
بعد محاربات صلح انعقاد یافت - و ایام جنگ بیست و ششم منفرست غم و شین و
ماتد و الف (۱۱۶۵) میر غلام نبی بزرخم تشنگ تند زندگانی در باخت - حیف که
این چنین جوان قابل و فرد کامل در عین شباب از دست روزگار رها شد -
و ماندگان را اداعی که علاج پذیر نیست بردل نشانده - محرم سطور گوید است

در فتن سخن بلند تقریر محسب در بحر که آبروی شمشیر محسب
تاریخ وفات او ز دل پرسیدم فرمود بهشت محصل این محسب

شجاعت ارث خاندان اوست - و اکثر مریدان دین و دمان ساغر موت اهرم چشیده
اند و گالگونه شهادت بر رو مالیده - از آنها محسب که بوزنی موصوف بودند درین انجمن
جلوه نمودند -

چند بیت از مکتب بر حبان سخن ملتفتی شود سه

دل از مرگان و خال پشت چشم او خردارد که ترک چشم او ستان شمشیر و سپر دارد
به بزم می پرستی عشرت زندانه شب گرم نقاب شیشه از چهره بت العجب گرم
ز فیض نیست برون سیر بنیوایی ما به فرق خار نهد گل بر چمن یابی ما

سنگ طفلان گل ز ندر گوشه دستارها	بسکه از دیوانگی باشد بسامان کارها
به پای دل ز سر نوخلید خار دگر	ز سبزه بر رخ او کرد گل بهار دگر
دل و دماغ ندارم بکار و بار دگر	دلمند که تو شاد و سرم بفکر تو خوش
شدم چو جوهر آئینه نقش خانه خویش	قدم برون نگذارم ز آستانه خویش
بسینه دست نهاد و سلام گفت و نگفت	زمن نگار با یمنار پیام گفت و نگفت
نمود کا کل پر حلقه دام گفت و نگفت	مقام صبی دل خود زیار پرسیدم
به عاشقان جهان قل عام گفت و نگفت	سپرد تیغ نکه را بدست مردم چشم
مرا ز بنده نوازی غلام گفت و نگفت	خط صبح بر آورد خواجه حشمت
اشاره کرد سوی حوض جام گفت و نگفت	بین که ساقی کوثر محب صادق را
آفرین باد که پروانه نواز آمده	امشب ای شمع درین بزم نیاز آمده
عشق باز اند اگر بهر نماز آمده	غیر محراب دو ابروی بتان سجده مکن
گر تو با قافله عجز و نیاز آمده	جرس شوق درین دشت بجنابان از دل
اگر ای شانه ازان زلف دراز آمده	قصه شوق مکن در شب هجران کوتاه
آفرین باد که خوش مرح طراز آمده	هیچ جز وصف علی نیست بشعر تو محب

(۱۳۲) قابل سید عبد اللہ بلگرامی

از بعض طبقات سادات بلگرام ساکن محله میدان پوره - پیشتر در طبقه فضلا ممتاز است و حالا در گروه شعرایی انباز -

تخلص او اسمی ب اسمی بود - و در فضل و کمال و تحریر هفت قلم و فنون سپاهگری و درزش اسلحه و اکثر صناعات اهل حرفت و قوف عالی داشت - و در صفت کبری مشارالیه اناملانی می زیست -

همواره روزگار قرین اعتبار گذرانید و بیشتر بر فاقه نواب مبارز الملک سر بلند
خان توفی بسر برد. و بخدمت عدالت مسکرمی پرداخت -

و چون کثرت اولی سر بلند خان در سزار بیع و عشرتین و مائنه و الف (۱۱۲۴)
ناظم صوبه گجرات احمد آباد شد. سید عبداللہ را منصب صدارت احمد آباد و قزوین
نمود. سید با ارباب و ظائف سلوک پسندیده کرد. و غربا و ضعفا را با انسان نواخت
آخر الامر در دارا اختلاف شایع میان آبادیاری استقاعارض شد. بهمان
حالت به بلگرام آمد. و بعد چندی موافق سده اثنیستین و ثلاثین و مائنه و الف (۱۱۳۲)
جان بجهان آفرین سپرد. و سمت غربی باغ محمود در مقابل قبیلہ نمود مدفون گردید
بعد انتقال آن مرحوم کتابخانه او شیرازہ بمبیت گیسخت. و اشعارش به تالاج
حوادث رفت. همین یک بیت به دست آمده

گر بسرمه اثر کرد ضعف طالع من کبریٰ عصا نتواند بچشم یار رسید

(۱۳۵) واحد میر عبد الواحد ترمذی بلگرامی

ترجمہ اب و الانسب او نظر پرورده لطف الہی سید محمد اشرف در گاہی در
سلک فضلا از دفتر اول انتظام یافت -

میر عبد الواحد صاحب طبع لطیف و ذہین شریف بود. و سراپا بہ حلیہ مکارم
اخلاق و جلال اوصاف آراستگی داشت. اختر نجابت از جبین مبینش می درخشید
و عطر خلق محمدی از گل عنفرش می تراوید -

شعر زبان فارسی و ہندی می گفت. و جوابہ زو اہر بمشقب اندیشہ می سفت سخن
شیرینش بہ گلوسوزی نبات است. و شعر آبدارش بہ گوارائی آب حیات
از یاران میر عظمت اللہ بنجر بود. و نسبت بہ فقیر شفقت فراوانی فرمود -

آیا میکده والد ماجد اوسید. محمداشرف بجاکومت مونس راهبون از اعمال دار السلطنه
لاهور می پرداخت اورا با کفار آن نواحی جنگ رو نمود. میر عبد الواحد در معرکه
جزیره شهادت چشید. و بها بنجایین آفتاب دل افروز خاکپوش گردید. و این واقعه دوم
محرم روز جمعه بعد نماز عصر در اربع و نائین و آنه دالف (۱۱۳۴) واقع شد. عمر
شریفش از پنجاه متجاوز بود.

نگارنده سطور در تاریخ شهادت آن مغفور قطعه نظم کرده و یک عدد زیاده را
بحسن تمهید بر آورده.

میر عبد الواحد شیرین سخن	از زبانش آب حیوان می چکیده
سید والا گهر صاحب هنر	تاثر یا نظم و نثر او رسیده
والد او حاکم راهبون شده	در رکابش رخت آنچنان کشیده
خطه پنجاب را از مقدمش	آبروی تازه آمد پیچیده
باز میند اران کافر رزم کرد	از شهادت جرعه صافی چشیده
در سخن واحد تخلص می نمود	لفظ ذوقی همه تخلص برگزیده
چون که واحد رفت سال جلستش	کلب خوین زد در تم "ذوقی ششیده"

۱۱۳۵
۱۱۳۴

نسیان و فکرش و حشیان معانی فراوان حید کرده اما از عوارض روزگار مقید رشته
شیرازه نساخته لذا اکثری از آن به پرواز آمد. برخی از اشعار که در بیاضها مثبت
بود درین سواد سفیدی می کند.

امروز بر جبین تو چین دیده ایم ما	صدر رنگ ناز را به کین دیده ایم ما
گر بود ره یک قدم بی رهنما دور است دور	بی اهل نتوان رسیدن گر چمنزل زیر پای
سو ختم در آلودیش کاش ای صورتگران	گرده تصویر او سازید از خاکستر

اگر ز دل شکستن بلبل نه هنوز طرف کلاه خود مگر ای گل ندیده
 علمیت در رخ تو تماشائی خودیم آینه است بسکه ترا از صفا جبین
 نباشد از دل محبت نامه ام خالی چون کشتائی سر مکتوب من طوفان شود پیدا
 آتش پیچیده ام در نامه پر سوز خویش گرمند زمیستی کشتائی مکتوب مرا
 نیست محتاج خضر از فیض سوز خویش اخگر م خاسته خوشیم به از آب بقا است

در رباعی

تا کی به هوا و حرص مائل باشی زان ره که بریدی فی است غافل باشی
 اکنون که گذشته را تلافی خواهی از خنجر افعال بسمل باشی
 و او را نسخه ایست مسمی به "شکرستان خیال" مشتمل بر نظم و نثر در وصف حکویا
 غزل در رباعی و قطعه و مثنوی و مخمس و ترجیع بند بدستور دیوان مرتب دارد و در خط
 زکات شیرین آورده - و درین نسخه بمناسبت شیرینی ذوقی تخلص می کند - و اشعار
 هندی هم درین رساله می آرد - برخی از آن در فصل ثانی می آید انشاء الله تعالی -
 و در خطبه این نسخه گوید :-

"خفی نماید که از تصنیف و تالیف این رساله و اظهار میل و رغبت با شیرینی سببی و واسطه
 "مظنون از باب قیاس خواهد بود اما قسم به

"بمزدنی قارست نیشکر که اصل همه آمد آن منقحر
 "بعشق ز لیبی خاطر پسند که انداخت در گردن جان کند
 "بکلوای تر آن فرج بخش جان بمقراضی آن غم تراش جهان
 "به پر مغزی پسته خنده رو که چون سبز بند است زمینه رو
 "بان نرمی مجله بلگرام که شبنم زکات از دگر کرده و ام
 "ندارم سربنگ باور کنید که دارم از و ننگ باور کنید

”به تریاک هم نیستم آشنا

کنون به که تمهید کمتر کنم

آنانکه پرده از رخ لوزینه وا کنند

نان از تنور بهر مژگین جدا شده است

در کار خیر حاجت هیچ استیاره نیست

انجیر را ز شاخ درخت ارجد آکنید

یکبار پوست را ز تنش برکشید آید

هنگام آن شده که اسیران آنه را

آورده ام برای شما شربت امار

گر خاطر شما ز آفتاب خوش نشد

شیرین نشدی ذائقه شکر نشدی گر

فائق نشدی خشکه بدین سان به جلاؤ

چندان به ادب دست نمی داشتمش من

حلوانفرودی به دماغ این همه قوت

نقل بگیر بر زبان یک سه چار و پنج و شش

در قند بلور کن شربت قند با گلاب

پیده دلفریب را اگر چه ثقیل گفته اند

شاهد آنه ام کف گرفت از کمال شوق

صحن پُر از مزعفر و کاسه پُر از برنج و شیر

مصرع نغز اطعمه ده چه خوش است ذوقیا

نه تنها دل ز ذوق بر فیم بیتاب نی گردد

هم از تمب کو کنارم را

غزل خوانی مدعا سر کنم

آیا بود تو اضع صحنی بنا کنند

لازم بود که حق غریبی ادا کنند

اهمال در تناول فرنی چرا کنند

پنهان ز چشم بد به لبش آشنا کنید

یار دیگر به کید نه انم چها کنید

بر کام دل ز محنت زندان را کنید

نوشش کنید و خلص خود را دعا کنید

چون ذوقی از شریفه و نرتر غده آکنید

چشم نشدی سیر مزعفر نشدی گر

یاری ده اورغن و شکر نشدی گر

باشیر و شکر حُب بیمبر نشدی گر

ذوقی همه اجواش برابر نشدی گر

ریزه قند در دهان یک سه چار و پنج و شش

چچ بزین دران میان یک سه چار و پنج و شش

لیک ندارد تریان یک سه چار و پنج و شش

بوسه هم بروی آن یک سه چار و پنج و شش

خوب نمایم به خوان یک سه چار و پنج و شش

خربزهای خوش بنال یک سه چار و پنج و شش

که از یاد زلابی محو پیچ و تاب می گردد

بین بسوی چپاتی بدیده انصاف که بی دصال شد حالت نزاران چسبیت
غرض ز موهم برسات اوله و بوندی است و گرنه این همه تمهید برق و باران چسبیت
چرا نه نیشکر از خرمی بخود که آل او همه مقبول آمد و منظور
در تمنای ملاقات شکرای ذوقی آب گردید دل شیر بافت سوگند

(۱۳۶) ایما - بندگی سید محمد حسن بلگرامی

برادر صغیر میر عبد الواحد ذوقی بلگرامی - گل سر سبد چمن استعداد بود - و نهال
سر بلند قابلیت خداداد - مصور ازل حسن صورت را با حسن سیرت آمیخته - و رنگ
حیرت در دیده تماشا شبان ریخته -

در صغر سن مصحف مجید را از بر کرد - و در پانزده سالگی فنون عربی و فارسی و
هندی را فراهم آورد - شعله آوازش دل سنگ می گداخت - و حسن قرائتش ایما
ساحه را تاز و می ساخت -

از آنجا که کسب هوای زندگانی و تحصیل اسباب کامرانی مقتضای عهد شباب است
در غنفوان عمر از وطن مالوف برآمده شاهزاده عظیم الشان بن شاه عالم را ملاقات
نمود و نصیبی سرافرازی یافت (پدرش) سید محمد اشرف درگاهى دران وقت
نوکرشاهزاده محمد اعظم بن خلد مکان بود

چون خلد مکان را این عزم بملک جاودانی افراخت - و شاه عالم از کابل
و محمد اعظم شاه از دکن بداعیه محاربه شتافتند - و در میدان وصولیو بر برت
دوازده کرده از اکبر آباد تلاقى فتین رونمود - و محمد اعظم شاه در معرکه نقد زندگانی
در باخت و نسیم ظفر بر پرچم الویه شاه عالم وزید - بعد فراغ جنگ سید محمد حسن
که جوان نازنین بود و سلاح در بر داشت - تاب حرارت هوا نیاورده به خیمه نمود

آمد و با حاضران گفت سلاح از من بگیرید که تاب و طاقتم نماند- همین که دراز کشید-
چراغ حیاتش خاموش شد- و مردم خاک حسرت بر سر انداختند و بعد تجوید تکفین بر
دروازه و صول پور و غن ساختند-

چون راه آمد و شد و اشد سید در گاهی بملاقات پسر شتافت- او خود زیر خاک
رفته بود- بی طاقتیها کرد و فائده نداشت-

جنگ سلطانی بیستم شهر ربیع الاول واقع شد- سید محمد حسن بیست و یکم ماه
ذکریه تسع عشر و ائمه و الف (۱۱۱۹) بر حمت حق پیوست- آیه کریمه "انما اشکوا
بثی و خضرتی الی الله" (۱۱۱۹) تاریخ رحلت او است که علامه مرحوم میر عبد الجلیل
بلکرامی یافته و بگفته است که حال یعقوبی سید محمد اشرف در گاهی تحریر نموده
این چند بیت تذکره ایماست

جهانش بسکه در بزم تحبیل بناده پیر شده	سویای دلم چون مردمک محو تماشا شد
مرکز گردش مانیت بغیر از دل ما	محل ما دل ماهم دل ما منزل ما
وصف تو اگر بر لب دریا گذر آرد	از گوش صدف پنبه گوهر بدر آمد
مگر در یاد ما من ز بلبل ناله می خیزد	که بر شاخ گلها در چین چون بال می خیزد
انتخاب از ناز خوبان نیست جز حسن کلام	وای بر بلبل که از گلها که نفس افشاید
کشاد کارم از جمیعت خاطر نمی آید	نش چون غنچه بی چاکب که در ان نخل با پس من
رسید قاصد و اشد گره ز غنچه دل	هوای بان کبوتر آید از ان نخل
ز تمکین توای ظالم فغانم جوشسته دارد	سکوت گل زندان حق دل مستکین بیل را
نیاز و ناز را بایکد گر خوش جلوه می بخشد	درازیهای دست از من ازود امن کشید

(۱۳۶) آگاه- سید علی رضا علیه السلام تعالی

خلف الامام میر عبد الواحد ذوقی مذکور- همعرو یا رد لپزیر این نقیر است

حکمرارث گلدسته اخلاق حمیده و نسخه جامع اوصاف پسندیده -

کتاب مختصرات درسی تحصیل نموده و در فارسی استعداد شایسته بهم رسانده - ^{تألیف} بد

شعر خوب می رسد - و گاهی خود هم فکر می کند - این رباعی زاده فکر و ست س

بر چیده از ضمیر پاکت روشن بی راهبری گام درین راه مزین

پیدا است که شرح بیش از آن شود از بی شرح و گری توان دیدن

(۱۳۸) عارف محمد محی عارف بلگرامی

از اولاد خدم محمد رکن الدین بلگرامی است قدس سره که ذکر شریفش در دفتر

اولیاء الله گذارش یافت -

تولد محمد عارف روز جمعه نهم ذی القعدة سنه اثنتین و عشرين و هات و الف

(۱۱۲۲) دست داد - جوانی است سنجیده - رفته بپای است نور سیده - اول شخصی

از دو دمان محمد رکن الدین که چراغ سخن افروخت - در نظر موزونی از سید نیاض

آموخت - او است

از عارفان شعور به گلگشت کوی سخن خراسید - و در فن فارسی و چند کمالی بهم

رسانید - بیما شعر میزدی که این فن را خوب ورزیده و غزالیان تازه در دام کشیده -

برخی از سبزان هندی در فصل ثنائی نقاب از رخ می کشانید -

با نقیض حجت تمام دارد - و همیشه به نامه و پیام مرعی بر دلی ریش می گذارد -

این پسند بیت ثمرات فکر او است س

گری محفل من از رخ صهبای باشد رشته شمع من از پنبه مینا باشد

قطع این راه توان کرد بیک قطع نظر خار بایت مژده دیده مینا باشد

بسکه نیرنگی حسنت بنظر جلوه نمود مژده من بر طاقس تماشا باشد

نیست معلوم که چشم زخم من چون می پرد
شاید از مزگان او آمد پیام بوسه
مشو برای کبابی با تشی محتاج
چو سنگ از جگر خویشتن شرار طلب
چون صریر خامه نبود ناله ام را آفتی
سرمه می سازد بلند آواز فریاد مرا

رباعی

ختم آمده منشور ولایت بر تو
انجام صحیفه هدایت بر تو
تعقیب خلافت تو بر جا باشد
چون هست مدار هر نهایت بر تو
ای دل کردی چه کار یاد تو بخیر
رفتی بتلاش یار یاد تو بخیر
در حسرت دیدار کسی خاک شدی
ای بسط انتظار یاد تو بخیر
صوفی گوید که ما خدا ایم همه
زاهد گوید که با خدا ایم همه
این هر دو بکار خویش ضدی دارند
ما ایم خدا و با خدا ایم همه

(۱۳۹) صنایع - نظام الدین احمد بلگرامی

همین نام تاریخ تولد اوست - مطابق سنه تسع و ثلثین و مائت و الف (۱۱۳۹)
جوانی است از عشیره قضاة عثمانی مذهب و مؤدب - در حدیث سن کلام الله را
یاد گرفت - و در خدمت میر نو از ش علی سلمه الله تعالی تربیت یافت -
مشق سخن از خدمت میر می کند - و طبع سلیم و ذهن مستقیم دارد - و از قبیله قضاة
عثمانی اول کسیکه شعر درست انشا کرد - و لآلی و لپسند به غواصی فکر بر آورد اوست - این
سجانه عمرش بفرزاید - و پای سخنش را از قیام کرامت نماید
این چند شعر نتایج طبع اوست ه

نقش روی یار را مانی به پرکاری کشید
چون نظر بر چشم او افکند بیماری کشید
توان زائل نمود از بخت عاشق تیره رنگی را
کند گر صنعت مشاهد زبیا روی رنگی را

بحرفی کشتگان را زنده سازد کافر حشمت
 داغ احسان بر تن باد بهست و الای ما
 هرگز از دور فلک عشرت نصیب مانده
 در جهان امروز از نرس قدر اهل زر بود
 گریه کین از جانب مایسکه در دهانش
 در جهان از بسکه باشد صلح کل آئین مرا
 در بهارستان غفلت ایمن از غارتگر
 بسکه هر شب بستره حظ تو می بینم بخواب
 پیش چشم خود از روی نو خطان زاهد
 هیچ بی برگ و نوانیست ز قبضش محروم
 آنچه باید در خور بر شخص سامان می کند
 تنگ چشمان را ز دولت خست افزون می شود
 شادمانی می کند از مرگ خود روشنلان
 نام آبار روشن از فرزند صاحب جوهر است
 اهل بهت را چه باک از خصمی بد گوهران
 بیستی داد جانان و عده یک بوسلم صانع
 از هجوم داغ ناپیدا است دل در سینه ام
 چرا ز عشق خود آگاه گردمش صانع

مگر دادند اعجاز مسیحا این فرنگی را
 از حنارتگی نگیرد دست استغنائی ما
 سر کشد از شور بختی باده در مینای ما
 می زند پهلوی بهیسی هر کس صاحب خبر بود
 در میان ما و یاران سید اسکندر بود
 می شمارم آفرین هر کس کند نفرین مرا
 غنچه تصویرم و نبود غم گلچین مرا
 سبز همچون بال طوطی شد پیر بالین مرا
 کسی که منکر مصحف بود مسلمان نیست
 گرزنی نغمه گرفتند شکر بخشیدند
 دختر ز را بود گهواره از پیمانها
 مشت بر بند و صدف هر که آید بدست
 شد مرا این نکته روشن از لب خندان برق
 حرمت دیگر به عالم از گهر دارد محیط
 سنگ نتواند کسی برش بشه گردون زدن
 چه سازم که خدا نا کرده از اقرار برگردد
 در سواد خویشتن این شهر پنهان گشته است
 اگر حجاب نماید ز من بزمای من است

(۱۲۰) سخنور - شیخ محمد صدیق بلگرامی

پدرش قاضی احسان الله امروز به منصب قضاء شهر قیام دارد سخنور کلام الله

را از بر کرد و محقرات کتب درسی گذرانید مشق سخن در سایه تربیت میرنوازش علی
می کند و فکری صحیح دارد - از دوست ه

تا به گلگشت چمن آن سر دقامت می رود بر سر قمری چه آشوب قیامت می رود
می شود سرمایه ناز آن سپاهی پیشه را آنچه از جنس نیاز من بغارت می رود
بی دماغان جنون از فکر صحرا فارغ اند از خواب آباد دل طرح بیابان ز غمتند
در چمن آید اگر آن غنچه لب بلبل ز شرم ز به بال خود کند چون بقیه پنهان فنجور را

(۱۴۱) شین - شیخ غلام حسن بگلرامی

خواهر زاده قاضی احسان الله مذکور - جوان خوش طبیعت است - گاهی فخر می
می کند و از میرنوازش علی اصلاح می گیرد - از دوست ه
از بسکه سودم از سر افسوس کف بهم دستم رساند آلبها چون صد فبهم
ز سنگهای جفا مشکن ای پیری پیکر ترحمی که ترا منزل است شیشه دل

(۱۵۲) وامق - نواز محی الدین بگلرامی

پدرش شیخ غلام محی الدین فاروقی تن بخشی نواب مبارز الملک میرابند خان تولی
بود وامق ذهن درستی دارد - و با کتب درسی اشتغال نموده حیثیت بهم رسانده
و مشق سخن از میرنوازش علی استفاده می کند - از دوست ه

گر به بینی تو مرا بر سر راهی گاهی چه شود گر بنوازی بنگاهی گاهی
بسکه در مانده بهجرم ز خدا می خواهم وصل هر روزه اگر نیست بگاهی گاهی
یاد روزی که گذر داشت به کوبش دامن بود با او نظر لطف تو گاهی گاهی
بسکه حیران تماشای تو گردیدم نماند در چراغ دیده ام چون دیده بسط فروغ

(۱۲۳) محزون سیر برکت اللہ بلگرامی

از اولاد سید محمود اصغر بلگرامی است که ذکرش در دفتر اولیاء اللہ سمعت
تحریر یافت. جوان شایسته است. اکثر به دوادین و کتب فارسی و اسپید و اخذ
آداب و شش سخن از میر نوازش علی نموده. از وی آید سه

عاشق و صل یاری خواهم عندلیم بهار نی خواهم
بهر یک بوسه نا امید مکن کنز تو این یادگار می خواهم
یا علی بهر قتل دشمن دین مدد خود الفقار می خواهم
با گناه ز حد قزون محزون رحمت از که دگار نی خواهم

دعوی نیک بوسه از اعلیٰ بخش می داشتیم خط برون آورد و مارا کرد آخر لا جواب
سپاس چمن آرای ازل که نو بهار فصل اول بهر از سپید و دل و دیده تا شام با
را سرای نشاط بخشید تعلیم گرم رفتار عرقها افشانده تا به شادابی این چمن پرداخت. و ز بان
آتشین گفتار شمعها گزند تا عرصه این سواد را روشن ساخت. اکنون طوطی ناطقه فاتحه
ختم می خواند. و تارتخ اختتام به عرض موزنان نکتہ سخن می رساند

زنوک کلک من نقشه ترا دید کنز و تصویر حیرانی است بهر اید

آنز تارتخ این تالیف پر سند بگو "نخیر عالی کرد آزاد"

فصل ثانی در ذکر توفیه سنجان هندی ^{۱۶۹} ^{۱۷۰} ^{۱۷۱} ^{۱۷۲} ^{۱۷۳} ^{۱۷۴} ^{۱۷۵} ^{۱۷۶} ^{۱۷۷} ^{۱۷۸} ^{۱۷۹} ^{۱۸۰} ^{۱۸۱} ^{۱۸۲} ^{۱۸۳} ^{۱۸۴} ^{۱۸۵} ^{۱۸۶} ^{۱۸۷} ^{۱۸۸} ^{۱۸۹} ^{۱۹۰} ^{۱۹۱} ^{۱۹۲} ^{۱۹۳} ^{۱۹۴} ^{۱۹۵} ^{۱۹۶} ^{۱۹۷} ^{۱۹۸} ^{۱۹۹} ^{۲۰۰} ^{۲۰۱} ^{۲۰۲} ^{۲۰۳} ^{۲۰۴} ^{۲۰۵} ^{۲۰۶} ^{۲۰۷} ^{۲۰۸} ^{۲۰۹} ^{۲۱۰} ^{۲۱۱} ^{۲۱۲} ^{۲۱۳} ^{۲۱۴} ^{۲۱۵} ^{۲۱۶} ^{۲۱۷} ^{۲۱۸} ^{۲۱۹} ^{۲۲۰} ^{۲۲۱} ^{۲۲۲} ^{۲۲۳} ^{۲۲۴} ^{۲۲۵} ^{۲۲۶} ^{۲۲۷} ^{۲۲۸} ^{۲۲۹} ^{۲۳۰} ^{۲۳۱} ^{۲۳۲} ^{۲۳۳} ^{۲۳۴} ^{۲۳۵} ^{۲۳۶} ^{۲۳۷} ^{۲۳۸} ^{۲۳۹} ^{۲۴۰} ^{۲۴۱} ^{۲۴۲} ^{۲۴۳} ^{۲۴۴} ^{۲۴۵} ^{۲۴۶} ^{۲۴۷} ^{۲۴۸} ^{۲۴۹} ^{۲۵۰} ^{۲۵۱} ^{۲۵۲} ^{۲۵۳} ^{۲۵۴} ^{۲۵۵} ^{۲۵۶} ^{۲۵۷} ^{۲۵۸} ^{۲۵۹} ^{۲۶۰} ^{۲۶۱} ^{۲۶۲} ^{۲۶۳} ^{۲۶۴} ^{۲۶۵} ^{۲۶۶} ^{۲۶۷} ^{۲۶۸} ^{۲۶۹} ^{۲۷۰} ^{۲۷۱} ^{۲۷۲} ^{۲۷۳} ^{۲۷۴} ^{۲۷۵} ^{۲۷۶} ^{۲۷۷} ^{۲۷۸} ^{۲۷۹} ^{۲۸۰} ^{۲۸۱} ^{۲۸۲} ^{۲۸۳} ^{۲۸۴} ^{۲۸۵} ^{۲۸۶} ^{۲۸۷} ^{۲۸۸} ^{۲۸۹} ^{۲۹۰} ^{۲۹۱} ^{۲۹۲} ^{۲۹۳} ^{۲۹۴} ^{۲۹۵} ^{۲۹۶} ^{۲۹۷} ^{۲۹۸} ^{۲۹۹} ^{۳۰۰} ^{۳۰۱} ^{۳۰۲} ^{۳۰۳} ^{۳۰۴} ^{۳۰۵} ^{۳۰۶} ^{۳۰۷} ^{۳۰۸} ^{۳۰۹} ^{۳۱۰} ^{۳۱۱} ^{۳۱۲} ^{۳۱۳} ^{۳۱۴} ^{۳۱۵} ^{۳۱۶} ^{۳۱۷} ^{۳۱۸} ^{۳۱۹} ^{۳۲۰} ^{۳۲۱} ^{۳۲۲} ^{۳۲۳} ^{۳۲۴} ^{۳۲۵} ^{۳۲۶} ^{۳۲۷} ^{۳۲۸} ^{۳۲۹} ^{۳۳۰} ^{۳۳۱} ^{۳۳۲} ^{۳۳۳} ^{۳۳۴} ^{۳۳۵} ^{۳۳۶} ^{۳۳۷} ^{۳۳۸} ^{۳۳۹} ^{۳۴۰} ^{۳۴۱} ^{۳۴۲} ^{۳۴۳} ^{۳۴۴} ^{۳۴۵} ^{۳۴۶} ^{۳۴۷} ^{۳۴۸} ^{۳۴۹} ^{۳۵۰} ^{۳۵۱} ^{۳۵۲} ^{۳۵۳} ^{۳۵۴} ^{۳۵۵} ^{۳۵۶} ^{۳۵۷} ^{۳۵۸} ^{۳۵۹} ^{۳۶۰} ^{۳۶۱} ^{۳۶۲} ^{۳۶۳} ^{۳۶۴} ^{۳۶۵} ^{۳۶۶} ^{۳۶۷} ^{۳۶۸} ^{۳۶۹} ^{۳۷۰} ^{۳۷۱} ^{۳۷۲} ^{۳۷۳} ^{۳۷۴} ^{۳۷۵} ^{۳۷۶} ^{۳۷۷} ^{۳۷۸} ^{۳۷۹} ^{۳۸۰} ^{۳۸۱} ^{۳۸۲} ^{۳۸۳} ^{۳۸۴} ^{۳۸۵} ^{۳۸۶} ^{۳۸۷} ^{۳۸۸} ^{۳۸۹} ^{۳۹۰} ^{۳۹۱} ^{۳۹۲} ^{۳۹۳} ^{۳۹۴} ^{۳۹۵} ^{۳۹۶} ^{۳۹۷} ^{۳۹۸} ^{۳۹۹} ^{۴۰۰} ^{۴۰۱} ^{۴۰۲} ^{۴۰۳} ^{۴۰۴} ^{۴۰۵} ^{۴۰۶} ^{۴۰۷} ^{۴۰۸} ^{۴۰۹} ^{۴۱۰} ^{۴۱۱} ^{۴۱۲} ^{۴۱۳} ^{۴۱۴} ^{۴۱۵} ^{۴۱۶} ^{۴۱۷} ^{۴۱۸} ^{۴۱۹} ^{۴۲۰} ^{۴۲۱} ^{۴۲۲} ^{۴۲۳} ^{۴۲۴} ^{۴۲۵} ^{۴۲۶} ^{۴۲۷} ^{۴۲۸} ^{۴۲۹} ^{۴۳۰} ^{۴۳۱} ^{۴۳۲} ^{۴۳۳} ^{۴۳۴} ^{۴۳۵} ^{۴۳۶} ^{۴۳۷} ^{۴۳۸} ^{۴۳۹} ^{۴۴۰} ^{۴۴۱} ^{۴۴۲} ^{۴۴۳} ^{۴۴۴} ^{۴۴۵} ^{۴۴۶} ^{۴۴۷} ^{۴۴۸} ^{۴۴۹} ^{۴۵۰} ^{۴۵۱} ^{۴۵۲} ^{۴۵۳} ^{۴۵۴} ^{۴۵۵} ^{۴۵۶} ^{۴۵۷} ^{۴۵۸} ^{۴۵۹} ^{۴۶۰} ^{۴۶۱} ^{۴۶۲} ^{۴۶۳} ^{۴۶۴} ^{۴۶۵} ^{۴۶۶} ^{۴۶۷} ^{۴۶۸} ^{۴۶۹} ^{۴۷۰} ^{۴۷۱} ^{۴۷۲} ^{۴۷۳} ^{۴۷۴} ^{۴۷۵} ^{۴۷۶} ^{۴۷۷} ^{۴۷۸} ^{۴۷۹} ^{۴۸۰} ^{۴۸۱} ^{۴۸۲} ^{۴۸۳} ^{۴۸۴} ^{۴۸۵} ^{۴۸۶} ^{۴۸۷} ^{۴۸۸} ^{۴۸۹} ^{۴۹۰} ^{۴۹۱} ^{۴۹۲} ^{۴۹۳} ^{۴۹۴} ^{۴۹۵} ^{۴۹۶} ^{۴۹۷} ^{۴۹۸} ^{۴۹۹} ^{۵۰۰} ^{۵۰۱} ^{۵۰۲} ^{۵۰۳} ^{۵۰۴} ^{۵۰۵} ^{۵۰۶} ^{۵۰۷} ^{۵۰۸} ^{۵۰۹} ^{۵۱۰} ^{۵۱۱} ^{۵۱۲} ^{۵۱۳} ^{۵۱۴} ^{۵۱۵} ^{۵۱۶} ^{۵۱۷} ^{۵۱۸} ^{۵۱۹} ^{۵۲۰} ^{۵۲۱} ^{۵۲۲} ^{۵۲۳} ^{۵۲۴} ^{۵۲۵} ^{۵۲۶} ^{۵۲۷} ^{۵۲۸} ^{۵۲۹} ^{۵۳۰} ^{۵۳۱} ^{۵۳۲} ^{۵۳۳} ^{۵۳۴} ^{۵۳۵} ^{۵۳۶} ^{۵۳۷} ^{۵۳۸} ^{۵۳۹} ^{۵۴۰} ^{۵۴۱} ^{۵۴۲} ^{۵۴۳} ^{۵۴۴} ^{۵۴۵} ^{۵۴۶} ^{۵۴۷} ^{۵۴۸} ^{۵۴۹} ^{۵۵۰} ^{۵۵۱} ^{۵۵۲} ^{۵۵۳} ^{۵۵۴} ^{۵۵۵} ^{۵۵۶} ^{۵۵۷} ^{۵۵۸} ^{۵۵۹} ^{۵۶۰} ^{۵۶۱} ^{۵۶۲} ^{۵۶۳} ^{۵۶۴} ^{۵۶۵} ^{۵۶۶} ^{۵۶۷} ^{۵۶۸} ^{۵۶۹} ^{۵۷۰} ^{۵۷۱} ^{۵۷۲} ^{۵۷۳} ^{۵۷۴} ^{۵۷۵} ^{۵۷۶} ^{۵۷۷} ^{۵۷۸} ^{۵۷۹} ^{۵۸۰} ^{۵۸۱} ^{۵۸۲} ^{۵۸۳} ^{۵۸۴} ^{۵۸۵} ^{۵۸۶} ^{۵۸۷} ^{۵۸۸} ^{۵۸۹} ^{۵۹۰} ^{۵۹۱} ^{۵۹۲} ^{۵۹۳} ^{۵۹۴} ^{۵۹۵} ^{۵۹۶} ^{۵۹۷} ^{۵۹۸} ^{۵۹۹} ^{۶۰۰} ^{۶۰۱} ^{۶۰۲} ^{۶۰۳} ^{۶۰۴} ^{۶۰۵} ^{۶۰۶} ^{۶۰۷} ^{۶۰۸} ^{۶۰۹} ^{۶۱۰} ^{۶۱۱} ^{۶۱۲} ^{۶۱۳} ^{۶۱۴} ^{۶۱۵} ^{۶۱۶} ^{۶۱۷} ^{۶۱۸} ^{۶۱۹} ^{۶۲۰} ^{۶۲۱} ^{۶۲۲} ^{۶۲۳} ^{۶۲۴} ^{۶۲۵} ^{۶۲۶} ^{۶۲۷} ^{۶۲۸} ^{۶۲۹} ^{۶۳۰} ^{۶۳۱} ^{۶۳۲} ^{۶۳۳} ^{۶۳۴} ^{۶۳۵} ^{۶۳۶} ^{۶۳۷} ^{۶۳۸} ^{۶۳۹} ^{۶۴۰} ^{۶۴۱} ^{۶۴۲} ^{۶۴۳} ^{۶۴۴} ^{۶۴۵} ^{۶۴۶} ^{۶۴۷} ^{۶۴۸} ^{۶۴۹} ^{۶۵۰} ^{۶۵۱} ^{۶۵۲} ^{۶۵۳} ^{۶۵۴} ^{۶۵۵} ^{۶۵۶} ^{۶۵۷} ^{۶۵۸} ^{۶۵۹} ^{۶۶۰} ^{۶۶۱} ^{۶۶۲} ^{۶۶۳} ^{۶۶۴} ^{۶۶۵} ^{۶۶۶} ^{۶۶۷} ^{۶۶۸} ^{۶۶۹} ^{۶۷۰} ^{۶۷۱} ^{۶۷۲} ^{۶۷۳} ^{۶۷۴} ^{۶۷۵} ^{۶۷۶} ^{۶۷۷} ^{۶۷۸} ^{۶۷۹} ^{۶۸۰} ^{۶۸۱} ^{۶۸۲} ^{۶۸۳} ^{۶۸۴} ^{۶۸۵} ^{۶۸۶} ^{۶۸۷} ^{۶۸۸} ^{۶۸۹} ^{۶۹۰} ^{۶۹۱} ^{۶۹۲} ^{۶۹۳} ^{۶۹۴} ^{۶۹۵} ^{۶۹۶} ^{۶۹۷} ^{۶۹۸} ^{۶۹۹} ^{۷۰۰} ^{۷۰۱} ^{۷۰۲} ^{۷۰۳} ^{۷۰۴} ^{۷۰۵} ^{۷۰۶} ^{۷۰۷} ^{۷۰۸} ^{۷۰۹} ^{۷۱۰} ^{۷۱۱} ^{۷۱۲} ^{۷۱۳} ^{۷۱۴} ^{۷۱۵} ^{۷۱۶} ^{۷۱۷} ^{۷۱۸} ^{۷۱۹} ^{۷۲۰} ^{۷۲۱} ^{۷۲۲} ^{۷۲۳} ^{۷۲۴} ^{۷۲۵} ^{۷۲۶} ^{۷۲۷} ^{۷۲۸} ^{۷۲۹} ^{۷۳۰} ^{۷۳۱} ^{۷۳۲} ^{۷۳۳} ^{۷۳۴} ^{۷۳۵} ^{۷۳۶} ^{۷۳۷} ^{۷۳۸} ^{۷۳۹} ^{۷۴۰} ^{۷۴۱} ^{۷۴۲} ^{۷۴۳} ^{۷۴۴} ^{۷۴۵} ^{۷۴۶} ^{۷۴۷} ^{۷۴۸} ^{۷۴۹} ^{۷۵۰} ^{۷۵۱} ^{۷۵۲} ^{۷۵۳} ^{۷۵۴} ^{۷۵۵} ^{۷۵۶} ^{۷۵۷} ^{۷۵۸} ^{۷۵۹} ^{۷۶۰} ^{۷۶۱} ^{۷۶۲} ^{۷۶۳} ^{۷۶۴} ^{۷۶۵} ^{۷۶۶} ^{۷۶۷} ^{۷۶۸} ^{۷۶۹} ^{۷۷۰} ^{۷۷۱} ^{۷۷۲} ^{۷۷۳} ^{۷۷۴} ^{۷۷۵} ^{۷۷۶} ^{۷۷۷} ^{۷۷۸} ^{۷۷۹} ^{۷۸۰} ^{۷۸۱} ^{۷۸۲} ^{۷۸۳} ^{۷۸۴} ^{۷۸۵} ^{۷۸۶} ^{۷۸۷} ^{۷۸۸} ^{۷۸۹} ^{۷۹۰} ^{۷۹۱} ^{۷۹۲} ^{۷۹۳} ^{۷۹۴} ^{۷۹۵} ^{۷۹۶} ^{۷۹۷} ^{۷۹۸} ^{۷۹۹} ^{۸۰۰} ^{۸۰۱} ^{۸۰۲} ^{۸۰۳} ^{۸۰۴} ^{۸۰۵} ^{۸۰۶} ^{۸۰۷} ^{۸۰۸} ^{۸۰۹} ^{۸۱۰} ^{۸۱۱} ^{۸۱۲} ^{۸۱۳} ^{۸۱۴} ^{۸۱۵} ^{۸۱۶} ^{۸۱۷} ^{۸۱۸} ^{۸۱۹} ^{۸۲۰} ^{۸۲۱} ^{۸۲۲} ^{۸۲۳} ^{۸۲۴} ^{۸۲۵} ^{۸۲۶} ^{۸۲۷} ^{۸۲۸} ^{۸۲۹} ^{۸۳۰} ^{۸۳۱} ^{۸۳۲} ^{۸۳۳} ^{۸۳۴} ^{۸۳۵} ^{۸۳۶} ^{۸۳۷} ^{۸۳۸} ^{۸۳۹} ^{۸۴۰} ^{۸۴۱} ^{۸۴۲} ^{۸۴۳} ^{۸۴۴} ^{۸۴۵} ^{۸۴۶} ^{۸۴۷} ^{۸۴۸} ^{۸۴۹} ^{۸۵۰} ^{۸۵۱} ^{۸۵۲} ^{۸۵۳} ^{۸۵۴} ^{۸۵۵} ^{۸۵۶} ^{۸۵۷} ^{۸۵۸} ^{۸۵۹} ^{۸۶۰} ^{۸۶۱} ^{۸۶۲} ^{۸۶۳} ^{۸۶۴} ^{۸۶۵} ^{۸۶۶} ^{۸۶۷} ^{۸۶۸} ^{۸۶۹} ^{۸۷۰} ^{۸۷۱} ^{۸۷۲} ^{۸۷۳} ^{۸۷۴} ^{۸۷۵} ^{۸۷۶} ^{۸۷۷} ^{۸۷۸} ^{۸۷۹} ^{۸۸۰} ^{۸۸۱} ^{۸۸۲} ^{۸۸۳} ^{۸۸۴} ^{۸۸۵} ^{۸۸۶} ^{۸۸۷} ^{۸۸۸} ^{۸۸۹} ^{۸۹۰} ^{۸۹۱} ^{۸۹۲} ^{۸۹۳} ^{۸۹۴} ^{۸۹۵} ^{۸۹۶} ^{۸۹۷} ^{۸۹۸} ^{۸۹۹} ^{۹۰۰} ^{۹۰۱} ^{۹۰۲} ^{۹۰۳} ^{۹۰۴} ^{۹۰۵} ^{۹۰۶} ^{۹۰۷} ^{۹۰۸} ^{۹۰۹} ^{۹۱۰} ^{۹۱۱} ^{۹۱۲} ^{۹۱۳} ^{۹۱۴} ^{۹۱۵} ^{۹۱۶} ^{۹۱۷} ^{۹۱۸} ^{۹۱۹} ^{۹۲۰} ^{۹۲۱} ^{۹۲۲} ^{۹۲۳} ^{۹۲۴} ^{۹۲۵} ^{۹۲۶} ^{۹۲۷} ^{۹۲۸} ^{۹۲۹} ^{۹۳۰} ^{۹۳۱} ^{۹۳۲} ^{۹۳۳} ^{۹۳۴} ^{۹۳۵} ^{۹۳۶} ^{۹۳۷} ^{۹۳۸} ^{۹۳۹} ^{۹۴۰} ^{۹۴۱} ^{۹۴۲} ^{۹۴۳} ^{۹۴۴} ^{۹۴۵} ^{۹۴۶} ^{۹۴۷} ^{۹۴۸} ^{۹۴۹} ^{۹۵۰} ^{۹۵۱} ^{۹۵۲} ^{۹۵۳} ^{۹۵۴} ^{۹۵۵} ^{۹۵۶} ^{۹۵۷} ^{۹۵۸} ^{۹۵۹} ^{۹۶۰} ^{۹۶۱} ^{۹۶۲} ^{۹۶۳} ^{۹۶۴} ^{۹۶۵} ^{۹۶۶} ^{۹۶۷} ^{۹۶۸} ^{۹۶۹} ^{۹۷۰} ^{۹۷۱} ^{۹۷۲} ^{۹۷۳} ^{۹۷۴} ^{۹۷۵} ^{۹۷۶} ^{۹۷۷} ^{۹۷۸} ^{۹۷۹} ^{۹۸۰} ^{۹۸۱} ^{۹۸۲} ^{۹۸۳} ^{۹۸۴} ^{۹۸۵} ^{۹۸۶} ^{۹۸۷} ^{۹۸۸} ^{۹۸۹} ^{۹۹۰} ^{۹۹۱} ^{۹۹۲} ^{۹۹۳} ^{۹۹۴} ^{۹۹۵} ^{۹۹۶} ^{۹۹۷} ^{۹۹۸} ^{۹۹۹} ^{۱۰۰۰} ^{۱۰۰۱} ^{۱۰۰۲} ^{۱۰۰۳} ^{۱۰۰۴} ^{۱۰۰۵} ^{۱۰۰۶} ^{۱۰۰۷} ^{۱۰۰۸} ^{۱۰۰۹} ^{۱۰۱۰} ^{۱۰۱۱} ^{۱۰۱۲} ^{۱۰۱۳} ^{۱۰۱۴} ^{۱۰۱۵} ^{۱۰۱۶} ^{۱۰۱۷} ^{۱۰۱۸} ^{۱۰۱۹} ^{۱۰۲۰} ^{۱۰۲۱} ^{۱۰۲۲} ^{۱۰۲۳} ^{۱۰۲۴} ^{۱۰۲۵} ^{۱۰۲۶} ^{۱۰۲۷} ^{۱۰۲۸} ^{۱۰۲۹} ^{۱۰۳۰} ^{۱۰۳۱} ^{۱۰۳۲} ^{۱۰۳۳} ^{۱۰۳۴} ^{۱۰۳۵} ^{۱۰۳۶} ^{۱۰۳۷} ^{۱۰۳۸} ^{۱۰۳۹} ^{۱۰۴۰} ^{۱۰۴۱} ^{۱۰۴۲} ^{۱۰۴۳} ^{۱۰۴۴} ^{۱۰۴۵} ^{۱۰۴۶} ^{۱۰۴۷} ^{۱۰۴۸} ^{۱۰۴۹} ^{۱۰۵۰} ^{۱۰۵۱} ^{۱۰۵۲} ^{۱۰۵۳} ^{۱۰۵۴} ^{۱۰۵۵} ^{۱۰۵۶} ^{۱۰۵۷} ^{۱۰۵۸} ^{۱۰۵۹} ^{۱۰۶۰} ^{۱۰۶۱} ^{۱۰۶۲} ^{۱۰۶۳} ^{۱۰۶۴} ^{۱۰۶۵} ^{۱۰۶۶} ^{۱۰۶۷} ^{۱۰۶۸} ^{۱۰۶۹} ^{۱۰۷۰} ^{۱۰۷۱} ^{۱۰۷۲} ^{۱۰۷۳} ^{۱۰۷۴} ^{۱۰۷۵} ^{۱۰۷۶} ^{۱۰۷۷} ^{۱۰۷۸} ^{۱۰۷۹} ^{۱۰۸۰} ^{۱۰۸۱} ^{۱۰۸۲} ^{۱۰۸۳} ^{۱۰۸۴} ^{۱۰۸۵} ^{۱۰۸۶} ^{۱۰۸۷} ^{۱۰۸۸} ^{۱۰۸۹} ^{۱۰۹۰} ^{۱۰۹۱} ^{۱۰۹۲} ^{۱۰۹۳} ^{۱۰۹۴} ^{۱۰۹۵} ^{۱۰۹۶} ^{۱۰۹۷} ^{۱۰۹۸} ^{۱۰۹۹} ^{۱۱۰۰} ^{۱۱۰۱} ^{۱۱۰۲} ^{۱۱۰۳} ^{۱۱۰۴} ^{۱۱۰۵} ^{۱۱۰۶} ^{۱۱۰۷} ^{۱۱۰۸} ^{۱۱۰۹} ^{۱۱۱۰} ^{۱۱۱۱} ^{۱۱۱۲} ^{۱۱۱۳} ^{۱۱۱۴} ^{۱۱۱۵} ^{۱۱۱۶} ^{۱۱۱۷} ^{۱۱۱۸} ^{۱۱۱۹} ^{۱۱۲۰} ^{۱۱۲۱} ^{۱۱۲۲}

ذائقہ را از چاشنی شکر فروشان این گلزمین نصیبی تمکاتر۔

معنی آفرینان عربی و فارسی خون از رگ اندیشہ چکانیدہ اند۔ و شیوہ نازک خیالی را بہ اعلیٰ مراتب رسانیدہ۔ افسون خوانان ہند ہم دین وادی پای کمی ندانند بلکہ در فن "نایکا بہید" قدم سحر سازی پیش می گذارند۔ کسی کہ زبان فارسی و ہندی ہر دو دوزیدہ۔ و با سفیدی و سیاہی آشنائی کامل بہم رسانیدہ۔ بہ تصدیق سخن فقیری پردازد۔ و سچ و دعویٰ خاکسار را بہ مہر شہادت مزین می سازد۔
موزونان زبان ہندی در بلگرام فراوان جلوہ نمودہ اند۔ و دماغہا را بہ فرنگ صندل تر تازگی و شکفتگی افزودہ۔ لہذا فصل این جماعہ علیحدہ بہ تحریر رسید و شمامہ معطری بہ دست بو شناسان حوالہ گردید۔

(۱) شیخ شاہ محمد بن شیخ معروف فرملی

عشیوہ فرملیان بلگرام در روزگار اکبر پادشاہ عہدگی و اعتبار داشتہ اند۔
لوای فوقیت بر افراشتہ۔

شیخ شاہ محمد دران عہد صاحب ثروت و اقتدار بود۔ و بحکومت احصار قیام داشت۔ و او در نظم ہندی اُستاد کامل بود۔ و گوی نکتہ سنجی از اقران می ریویج جمع ماہران این فن امروز استادی او را تسلیم می کنند۔ و سخن او را بجان خریداری می نمایند۔

آورده اند کہ در سرزمین ریبری چند و ار حکومت محلی داشت۔ روزی با فوج خود بہ عزم شکار بر آمد۔ اتفاقاً از فوج جدا افتاد و عبورش بر سر دہی واقع شد و در سواد آن دیہ دختر صحتری صاحب جمال را دید کہ سرگین گا و را پا چہ می سازد نام دختر "چنپا" بود۔ و در ساعد خود زیوری داشت کہ آن را در ہندی

«نهایت» گویند- و ابریشم سیاه در آن تعبیه کنند-

شیخ شاه محمد اشاره بآن زیور کرده گفت :-

“چه خوب بھنور بر کنول نشسته است“

بھنور زنبور سیاه و کنول نیلوفر را گویند- ابریشم سیاه را به زنبور درست را به نیلوفر

سرخ تشبیه داد که در موزونان ہند مستعمل است- و عشق زنبور سیاه بر نیلوفر نیز نزد

لکنتہ سبجان ہند مقرر چنانچہ عشق بلبل بر گل و عشق قمری بر سرو نزد اہل فرس -

چنپا بزبان شکستگی جواب داد کہ :-

“بھنور نیست گو بردندہ است“

یعنی جعل کہ در سرگین پیدا می شود-

شیخ شاه محمد ازین جواب مخطوط شد- و لطافت طبع او را دریافت - داد را بر

اسب گرفته در ربود- و بجانہ آورده تربیت کرد- و او در نظم ہندی قائل و در لطافت و

ظرافت و بدیہہ گوئی یگانہ برآمد تا بحدی کہ در نظم ہندی از شیخ شاه محمد سبقت برد-

و و ما فراوان در سوال و جواب شیخ شاه محمد و چنپا بین الہم و مشہور است-

اکثر سوال از شیخ شاه محمد و جواب از چنپا است- و این دلیل افزونی قدرت

چنپا است کہ سوال را فی البدیہہ جواب بہم می رساند-

روزی شیخ شاه محمد و چنپا بر کنار دریائے نشسته بودند-

شیخ شاه محمد مصراع گفت :-

“دھوم جو اوتہت ترنگ سون یہ اچرج مم آہ“

چنپا فی البدیہہ پیش مصراع بہم رساند :-

“اوتل روپ کو کاسنی بجن کر گئی ساہ“

شبی در ایام برشکال کرم شب تاب در ہوا می رفت-

شیخ شاہ محمد آن را دیدہ گفت :-

”سیام رین مین کیتھ اورین چکن کوٹ دس“

چنپا بدابتہ جواب داد :-

”من متھ باری دیٹھ بن پیہ تہ کہو جت پھرے“

دقتی شیخ شاہ محمد از سفر بخانہ آمد۔ چنپا چشم پر آب کرد۔ چنانچہ از نرم دلی رسمزدان ہنود است۔

دران حالت شیخ شاہ محمد گفت۔

”درکم درگ ڈہری سنار مم آیو بھایو ہنہین“

چنپا در جواب گفت :-

”لینہین نین کپہار ملن ہتی تو درس بن“

شیخ شاہ محمد در آخر عمر استعمال ایفون اختیار کرد۔ و اکثر اوقات در شعر بکج

ایفون می پرداخت۔ و چنپا تدرج ایفون می کرد۔ روزے این دو با نوشتہ در محل سرایش چنپا فرستاد و ایفون طلبید :-

جل تھنجن بیراگ رپ باری باہن سوئے

چنپا دی پر ہٹائے یہ جوری تھاری ہوئے

چنپا جواب گفتہ با ایفون فرستاد کہ :-

روپ گنواون جگ ہسن تیجی کام کی کہاد

ہون تہہ پہو پنچون ساہ یہ کہان بساہی بیاد

شیخ شاہ محمد در آخر حال بہ قنوج رفتہ اقامت اختیار کرد و ہما نجا ازین

انتقال نمود۔ از منظومات او چند نسخہ متداول است۔

برخی از نتایج طبع او سمت تحریری یابد۔

کچھپ دشت ادر کوئج من سچ پر یواہنت
 بہرنکی ہوئی گمت سچری تب ہیستی بہگونت
 کچھ چھوٹی تہ سس سون ب کچ رہی اتنگ
 مانھ کچن کلس تین امرت پیوت بہونگ
 پہپ تر این چرنس مانگ نک گچ راہ
 بدن چندون دیکھت ام کر بہو لو ساہ
 ال مالا بین گیٹ آہ کل درسی پتار
 مرگ مد کرن کو چھوٹی برن پاس تو یار
 ق بنکت بہر کٹی ملن سوسو بہاجیہ جاگ
 ادر دہنگ منون نہ کہہ کی پانک پسارت کاک
 میٹ میٹ بدہ بدہ سچت تو مکہ اپمان لک
 جاگ بدیتی نہچت سچت ہیو نہ مکہ سمک
 تو مکہ پانپ امیہ ندہ دیکھت نیت نہ کات
 نین پچتر اکھت بب پیوت ہون نہ اگہات
 پریم نین ترنگ چڈہ چہانہ جو میلٹ آئی
 من پارا اگہٹ کوپ تین ابھر دو ہون دس جائی
 مرگ نین مرگ راج کٹ مرگ باہن مکہ جاہ
 مرگ انگ مرگ مذنگ مرگ نہچت سرتاہ

این سہ دول از چنپا نوشتہ مے شود

سا با رنگ دن یون ہتے چتون کہنچی اکاس
 بہیو کہشولن کوسمی ایک ایک نہہ پاس

تاه نه ساه بسارئے يا ادلم جيونت
 هم كمدن تم سر دس كرا كرن سومت
 بره اساس جرت اب تيه كمت بن نانه
 منون سرادت تن تپت پرت جاي وه مانه

(۲) سيد نظام الدين المتخلص به مدهنيايك

بن سيد علاؤ الدين بن سيد حمزه بن سيد صدر جهان بن سيد علاؤ الدين
 بن سيد فاضل بن سيد فتح محمد بن سيد بده بگرامي قدس سره كه ذكر شريفش در
 دفتر فراق تحريروافت -

سيد نظام الدين شهره روزگار و در موسيقي هندی يگانه ادوار است - در عصر خود متنا
 و كرم مي زليست - وصفت مروت و سخاوت به مرتبه كمال داشت و همواره خلق خاتمي
 و جود خاتمي را رنگي تازه مي بخشيد - و در صحبت نكته سخني و لطيفه گوئي مير مجلسي به او
 مسلم مي شد -

ابتداء حال ذوق به نظم و نثر بهم رساند - و اين فن را از استادان عصر سند
 نمود - و در ناظمي سرآمد برآمد - و كتب معتبره فارسي را مستعدانه درس مي گفت -

آخر طبع شريفش به علوم هندی مائل گشت - و در شهر بنارس كه بناء رس است
 كتب سنسكرت و بهاكا كسب نمود - و مهارتي عظيم پيدا كرد - و در موسيقي هندی از
 علم نادوتال و سنگيت سازيكتائي نواخت - و محقق و مدقق اين فن و نايك وقت
 شد - از اينجا است كه مدهنيايك تخلص مي كند - و دو كتاب تصنيف كرد يكي تا و چند رك
 دوم مدهنيايك سنگار -

ماهران فن موسيقي هندی در آن عصر از اطراف دور دست بخدمت او مي رسيدند

و مشکلات را به حل می رسانیدند -

نقشهای او مشهور است - و خوانند باد و وقت ذکر نام او گوش می گیرند و این ادبی است مصطلح اهل هند - و در کلام میرزا صاحب گوش گرفتن بر سبیل تعظیم بنظر درآمد از اینجا مستفاد می شود که در اهل ولایت هم این رسم معمول است - میرزائی فرمایند آتش نفعان گوش به تعظیم بگیرند - هر جا که من سوخته را نام بر آید خواندن او کیفیت داشت - بعضی اوقات وحوش به استماع آن در مقام مستی و حیرت فرو می ماندند - تا به انسان چه رسد -

استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی طاب مضره فرمود که وقتی امساک باران شد سید محمد فیض بلگرامی که ذکرش در دفتر فضلاء رفت بخدمت سید نظام الدین عرض کرد که از نایکان پیشین تصرفها به عالم ظهور رسیده که برزبانها د اثر است درین ایام که قط باران و کار خلق خدا تباه است اگر توانند تصرفی به ظهور رسانند - و به فریاد خلایق برسند - فرمود بنده عاجز است و توانای مطلق جل شانزه بر همه چیز قادر - و صندی طلبیده در محن دیوان خانه سید محمد فیض گذشت و بر صندی نشست - و راگ میبکشد خواندن گرفت تا آن زمان که مقداری از ابر تنک پیدا شد و حال آنکه بغول مشهور "ما فی السماء قد سماحة لکجا" ابری بقدر کف دست در آید پیدانمود سید محمد فیض عرض کرد که خدمت گرامی بسیار تصدیع کشیدند - و برای تحقیق شدن تصرف این قدر ابر کافی است - بر نخواست تا آن زمان که ابر پهن شد و اطراف آسمان را فرو گرفت و آن مقدار باران بارید که روی زمین طوفانی گشت سید محمد فیض معذرتها کرد و خلایق به دعاء خیر تر زبان گردیدند -

سید را باهند و دختری سندر نام عشق بهم رسید - دختر نیز به جذب عشق کامل دل از دست داد - رفته رفته راز گل کرد - قوم دختر به پر خاش پرخاستند - از اینجا که سر رشته

محبت از هر دو جانب مستحکم بود. سید معشوقه را گرفته به شاه آبا و بر دوزیر اسلام پوشته
در حباله نکاح در آورد. نواب کمال الدین خان بن نواب ولیر خان افغان
صاحب شاه آبا و مراسم اعزاز سید فوق الحدیجا آورد و مدت اقامت آنجا لوازم
مهمانداری نوعی که باید بتقدیم رسانند

بعد چندی شورش هندوان فرو نشست. و سید به وطن اصلی معاودت فرمود
و سالها بر مسند زندگانی کامرانی کرد. و غره رمضان المبارک سنه تسع و تسعین و
الف (۱۰۹۹) به گلگشت روضه رضوان خرامید و در بلگرام مدفون گردید
مرحمة الله علیه -

چند کبیت از و بقلم می آید :-

:- سکیا بر زن :-

سنگ لاگی دولت مکر سر ساگر ن چتون پان کو چر تر کا هو چتیو
للت رسن دب بولت کلت دنت ایکده هسن ادهرن هیت هتیو
اوکت هوت نه سریر کننتی سارچیر کننت مکھ کھتا کو کتھن کھو کبه تبیو
روس هون سورس ال سنپت نلن جبین دیوس مکھ دیکه کهنسار کا نتهی رتیو
:- سکلا ابهار کا :-

چندادی چلی چند کھی تن گوره چندن کهورن کھو رین
دونیہ جوت بڈھی چت جوئھ مانو پای مینکھ کو رین
جانی نجات جتی چلی جات چھی نہ بات سگندھن جورین
ہاتھ لیپن سرچن کون سوکیو سرچنچ پر پنچھ تو رین
:- نین برن :-

کاری کجاری اُنیاری جگ مہنی کون تن نچ تار ات ترل تریری ، بین

جیسی مین ساوک جاوک جل پهرین پهرین سوکیهون ریت نہ گہیری مین
لال مہنایک سو میر و من موتی کول پٹ پخری پخیر ریت نہ میری مین
ساوک کی سد ہار سو بہا مہا اوہکار ایسی مین کی کہنوناں کہ ہون مین پیاری تیری مین
— چکھ برن گھونگھٹ مین —

جو پتر ان چت چد ہی نہ بد ہی بدہ بیدن گرنتھ نہ گاشی
بہار تھی بہوری کری بہن مین چپ جوگن جوگ انیتھ گنائی
جو تکہ جوت جگی نہ تہکی مہنایک گھونگھٹ چنچل تائی
جہین دو کول چہی جہلکی اپچھہ براجت اچھہ رجہائی
— چند کی سیامتا برن —

کوہی چند کی مرکک آنک دیکھیت کوہی چہایا چت بہوتل پرکاس کی
کوہی اندہکار پیوہی سو دیکھیت کوہی کالمان کلنک انیاس کی
مدھہ کی ساہر لینون کرتار سب تاہی کی سنوارن بہامان کانڈ کی بلاس کی
تاوان تین چہاتی چہید پری مین چہاپا کرگی وار پار دیکھیت نیلتا اکاس کی

(۲) دیوان سید رحمت اللہ

بن سید خیر اللہ بن دیوان سید بھیکہ بلگرامی از اولاد سید محمد صغری است
کہ ترجمہ او در دفتر اول بہ زبان قلم حوالہ شد و او سوای قبائل اربعہ مشہور سیدوارہ
است و نسب او بہ سید محمود عرف بڈہن می رسد کہ اسم او در ترجمہ سید عمر بلگرامی
در ہمان دفتر مذکور شد۔

دیوان سید بھیکہ از عظامہ عہد بود۔ و در سخاوت و شجاعت و مروت و نیابتی
شہرہ روزگاری زبست و وجاہت صوری را با وجاہت معنوی فراہم داشت۔ و در

سرکار نواب احتشام خان و نواب محبتشتم خان عالمگیری و نواب مرتضی خان
والاشاهی عالمگیری صاحب اعتبار و عظیم الاقدار بود

هنگامی که هندول بیانه در علاقه نواب مرتضی خان درآمد - زمینداران
قطاع الطریق نلوهایی پادشاهی را از دست قاصدان بغارت بردند - نواب
مرتضی خان بنا بر آنکه سرکشان به تردد و جرئت مشهور بودند متامل شد تا که احکام تدارک
کند - دیوان سید بهیکه این معنی را از چهره نواب دریافت - و با برادران خود
شده بر سر مفسدان رفت - و به ضرب شمشیر راجه آن ضلع را با اهل و عیال دستگیر کرده
پیش نواب آورد - و نلوهایی مسلم بدست آمد - نواب مرتضی خان نلوهایی را به حضور
فرستاد - و تردد دیوان سید بهیکه معروض داشت - دیوان مورد تحسین و آفرین
شد -

دیوان تاسی و یک سال از طرف نواب اخلاص خان غوثی عالمگیری
به حکومت سیونده و غیره محالات جاگیر نواب مسطور از توابع صوبه اوده
قیام داشت -

بعد از حال نواب اخلاص خان محالات مذکوره به نواب مرتضی خان مقرر
گردید - و نواب مرتضی خان بنا بر ارتباط سابق و بواسطه آنکه نقش میر سید بهیکه
از مدتی در آن الکه خوب نشسته بود - به آرزوی تمام میر را طلبید و حکومت محالات
تفویض نمود -

قضار بعد یک ماه ازین قضیه نواب مرتضی خان از منصب حیات معزول
گشت و حامد خان پسر نواب مرتضی خان که در آن ایام حکومت خطه بیسوار
داشت برای محاسبه پنج سوار از کچهری خیر اندیش خان دیوان لکهنو به احضار
میر سید بهیکه تعیین نمود - سید ضیاء اللہ بلگرامی که در فصل اول ذکر یافت سفارش

میر سید بھیکه به خیر اندیش خان تحریر فرمود۔ نامہ سید درینجا ثبت می کنم کہ شمع جمال
میر از ان بوضوح می انجامد۔ نامہ این است :-

”از ان مدت کہ تشریف شریف باین ملک اتفاق افتاد۔ چون حقیقت سکنہ این دیار از او دارد
”و صادر بمع شریف رسیده باشد و می رسد چه احتیاج کہ در اظهار وقایع بلگرام بتکرار پڑد
”و دوسری تحصیل حاصل رود لیکن بقضای ضرورت کہ لازمه بشریت است تکرار اظهار ناچار شد۔
”حقیقت حضرت قبلہ گاہ دیانت پناہ سیدی میر سید بھیکه کہ از مشاہیر کبار این دیار است
”یقین کہ مسموع شریف گشته باشد کہ آن بزرگ بعد از آنی کہ چکل سالگی رسید از وطن برآمد
”مدت پنجاہ سال در خدمت اُمرا و ملوک گذرانده عی گذازی و دیانت داری را بحمدی رشت
”لکہ مدار غایب بر سر کار و صاحب اختیار بہر کار گشته سرای تحسین و آفرین شد۔ بالفعل کہ سال
”دی بہ نو گذشیدہ و توای خود را از خدمت بزرگان معطل دیدہ چارہ کار بی آنکہ آمدہ بوطن
”دو نشین یافت۔ معرفی خان مرحوم را چون بردیانت و کمالات او اطلاعی تمام بود غرض خود
”خود را بر قصد سید مقدم داشت۔ چون الحاحی بغایت کرد۔ انکار سید پیش نرفت۔ بعد از آنی
”کہ عازم این پرگنات شد چل روز تمام گذشت کہ مرغ روح نواب بہ آشپز علیین پریہ نزد
”پرگنہ کہ ازین واقعه متنبہ شدند پیش از آنکہ میر از حویلی برآید کوچہا برسد بتند از انجا کہ علیہ السلام
”یقینی است برادران ہمراہ کہ آہن خائی بہ عادت داشتند کہاب میر را نگذاشت خجالت بخش
”ہر مایہ فساد شدند۔ میر را چون طاقت عود بدہلی نبود ناچار قصد وطن نمود حرکت بی آنکہ تمسک
”بہ عصا کنند متعذر شدہ بالفعل حالت پیری این و تحمل نوکری آن و شدت افلاس کہ نتیجہ دیانت
”است زیادہ آنان۔ و طلب کچہری کہ باغوا سی صاحب خان شدہ علاوہ بر آن۔ اکنون بجز
”خدا پناہی نیست۔“

”در چارہ موج حادثہ کی تا خدا بس است چون تا خدا مدد نرساند خدا بس است
”مسموع است از حدیث شریف کہ ابن شامین از عتقاء خدا است۔ اکنون بندای خدای خجاست

«که ابن تسعین^{۹۰} را معتق ندانسته بقید حساب کشند و بتقصیر خدمت یک ماه امانت آن بی گناه
کنند جای وحشت است والسلام»

چون این نامه به خیراندیش خان رسید - میرسید بهیکه را از مطالبه معاف داشت
لیکن سید رحمت الله ابن الابن میرسید را که محاسب ممتاز بود به رغبت خود رفته
به کجری حاضر شد و بعد حساب فارغ خطی حاصل کرده خود را بخدمت جد بزرگوار
رسانید -

میرسید بهیکه به جناب میرسید طیب بن میرعبدالواحد اکبر بلگرامی قدس
الله السرائر^{۹۱} همابعت داشت - و بعد خانه نشینی اوقات را به طاعت و عبادت
معموری داشت تا آنکه نهم شهر ربیع الاول روز پنجشنبه سده اربع و تسعین و الف
(۱۰۹۴) در جوار رحمت آسود - و پائین مزار میرعبدالواحد مدفون گردید -

اما سید خیر الله بن دیوان سید بهیکه همراه پدر خود می بود سید بهیکه عبد الرحیم
نامی را متبینه گرفت و او را سرفوج ساخت - سید خیر الله را این معنی گران آمد -
و از پدر جدا گردید - و این قضیه یاد از قضیه اسامه بن زید مرضی الله تعالی
عنهما می دهد -

سید خیر الله در سرکار قبادخان عالمگیری و امراء دیگر نوکری می کرد تا آنکه
سید بهیکه و سائط بر اینگونه سید خیر الله را طلب فرمود و او فرمان پدر را امتثال نمود
و در جنگی به زخم تنگ جرعه شهادت چشید -

اما دیوان سید رحمت الله بن سید خیر الله دختر زاده سید لطف الله
بن سید حسن بن سید نوح بلگرامی است - ذکر سید حسن در دفتر فضلا گذشت

سید رحمت الله در خدمت جد بزرگوار تربیت یافت - و به نیابت او بسر انجام
خدمت می پرداخت - چون دیوان سید بهیکه را پیری دریانت سید رحمت الله

خیر الله

عرض کرد که حضرت حالا در خانه نشینند و من خدمت بجای آرم جد بزرگوار ملتئم
اورا قبول کرد۔

سید رحمت اللہ بحکومت جاجم و بلیسوارہ وغیرہ می پرداخت و در دنیا
وراستی دقیقہ از دقائق فرو نمی گذاشت۔ و مدبر و شجاع و صاحب عزم و عالی تہمت
بود و اکثر مواضع قلب را تسخیر کرد و سرکشان را مطیع و منتقاد ساخت۔ و از سرکار
خیراندیش خان عالمگیری و از سرکار عبدالصمد خان روشانی و امراء دیگر
نیز محالات فراوان داشت و با و اردو صادر سلوک پسندیدہ می کرد۔ و دست جوڈ
احسان کشادہ می داشت۔

سید حبیب اللہ

بعد رحلت جد بزرگوار بابر دار اعیانی خود سید حبیب اللہ جانب دکن بہ
اردوی خلد مکان رفت و پادشاہ را ملازمت کرد۔ روز ملازمت خلد مکان باشا
محمد اعظم شاہ فرمود کہ این خانہ زاد قدیم ماست و پدرش نلوہارا از قطاع الطرق
بہادرانہ بدست آورد۔ سید رحمت اللہ بہ منصب دو صدی و جاگیر از مال سانی پور
و سید حبیب اللہ بہ منصب صد و پنجاہی سہ افرازے یافت۔ بعد چندی سید
حبیب اللہ در دکن فوت شد۔ و سید رحمت اللہ بہ جاگیری کہ یافتہ بود
اکتفا نمودہ بوطن رسید۔ و برای تربیت برادرزادہ خود سید کرم اللہ بن سید
حبیب اللہ بہ سلیم پور رفتہ اقامت گزید۔ و تزویج سید حبیب اللہ با دختر
سید پیاری حسینی واسطی انامی شدہ بود و سید پیاری سید حبیب اللہ را
خانہ داماد ساخت۔ ازین جہت اولاد سید حبیب اللہ در انام می بود۔ انام
بروزن حُکام از توابع لکنواست و سلیم پور یکی از قرای انام است۔

آخر سید رحمت اللہ در سلیم پور سیزدہم شہر ربیع الآخر سنہ ثمانیہ عشر و ماتہ و
الف (۱۱۱۸) بہ رحمت حق پیوست۔ نعش اورا در بلگرام آوردہ بہ خاک سپردند۔

و در سرکار شاه شجاع بن شاهجهان بادشاه با عزت بسری بُرد و اورا تفضیفی است "کبت بچار" نام که در میان سخن سنجان متداول است و همه مذکور در اتنیا النکار در کبت بچار داخل است -

الحاصل چنتا من بعد استماع آن دخل مشتاق دیوان سید رحمت الله شد و به تقریب غسل در یای گنگ که از تحت جاجمومی گذر و با قبائل خود به جاجمور رسید - و دیوان را دریافت - دیوان لوازم مهمان نوازی نوعی که باید به غل آورد - چنتا من که نزد دیوان اقامت کرد - و به مناسبت موزونیت صحبت گیر افتاد - و کبتی در وزن "جهولنا چهند" در وصف شجاعت و جوان مردی سید رحمت الله نظم کرد - کبت این است -

"گب گنه سنگه جیون سل گل گاج من پر بل گج باج دل ساج و با بر"
 "بخت اک جلم گهن گهک دند بهن کی ترنگ که دهک بهو تل هلا یو"
 "بیرته کت هیه کنپ در جور سن سین کوسور چهون اور چهایو"
 "کبو پهل پائی تج ناه سناه به رحمت الله سرناه آیو"
 دیوان زری نقد و خلعت زرین سنگین صلاه کبت بخانه چنتا من فرستاد و بعض رسانید که می خواهم در حضور دالاقامت مباحات خود را به آئین خلعت آرایم - دیوان زبان به معذرت کشود که این لائق شما نیست - غائبانه قبول باید کرد - آخر چنتا من در حضور دیوان آمد - و سر مجلس کتب را خواند و خلعت پوشید و انعام برگرفت - کبت مذکور در نسخ "کبت بچار" بعد کبت مدح سلطان زین الدین محمد بن شاه شجاع ثبت است -

دیوان سید رحمت الله کتابی دارد "پورن رس" نام - این چند بیت دوما از آن کتاب کسوت تحریر می پوشد -

کاری سنکاری کری کھری سرس سکار
 لوٹن ہاری جگت کی لوٹن ہاری بار
 سوہت بینی پیٹھ پر جوینین پٹ کی بہائی
 لوٹ ناگن کنول دل انگ پرانگ لگائی
 مانگ سہاگ بہری الی بب پائی چہب چہائے
 سیام منون گھنسیام مین چیل لیک لکھائے
 بہونہ کمان سمان کی کت تکیت انکھائے
 کدھ من سوتن تور کی تہار و پیار و پائے
 آن بان کو کہت ہین نینن بان سمان
 دی لاگت سالت جو یہ دیکھت بیدہت پران
 ہوئی ترچہ ہی ترچہ ہی تکیو بہتو بہا منی بہیر
 چہب چتون چت مون کئی کا ڈہت بادہت پیر
 سندر مکہ چو کا حک ایمان گو برنی نہ
 آنند مندر مین جڑی میرا جڑیا مین
 کراچائی جہائی تہ دہاری سچ انھ بہائی
 منو چیلادوئی توک ہوئی گری بہوم پر آئی
 سو برن رنگ مہندی رچو چہلا جڑاؤ ساکھ
 ہاتھی دے ساکھی کیو موہن من آون لاکھ
 ادپان سندر نکھن کی من آوی نہین اور
 اندید ہواریند کی کلن بہین سر مور
 چہلا چہلی چہانگین بب چہب مل آگ ساکھ

مصرودا کر بن مصر ہر بنش کر از براہیہ معتبر بلکہ اہم است و در فنون ستار
و بہا کا مسلم خاص و عام۔ و علامہ مرحوم و را بہ ملازمت امیر الامرا سید حسین علی
خان رسانید و در سلک نہد ما نواب منسلک گردانید۔ دوہیہ در مرثیہ آبخناب نظم
کر دہ و بیان واقع بہ عالم اظہار آور دہ کہ سہ

”ہوا نہی او ہوسہ گاہی سو کینین سو سیل“

”جیسو احمد ند جگ ہوی گیو میر جلیل“

از غرائب اتفاقات آنکہ چون این دو سہ را عدد کر دہ شد بی زیادت و نقصا
تاریخ برآمد۔ رحلت آن جناب بیست و سوم ربیع الآخر سنہ ثمان و ثلثین و
مائۃ و الف (۱۱۳۸) واقع شد۔

از منظومات عالی ”سکھ نکھ“ در وزن بھروی ست۔ این چند گل ازان چمن چیدہ می شود سہ

النام پوتھی پر لکی ایضہ بھائی جیون جڑائی کوٹیکو بہال سہائی

کیس پاس کی پھانس پھانسو لوگ ایک سیام تم اویری الگ سنجوگ

پہلوار کی گھونگھٹ کی یاشین جات سمن باس بن چانین نہیں سہات

واکپول نزل تین دہ بن ہار پرت انت جھونٹھی کی مکھ چہار

داتل وکی پترن باڈ ہست جوت دت چیکون وکی ہست کوت

لکھ کوت واکریوان اتہہ اہرام ہوئی اتیت کرڈاری سیری سیام

سکھ نہ نہ جیو موری دہون کیا کہوئی کری لاک چہان پچھریو بہت تہائی ہوئی

نکھں جھلک مہندی سنگ بون دین چنیں لال تر جین ڈاک نوین

بہاد نا بہہ کی ترکو کہو نجات کڈل کلی لوموندی بہلویہ بات

بینی پیٹھ دو دل متو جو کین لانی چکی باتن من ہر لین

چگل جنگھ سومون اٹکو جاے انت باندہیت گنہی کہنیں لاسے

کنول سانجھ موندت نہیں کوس سکور و اچرن کو بندت انجل جور

و از منظومات والا است این چند دو پیر سے

پہلوانی جنگ میں سے سیخت لی لی باس
سو کھی رو کہہ پلاس کون رت بسنت کی آس
ربنی جہنی پیہ سنگ پاؤن روپ بھات
اب پر یتیم بچہری بھی پاؤن پک کی بہانت
تونا سا کی ڈاہ کی کیر لگی جیتہ کو کچ
رہر کہو ٹوٹ کر ہی دیت ہی چو کچ
پیاری تیری چرن کی کہون کہاں نو بھید
چہن بچہرت جا کی پری جھاوان چھاتی چھید

(۵) سید غلام نبی بلگرامی

ہمشیر زادہ میر عبد الجلیل بلگرامی - ترجمہ او در فصل اول جلوہ پیراست
و درین فصل نیز بہ اداسی نازک ہوش رہا

اگرچہ کلمش و قلم و سخن فارسی و ہندی نفاذ دارد۔ اما بہ تسخیر سواد اعظم ہندی
نوعی پرداختہ کہ سرکشان پای تحت سخن را یک تلم از اوج غرور انداختہ۔ الحق ہیچ
طوطی در ہندوستان بخوبی کلمش شکر افشانی ننمودہ۔ و ہیچ طاؤسی درین بوستان
بہ نیزگی فکرش بالی و پر نکشودہ۔ جو ہر تیغ ہند از نیزہ حظی بہ این حسن و انمودن جز
او کہ می داند۔ و چاشنی نمیشکر ہندی از قلم واسطی باین لطف متیاسافتن ہیچ او کہی
تواند۔

میرزا محمد امین چون قصائد عربی فقیر و اشعار ہندی میر شنید۔ حظی کرد۔ و این

قطعه در سلک نظم کشیده

درین زمانه که ارباب فضل کیاب است ز بلگرام و شخص اند در سخن اُستاد
یکی امام زمان سید غلام علی کسی به شعر عرب مثل او ندارد
وگر جهان هنر سید غلام نبی رساند فطرت او شعر میند را به مراد
نگاه دار الهی همیشه ایشان را بِمَدَّ سِلِّ عَرَبِيٍّ وَ إِلَهٍ إِلَّا مُحَمَّد
میرزا جاجانان مظفر دهلوی سَلَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فَنَ شَعْرَ مِندِی از میر غلام نبی
اخذ نمود-

از نتایج فکر او "سکینه نکهه" صد و هفتاد و هفت دوبا است که آن را "انگ
درین" نام گذاشته و دیگر "تایکا برن" که در شان هزار و صد و پنجاه و چهار هجری
تصنیف کرده و مطابق این سال دوبا در خاتمه کتاب درج نموده و "رس" پر بوده
نام مقرر ساخت معنیش آنکه ازین کتاب تسلی و خاطر جمع در بیان رس می شود-

مخفی نماند که نزد اهل هند مقرر است که تغیر و کیفیتی که در انسان از دیدن یا
شنیدن چیزی پیدا شود- و بعد از آن استغراق کامل دست و پد آن را "رس"
گویند و آن نه حالت است- و کتاب "نورس" که ملا ظهوری دیباچه آن نوشته
این معنی هم دارد- نو در هند نه را گویند- از آن نه حالت

اول- "سنگا رس" که عبارت از کیفیت کمال محبت است که مرد را از دیدن زن
یا شنیدن اوصاف او پیدا می شود و همچنین کیفیتی که زن را از دیدن مرد یا شنیدن
اوصاف او بهم می رسد-

دوم- "باس رس" که عبارت از کیفیت کمال ضحک است-

سوم- "کرن رس" که عبارت از کیفیت کمال غم است-

چهارم- "رود رس" که عبارت از کیفیت کمال تهود است-

پنجم- "بیرس" که عبارت از کیفیت کمال شجاعت و سخاوت و غیره است

ششم- "بهیمانک رس" که عبارت از کیفیت کمال خوف است

هفتم- "بهیتس رس" که عبارت از کیفیت کمال کراهت است

هشتم- "او بهت رس" که عبارت از کیفیت کمال تعجب است

نهم- "سانت رس" که عبارت از حالتی است که در آن حالت همه لذتها محو شود و

همه نیک و بد یکسان نماید- و اصل فناء این حالت ترک و تجرید است-

و درین کتاب اکثر مقامات را که از مصنفین پیشین کم کسی به تحقیق آن رسیده میرسد

و نازکی تمام آن مقامات را حل نموده مثلاً فرق در میان اقسام دهبیرا و کهندتا و

فرق در میان یچن بد کدلا و سوین دوت و فرق در میان گریا بد کدلا و بود کدلا-

و سبب جدا شدن انبه سبنوک و کهندا و کربا و ماننی از بهشت نایکا با وجود شریک

بودن این مجموع در او سنها بهید که مراد از اقسام حالات است خوب بیان کرده-

و دیگر مقامات که تفصیل آنها اطالت می خواهد بوجه احسن ضبط نموده- و در اینجا در اختراع

مضامین دقیق و خیالات نازک چه قدر قوت فکری صرف کرده- تمام نسخه از اول تا

آخر تمثیلات تام دارد- و مجموع کتاب انتخاب و سحر حلال واقع شده-

و سوای این دو کتاب کتب متفرق متضمن مضامین لطیف بسیار دارد و "سلین"

تخلص می کند- لین بمعنی محو است یعنی کسیکه در رس محو باشد-

درین مقام صد و بیست و پنج دوا از هر دو نسخه به مراعات ترتیبی که در کتاب است

انتخاب زده- و چند کبرت چیده ثبت می شود-

اول- از انک درین

:- منگلا چرن :-

سو پادت یا جگت مون سرس نیه کو بهاے

جون تن من تین تن لو بالن لٹھ بکے
:- جورا برن :-

چند کھی جورد چتی چت لینھون بہیچن
سیس اٹھایو ہی تھر سس کو پا پھو جان
:- ارن مانگ پانی جت برن :-

تین مانگ نہ ارن کن من جگت کون مار
است پھری پرتی دھری رکت پھری ترور
:- بہونہہ اینتھ برن :-

اینٹھن ہون او تر ت دھنگ یہ اجگت کی تان
جیون جیون اینٹھت بھو دھنگ تیون تیون جڈھت ندان
:- کرن مکھت برن :-

مکھت بھئی گھر کہوئی کی بیٹھی کانن جاے
اب گھر کہوئا اور کی کیجئی کہا او پاے
:- نتر برن :-

ترنگ دپٹھ آئین دھریں برنیں دل کے ساتھ
تیوری چکھ مکھ کی جگت کیو پھت سب لٹھ
:- کاجر برن :-

ری من ریت پختہ تہ نینن کی چیت
بلکہ کاجر خ کھائی کی جیہ اورن کی لیت
:- کاجر کورین برن :-

تہ کاجر کورین بڈھی کیہ پورن کب بچھ

لکھت کہنچن اچھ کین پچھ الکچھ پر پچھ
 :- نترن کی لال ڈوری برن :-
 انجن کی دورت نہیں لوین لال ترنگ
 کورن پک دورن لگت تور پورن کو رنگ
 :- ناسکا برن :-

چھاک چھاک توناک سون یہ پوچھت سب گانو
 کئی نواسن ناس کی لھو ناسکا نانو
 :- لنگن برن :-

تھک تھکن تھ پاس لئی پائی ناسکا ساتھ
 مار مرویو جگت تیوٹ ٹوٹ دولت ہاتھ
 :- پناری برن :-

للت پناری کلت یون لست ادھر سکمار
 منون ابی بہاست پریو چھہ انگری بہار
 :- ادھر برن :-

تیرس دتیا دوہن سس ایک روپ نجہ ٹھان
 بہور سانجھ کہہ ارئی بہئی ادھر تو آن
 :- مہندی برن :-

بارہ منگل راس کن سوئی سب من آئی
 ابھیہ دوہتھیرن دس نکھن مہندی بہئی بنائی
 :- سکمار تا برن :-

لگت بات تا کو کہان جا کو پچھم گات

نیک سانس کی چھوک میں پاس نہیں ٹھہرات
:- رومادل برن :-

اٹل اور روا سگھہ میں رومادل کی بھیکھہ
پرگھٹ دیکھٹی سانس کی آواگون میں ریکھہ
:- پیٹھ کی نال برن :-

نہیں پیاری پیٹھ تو کینھو دیٹھ بچار
وہسک گئی بہہ بہار تین بینی کی سکمار
:- کٹ برن :-

سنیٹ کٹ سچم نہت تکت نہ کیکھت نین
دیہہ مدہ یون جانی جیون رسنا میں بین
:- جنگھا برن :-

سیس جٹا دہرمون گہ کھڑی رہیں ایک پای
ایتی تپ کہ لی تیو ہین نہ جنگھہ سبھامی
:- پگ تل برن :-

لکھہ پگ تل کی مرولتا کب برنت سکچانہ
من تین آوت جیہہ لون مت چہالی پر جانہ
:- ٹکھہ برن :-

دوت وا اوت نکھن کی بہنی کون کب ایس
پای پرت چہت جاہ کو بہیو چند پیہ سیس
:- تترپ انگ برن :-

مکھہ سیس نہر کہہ چکور اورتن پانپ لکھہ میں

پگ پنگ دیکھت بھنور ہوت نین

دوم۔ از رس پر بودہ

—: پر میت بہاؤ:—

تو بہت تو ترینہ کو اچھو ہر ہیہ آئی
سرت سسل سیچت رہت پہل ہون کی جائی
—: سکیا:—

دہرت نہ چو کی نگ جی یاتین ارمین لائی
چہانہ پری پر پر کہہ کی جن تہ دہرم نسائی
—: الکرت جو بنا مکہ:—

یون بالا جو بن جہلک ار جن مین در سائی
جیون پر گنت من کو بچن بیہ پترن مین آئی
—: تو جو بنا مکہ:—

جیون بیہ نتھ باڑہت کلا جو بن سیس ادہکات
تیون ستانس تمر گہٹ چب وٹ پھیدت جات
—: پنخہ:—

اُست پین تو ارج از نکست جہلک سبھائی
اُکس نکس سب تین کی پری جین مین آئی
—: گیات جو بنا مکہ:—

سکھن کنت لون تہ نین کج تک بہس لجات
انوکل کلین چتی این ہلس رہ جات

— اکیات جو بنا مگد ہا:—

دادن باند ہی سانس میں ہو سکھن سون لائی
سو میرین بیہ تہور ہوئی بیہ میں اسی آئی
— نیو دہا مگد ہا:—

سکھن کہیں لال آہرن نیک نہ پھرت بام
من ہن من سچت ڈرت. ہرم لال کی نام
— بشریدھن نو دہا مگد ہا:—

ہنست ہنست رت بات لہ یون روئی کہہ تیہہ
دک دک جیون دامنی نا جہین برسی مینہ
— پنچھہ:—

تہہ اگیان ارگیان میں پریم نہ دیت جائی
جمن گنگ یہہ پائی کی رہی سرستی بہائی
— مگد ہا کی سرت آنت:—

یون میخت کو اوللا ابلن انگ بنائی
لی پہپ کی باس لون سانس نہ پائی جائی
— مدھیہا:—

پیہ تیہ پلن کیاٹ کٹ نر کہہ لیہہ درگ کور
کہلت پریم کی جوتین مندت نیم کی جور
— پنچھہ:—

رمین من پادت نہیں لاج پریت کو انت
دھون اورا پنچو پھرے جیون ببتیہ کو کنت

— مدھیہا انت کا ما:—

یون تہ نہین لاج مین لست کام کی بہائی
لیوسل مین نہہہ جیون اوپرہین درسائی
— مدہا کی پیرت:—

کان پرت مرگ لون پری مرچہ لن کی پران
کنٹھ ٹھنک نوپر چھنک دھن لئی جب تان
— مدھیہا کی پیرت:—

دست رن پیرت یون لاج دن میں چھاک
جیون رتہہ ہانکت سار تھی دھون لیک کون تاک
— پروڑا:—

جب بنتا برکھ راس مین رب جو بن چمکائی
دن تین پرت دیوس مدہ لاج سیت گھٹ جائی
— پروڑا کی سترانت:—

ڈہرک پری کہون اربسی نکھہ کچ سیس سہائی
ترن چھپیو منون کر سکھ دوتج نکس درسائی
— مدھیہا دھیرا:—

لکھت ہتی درگ کمل لئی چور بدن رب اور
اب اخھ ان چند ہست کر بو نین چکور
— مدھیہا دھیرا:—

بہی بد آئی تم رکھی میری ہت ٹھہرائے
ہاتھ پرت ہو اور کی پائین پرت مو آئے

-: مدھیا دھیرا دھیرا :-

کت بنولیت نہڑ کی یہہ پونچھت گہہ ہاتھ
دھن آنسو اکھن بوند لون جھری بات کی ساتھ
:-: پرور ہا دھیرا :-:

پاگ دھرن پیری کہری پیہ مکھہ پری نہہار
پہول جھری کرین دہری آنکھ بہری جھجھکار
پرور ہا دھیرا دھیرا

نین لال تک رس دری کچھونہ بولی بال
باہنہ گہت ہین لال ارہنی تورا رمال
:-: جیشٹھا کنشٹھا :-:

کن پچتر یہ کہیل بل دینھون تمہین سکھائی
موٹھ ماروا کی درگن موکھہ ماندت دہائی
:-: پرور ہا دھیرا :-:

ڈری گانٹھ جو بال ہیہ ہی نہ کیہون ناٹھ
پرگٹ بال مدہ گانٹھ لون بہئی گہت ہین ہاتھ
:-: اوڈا پر کیا :-:

نین اچل چل منج تو دوا و بدہ من رنج
نچ پت لاگت کچ ار اپت لاگت کہنج
:-: انور ہا پر کیا :-:

روکھی ہو جن باس لون چوری دیت جنائی
بنان جڈھن سرنیہ جو پڈھیوننیہ سرائی

بہ سہا مانیا:۔

مکت مال لکھ دھن کیویہ اجکت ہے نا نہ
گنگ تھاری اربسی شو میری ارمانہ
:انیہ سبھوک دکھتا:۔

تیری پاس پرکاس پر نیہ سباس بسائی
موکارن لیاٹی نہیں آئے آپ لگائی
:پریم کرتبا:۔

پیہ مورت میری سدا رکھین درگن بسائی
ڈریت گوری دیہہ یہہ مت سونری ہوئی جاٹی
:روپ کرتبا:۔

جو بن لہہ ان روپ ٹھنگ اوہت گت یہ کہین
آپ جگت کون مارکے ہتیا موسر دین
:ماننی:۔

دہرت ماننی درگن یون انسوا بند بسال
منون مانسر کنول تین جہرت مکت کی مال
:سوا دہین پتکا:۔

نرکہہ نرکہہ پرت دیوس نس تہ چکھہ پیہ مکھ اور
کل جان ال ہوت ہین سس انمان چکور
:انگنٹھا:۔

سکھی کہا جیہ ساج کی آج نہ آئی نا بھہ
گرہ بہولی کہگ لون پھری مومن سو جن مانھہ

:- کہنڈتا:-

پیہ تن مکہ مکہ لون دری تہ چکہ انسوا آئی
منون مدہ کر مکزند کون اگل کئی پھر کہا ئی
:- پیر لبد ہا:-

لکہ سنکیت سولون رہی یون تہ نار نوائی
منون بنی شیو کی کرئی سبل کام کون پائی
:- کلنڈھتہ:-

الی مان آہ کی دسی جہاریو ہر کر نیہ
یتو کرو دہ بس نان چہتو اب چہوٹ ہی دیہ
:- باسک سجیا:-

تہ سکہ سیج بچہائی یون رہی باٹ پیہ ہیر
کہیت بنائے کسان جیون رہت میخہ اوسیر
:- ابھارکا:-

ایسین کامن لاج نین پیہ بین اگلت جائی
جین سلتا کو سلل پون سامھین پائی
:- پنھ:-

انگ چھپاوت سرب سون چلی جات یون نار
کہولت بج چھٹا چنتی ڈہانیت گھٹا ہنار
پرو گھٹ تپکا

نس جگای پراتھ چہت پران مجوری ہال
انگ نگرین برہ یہہ ہیو نیو کتوال

—: کمکھت تیکا:—

پھلین پاکہ نہ آہو جو اسادہ کی مانس
پر تہمہ جڑ چیت باس لون نکسی پیہو سانس
—: کچھت تیکا:—

پیہ کی چلت بدیس کچھو کہہ نہہ سکی لجور
چرن انگوٹھا تین رہی داب پچھورا چہور

کر دی یہ جو چکنین ہرنت لائے سینہ
برہ اگن جو چھنک بین ہون چہت اب کیہ
—: کمکھت تیکا:—

ہراون سن پتہک مکہ اگن ہر کہہ سینہ
نکھتین سکھ لون بال کے ہٹی چکنین دینہ
—: کچھت تیکا:—

آوت لہہ گہنسیام کی آن دیس تین پات
چیلہ ہوئی چکن لگیونیہ نہی کو کات
—: آگت تیکا:—

سکھی پچرن سسر کی ہوئی لہلی ترنٹ
بیل روپ پر پہلت ہی لہہ بسنت سوکنت
—: اُتھا:—

کیہون اوکن انگ کو لکھین نہ ہت کی جور
پیہ مینک مکہ کی بہی رونی نین چکور

:- مدہما :-

پیہ سنگہ سنگہ رہت بکھہ بکھہ ہوئی جات
تہہ ورپن پرت بنت لون تیری گت درسات

:- ادہما :-

جیون جیون آدرسون للن پانپ دیت بنائی
تیون تیون بہامن مین لون کہن کہن انیھت جائی
:- پیت نایک :-

جب تین لالں رون کو کون لے آئے سنگ
تب تین شیو لون آپنی کر را کہی اردہنگ
:- انکول نایک :-

نئی بسن جب ہوں سجون تب پیہ بھرم لجا تھ
بن پر کہے دہن بچن کی ہیر سکت ہین نا تھ
:- وچھن نایک :-

ساگر دچھن دہن کی سم برنت ہین پرت
وہ ندین یہ تین سون ملت ایکہی ریت
:- سٹھ نایک :-

ہیر ہیر مکھہ پھیرکت تانت ہو نہ نہ ندان
بان بدہ کا ہوں نہین را کہی چڈھی کمان
:- دہر شٹ نایک :-

کا لہہ گیو ہی آپہین موہ سو ہین کہا ٹی
آج سیس جاوک لیٹن پھر لوٹ ہی پائی

:- اویٹ نایک :-

آئی وہ پانپ بھری رمنین آج انہان
جنہہ بوڈن نکس لکھین نکست بوڈب بران

:- بیسیک نایک :-

لال ادہر ہیرارون جنہہ سہرن تن ساتھ
دیجی کھہ دہن لیائے جو کجی تن دہن ہاتھ

:- روپ ماتی نایک :-

بار بار ہیرت کہا درپن مین چت لائی
نیک لکھونچ بدن سون رادہی بدن ملائی

:- پروکھت نایک :-

اگن روپ بن ری برہکت جارت ہی موہ
تیہ تن پانپ پامی کے بور مار ہون توہ

:- سہرورن درس :-

جب تین موہ سناٹی تون کہے کا نہہ کی بات
تب تین درگ مرگ لون چلی کانہین کون جات

:- سپن درس :-

جاگت چور جو پائی دور لاگے ساتھ
سپنین کوچت چور کیون آوی اپنین ہاتھ

:- چتر درس :-

چترہ چتوت چتریون رہی ایک ٹک جوئی
متر بلوکت را دری کہو کون گت ہوئی

—: سونٹکھ درس :-

جیون پیہ درگ لال بہنوت تہ بدن کل کے اور
تیون پیہ مکھ سس کی بہی تہ کی نین چکور
—: دوئی برن :-

کیچی سکھ گھنسیام ہون آج پون کی رنگ
انھ چپلا چکاسی ہون لیاے تھاری انگ
—: نایکا کی استت :-

کسک کسک پونچھت کھاجسک مسک انمان
کہسک جائے گی ٹھسک یزیک سسک سن کان
—: برہ نو بدن :-

کہا کہون واک دسا جب کہک بولت رات
پیوسنت ہین جیت ہی کہان سنت مرجات
—: بسنت رت برن :-

کہون لیاوت بکست کم کہون ڈلاوت پائی
کہون پچھاوت چاندنی مدہ رت داسی آئی
—: نربدہ بات برن :-

سرورمانھ انھامی ارباگ باگ برماے
مندمند آوت پون راج ہنس کی بہاے
—: پاک برن :-

کلیپ برچھ تین سرس تو باگ درمن کون جان
ساگر نکسو نکھن کون جل جنترن مس آن

گر یکیم رت برن

دھوپ چٹک کر چٹیک ار پہانسی یون چلائے
مارت دو پہر بچ تیر یہہ گر یکیم ٹھک آئے
— پنچھہ —

چھٹ نہ لی نل نیر جل دل سج چہت تین آئی
نرکھ نداگھ انیت کون چلیو بہان پین دہائی
— جل کیل —

ہر چھینٹ یون تین کر لہہ جل کیل انند
منون کمل پھون اور تین مکتن جھورت چند
— پیاوس رت برن —

پاوس میں سر لوک تین جگت ادبک سکھ جان
اند بدھو جا میں سدا چہت بھرت ہین آن
— پنچھہ —

جھول جھول تیر سکھت ہین گنگن چڈہی کی ریت
آج کالھہ مین آئی ہین سر نارن کون جیت
سرورت برن

چند بدن چمکای ار کنبجن درگ پیر کاے
سکل دھرا کون چہلت یہ سروا پھرا آے
— ہمیت رت برن —

ہیت سیت کی درن تین سکھ نہ او پر جائی
رہیو اگن کون پاسے کی دھوم بھوم مین چھائی

—: سسرات برزن:—

پرگت کہیت یاسسرمین روکہہ روکہہ کی پات
پچرن کون چت ہون دہرین سوکہہ جات ہی گات

—: لبلا ہاؤ:—

سیام بھیکہ سج کی گئی رادہی درپن دہام
بھویو بھیکہ جگت بھئی جت دیکھی تب سیام

—: بلاس ہاؤ:—

درگن جور انٹھلاے ار بھوہین کر بلسای
کامن پیہ پیہ گودین سود بہرت سے جای

—: للت ہاؤ:—

سکل بہو کھنن کون جدرپ تو چہب رہی سنگار
پنی کنھہ بدھ انھہ بہارٹی پیہ مین جیہی نار

—: پچمت ہاؤ:—

سیام لال ان تلک تو یہ رنگ کینون مال
سوتن کو رنگ سیام دی رنگیو سیام کو لال

—: بیوگ ہاؤ:—

بات ہوئی سودورتین دیجئی موہ سنائی
کاری باتن جن گہو لال جو نری آئی

—: کلکنچت ہاؤ:—

شوسرکی سس مین شوانک نج چھانہ بہرائی
ڈری جہکی روئی پھر ہنسی آپ کون پائی

—: بجھرم ہاؤ:—

بیندی ارن کپول دی لال دھوٹان بھال
ایجھ بدھ کنھ من ہرن یہہ چلی نویلی بال
—: بودھک ہاؤ:—

مانگ یجج دہر آنگری ڈھاپ نیل پت بہال
اروہ نساکن چھپت پیہ سین بتای بال
—: مدہ ہاؤ:—

روپ گرب جوین گرب مدن گرب کی جور
بال درگن مین مد بھرن آوت چلین ہلور
—: سو بھنا اداہرن:—

ایک سکھین کرلی چہرین ہنت چکورن دہای
ایک بہنور کی پھیر کون مارت چنور ڈلای
—: کانت اداہرن:—

مکرملتا لہہ کھٹی کمل مردلتا باس
تو توان کی من کی سبرن را کھٹی آس
دیسپت اداہرن

چند جہان بدہ مکھہ رچی تن چینا سو ٹھان
تا پراوب دہری کھری تو تور پوجی آن
دھیرت اداہرن

دیپ تھاری نیہ کو برت رہت ہیہ مانھہ
بات چہون دس کی سہی بھکت کیسھون نا نہ

:- آٹھ سانوک بہاؤ:-

پیہ تک تہک اوہ برن کہہ پلک سوید تین جہاے
ہوٹے برن کنپت گری تہہ انسوا دھراے

:- سنگار رس اداہرن:-

موہن مورت لال کی کامن دیکھ سو بہاے
رجھ چھکی موہی جکی تھکی رہی ٹک لای
سجھوگ سنگار اداہرن

لی رت سکھ پریت جیون رچی پریا اور میت
راونو پرن بین بھی ایک رسنان کی جیت
:- اتھ بیوگ مدہ سرتا نراگ:-

جاہ بات سن کے بھی تن من کی گت آن
ناکہ دکھائین کامنی کیون رھین مو پران
:- پوریانراگ مین درشتا نراگ:-

ہین شکیا مانہہ متھہ دیشھہ رٹی کون دار
مومن ماھن لی کٹی دیہہ وہی کون دار
کرمان اداہرن

پیہ درگ ارن چٹی بھی یہہ تہہ مکھ گت آئی
کمل ارنیا لکھ منون سس دت گھٹی بنائی
:- وان اپائی:-

پھٹی ہین نج گرن کنہ لال مالتی پھول
جھھ لھہ توہیہ کمل تین کڈھی مان ال تول

بھیدا پائی

روس اگن کی آنچ تین تون جن جاری ناہنہ
تھہ ترور دہیت نہین رہیت جا کی چھا نہہ
— پیر سنگ بدھیس اپائی —

کمت پران جورین کون تپوت ہین کرمان
تی سب چکئی ہونہ کی اگلی جنم ندان
— پیر یاس بیوک —

سوا مناو کون گئی برہن پہپ منگے
پرست پہپ ہشتم ہی تب شیو دی چڈھے
— کرنا بیوک —

سکہ ائی سنگ جنہ تچ گئی پیہ مم رچھا کاج
سوہ پران دکھ پائے کی چلیو چھت ہی آج
سندیس

پکڑ بانہ جن کر دئی برہ ستر کے ساتھ
کہیوری وانٹر سون ایسی کھیت ہاتھ
— پائی —

بتھا کتھا لکھ انت کی اپنین اپنین پیہ
پاتی دے ہین اور سب ہون دیہون یہہ جیہ

دیگر نایکا برنن بزبان ریختہ دروزن رباعی بستہ کہ این در رباعی از ان
— سکیا —

از بسکہ حیا دوست ہی وہ مایہ ناز اس طرح سون ہی اس کے سخن کا انداز

ہاتھن اٹھائی گٹ گریون پچکائے دواو ہنوں نچائے اتنیں ٹکائے کے
نیو بجائے جب بہائے سون دہرت پائی لاگت ہی گت آئی تیری پگ دوائے کے

(۶) سید برکت الدقدس سرہ

اسم سائی درفصل نقراو شعرا شیرازہ جمعیت این اجزا است
گاہی میل بہ شعر ہندی می نمود۔ و معانی عرفان را بہ زبان ہند ادا می فرمود۔
”پییم پرکاس“ نام رسالہ دارڈ شلمبر دواو کبت و بشنید و دہر پد وغیرہ کہ در مردم دائر
است پیچی تخلص می کرد قدسی از اشعارش ثبت می شود ۵

چکھ جوگی کنٹھا گرین ارن سیام اور سیت
آنسو بوند سمرن لیٹن درن بھیجا ہیت
پیمی ہندو ترک مین ہر رنگ رہو سماے
دیول اور سیت مون دیپ ایک ہین بہاے
انٹیاتن کی اپٹی من ٹیوا بھیو مور
سور جادے کر گیان سون بنی پیم کی دور
من پنچھی تن پنخرا پانپ بھرو امول
پیار و پور و کردیو توہیں توہیں نت بول
تم دیپک ہم ہین پٹنگ اجگت کھے سنائی
بن دیکھین نہیں رہ سکون دیکھین رہو نجائی
ہون چکئی واسندھ کی جہان نہ سورج چند
رات دیوس نہیں ہوت ہی نان دکھ ناخہ اند
من پارتن کی کہری دھیان گیان رس موی

برنبھ اگن سون پہونک دی نرمل کندن ہوی
 جہان پیت تہان برہ ہے جہان سکھ دکھ کر دیکھ
 جہان پھول تہان کانٹ ہی جہان درب تہان سیکھ
 جم جن بورا ہوئے تون دورت گھیرت آن
 ہم تو تب بین دی چوگی پران ناٹھ کو پران
 ہم کسان ہمت کھیت کے بوین دھیان کے دبان
 لونین گیان کے ناٹھ سون ہووی درس کھلہان
 نئی ریت یا پیت کی پھلین سب سکھ دیکھ
 پاچھین دکھ کے جیل مون داڑ کری تن کیجھ
 من بند ہو واکیس سون ڈھونڈ ہو کیٹو بار
 ہو لو کاری رہن کو تا کو کہا بچار
 ہت کینون سکھ جان کے پڑی دکھن کی بھیر
 کیا کیجی من ہووی گئی کڈوا کڈ ہتین پھیر
 یومنون بالعتب کون آنکھ موند من پیل
 سیکھو گرسون یہ جگت آنکھ مچون کھیں
 سیاہم ہو سانچ سون سر نہر آدمی کوی
 پریم جوت تابدن پر جگم جگم ہو
 تو نہیں تو نہیں جو چھوٹے ہو نہیں ہوے
 جہار بچھاوی کامری رہی اکیلا سوے
 رکت پان پکوان تن ہیو رسوین سار
 بیٹی برار ادوی سدا کرت جیو نار

میاموہ من مین بہری پیم پنٹھ کون جائے
 چلی بلائی حج کون نوی چوے کھائے
 ادوہ گئی آئی نہ ہر کریو نہ ہر چت چاؤ
 برہاتوہ اندہی مول ڈھول بجاء

(۷) میر عبد الواحد ذوقی بلگرامی

سابقہ فصل اول بیان نمودہ شد کہ اورا رسالہ ایست مسمی بہ "شکرستان خیال"
 در وصف انواع شیرینی درین رسالہ طوطی ناطقہ اش طرفہ شکر ریزی کردہ و اشعار
 ہندی را بہ زبان شیرین ادا نمودہ - از انجاست ۷

برنون و احد کون بدہ کٹن کی دت جوت
 رین اماوس جاہ لکھ پورن مانسی ہوت
 کئی بار پھر پھر کے رنسان پھر پھر کمات
 پھر پھرنے کی لگت ہی پھر پھرنے کی بات
 — بکیت —

میٹھی ہی پنت ہی سبھائی بہائی نینن کی جاکی رس چاکھی کو بسی لچات ہین
 پھیکلی او بھیمی سب کہائی کے کہا کہون ہیرا کی سی جوت دیکھی پھولے نہ سات ہین
 کھانڈ کی کبیلی مدہ ات ہین پیوت ہنس رنسان کی پیاری ہی اوٹھن بلات ہین
 ایسی سکار ہین ہی اولی بارون کاپلی کی دھیٹھ کی لکھین دیکھو ٹوتی نہوجات ہین

(۸) محمد عارف بلگرامی سلمہ اللہ تعالیٰ

جوان قابل صاحب فضائل است - ترجمہ او در فصل اول گذشت شعر

ہندی خوب سے گوید۔ و مضامین دلنشیں سے آرد۔ بر خے از ان درین جریو
درج می شود۔

از سکھ مکھ دو با

:- منکلا پجرن :-

بال بال کے بال کو بیوری بھید نہ پامی
سکھ مکھ تین بالن ہین کنگی لون نہ سمای
:- مینی برن :-

سدھیو متھ مین من لئی جگ کرت انیت
بینی تیری سیس مدہ کرت کو مینی ریت
:- مانگ برن :-

بھچھو ہیتو کے نان پچھو اندا بد بہچ سوے
مانگ بھیکھ جھلکت سوہیہ را کھی کلا جو کوے
:- انک سدھی جت :-

لال بیندلی جت انک لکھ آوت اپمان
پہن ست انک ینگ کے من دبو کہین پٹان
:- ستر برن :-

لکھ چکھ مین بہر بہا دام مانون لیکھک مین
چکھ پدیرکھ کرت ہت لک دینہی ہی این
:- انک :-

کنج تھکی لکھ چیلتا کورنگ چکی لکھ رنگ

مین جلی درگ پین لکھ چھب لکھ چھلی ترنگ
-: اکھ :-

بس پھیلٹ انکی لکھت من پاوت نہیں چین
کن پرکاش نج گن کرین برچھک راس توٹین
-: کرن برن :-

گنیا کیون کہہ سکت تہ ستماسیت پرکاس
جاکان پت کی کرت مکت ناک پیئ باس
-: ناسا برن :-

اچت ہے ایکی کمل ایک نال مین آئے
او بھت ناسا نال چت چکھ بب کمل کھائے
-: نتھ برن :-

تہ نتھ کی جھولن نہ کہہ لینہی من یون پای
مکتن ڈاریو ناک مین سنگ ہندورا آی
-: کرن مکت برن :-

مکت بھئی جدپ توڈ ناک باس تو آس
کانن کانن مین اجون تب ہت کرت نواس
-: لالری برن :-

نتھ موتن نج لالری راجت ہی اینھ مود
مکت رمت منون ناک پراند بدہوگھ گو د
-: ادہر برن :-

ادہرامی دہرہیت کنھ بال سدا دہرہمال

سینچو اوٹھن ناس مگ ادھر گاڈ مر نال
—: مسابرنن:—

لسامسات رس مسابسا پکولن سو بھ
دھنسا الی ال کل مین پھنسا سور بھ کی لو بھ
—: دسن برنن:—

لکھیت کچھو اتپات سوالی دسن ہی ناٹھ
بھان اودی ہون دیکھئی ٹکھت بال بدہ ماٹھ
—: دس برنن:—

دسن مکت کی ہوت ہی جھان ہنسن در سائی
بیج کھری دب جات ہی پھول جھری بھ جائی
—: مکھ جوت برنن:—

اٹک نہ اٹک مینگ کی او مرگ انکھو ناٹھ
تو مکھ دت لکھ رسن جردیو راک ہیہ ماٹھ
—: مکھ جوت برنن:—

مکھ دیپ وابدن کی اپان ہین سب ہین
جا مکھ جوتن ہوت ہی رجنی پت دت چہین
—: مکھ باس برنن:—

ڈاگر ڈاگر تو بگر کی گنجت مدھکر پیج
کینو تو مکھ باس نی ہون کچ بن کچ
—: تھو دہی برنن:—

تو ٹھوڈی سو بھا چتئی کیون نہ لال لچانہ

سکھان کیجی کون سراپان بوڈی جات
—: بکٹ برنن:—

ای رمی تیری لنک تین اکھ روپ سرات
جاتین سب پرکاس ہی وہی نہیں درسات
—: اکھ:—

کٹ اڈیٹھ کون ایٹھ لون پھیونٹھ بدھ سنگ
پرگٹ بھیو ہی بھیکہ دھر جگ امیک کوانگ
—: کام بھون برنن:—

تیری نابھ تر کوالی برنن کرت سکات
بدہ پنج میہ سکچت جهان اوپان جات لجات
—: چرن برنن:—

اھل کھل واچرن کی لہٹی نہ ستمنا این
جا پر ہنورن سون سدا بہرمت ہین جگتین
—: ایڈی برنن:—

تو ایڈن سکھان کی ہین اپان سب ہین
موڈہ بوڈھ جا برن ہوی اند بدھو پد لین
—: گات برنن:—

اپان کو او لاگت نہیں واتن اوپ انوپ
جات روپ سی گات لکھ جات روپ کو روپ
—: چھت برنن:—

چھب چھلکت منہ چھلکت تین من لاگت اپان

ہوت اودھی سس کی منون سمدل اولتھان
:- سکمار تا برن :-

کیون وہ بھوکن کنگ کی سجئی اٹک سکمار
نیٹھ نیٹھ مگ ڈگ دہرت نار مہادر بہار
:- سو بھا برن :-

بن جیور جیہ برہری تا تین بدھ پچار
ستواری ہتیار لون راکھی بھوکن ٹار
:- سکھ نکھ پورنتا :-

پرتم پنجو سکھ نکھ برن عارف نیٹ اجان
بدھ جن جان سدھاریو چھیمو بدھ ندان

از سکھ نکھ کبت

:- جورا برن :-

کید ہون بدہ بدہ بدان چھند بند کر باندھو گانٹھ سوہت اسیت ہے
کید ہون رس میپک کی للت نوین تا سندر ادوار پہل تا کو چھب دیت ہے
کید ہون کام نٹ کھری کندن جہری بین دہری نلین کوئی دان پران کو لیت ہے
کید ہون ہم سان پین بدن بیٹھو آسن کئی کید ہون تیرد جو رونیہ کو نکیت ہے
:- مینی برن :-

کید ہون رتن حسان ہین کے سکھا پی سوہی دمار ترن تھو جائے ادھک سکھ دینی ہے
کید ہون مین کیتن نکیت کے لینی سوہی کید ہون نب رسنا کے سچم سینی ہے
کید ہون کل پدم کے للت تا کے پرت سندر سو دیں سوہی ال ال سینی ہے

سکھان سو بیکھ آدرس کی سہاونی ہی کید ہون منوہنی کی موہنی سی مینی ہے
 —: نتر برن :-

کید ہون مین کیتن کی سرکی ہین اوبھی مین کید ہون پنج سرجو کی سرادوات ہین
 کید ہون پھلت ارن سر سچ تاین نیل کنج راکھی تا کی سو بھاسرات ہین
 کید ہون جوری بھوری کل کھنجن کی رخن ہی رسک ملند کید ہون دنپت بکھا ہین
 پنٹ ویلی ال ہلی میم سیلی کید ہون تیری سپہہ اچھہ میری چچھن سہات ہین
 —: مکھ برن :-

باسرن ہو ایتو اوت امل جوت واکونس ہی مین ادوکی لوک لوک ہے
 بہان مد مان یا سکے مہان سمان مان بہین دن واکون دن پردیہ سوک ہے
 پورن پرکاس سدا سدا کو نو اس دیکھو بہت دوکھت جاتین نت سوت کوک ہے
 یا کون نکلت نکلت لکھو ہی واکون نیروکھ چند بال چند سم کوک ہے
 —: ناسا برن :-

سکھان اکھنڈ سک تنڈن کی کھنڈن ہی منڈن مکھ منڈل کب ابھلاکھی ہے
 تل کو سمن تلوتول تن پادئی بنین توین کیتن کی چھین بدہ بہا کھی ہے
 سکھان امل مہاکو مل نوین ات روپ سر سرج کلی کی سب تا کھی ہے
 راجو پنج نیہ تین بدلاتیہ مکھ دیپ تا کی دت ہیت ناسا باقی سم را کھی ہے
 اروج برکا برن

کاندیکے کول کید ہون کام کیل کلا کر کوک دوی اسوک چت کھت بسیری ہین
 جو بن تنک ماتو مد کی ترک تنک ناکی کل کینھ کج بھیکھ جک تیری ہین
 کید ہون کاہوسدہ ہیکی سادھنان تین ہم لتا سو پھل بھی ہی تا کون بیکھ کب چتری ہین
 کاکا سروج ہین منوج مانسریکی کید ہون جب جوج سی اروج تہ تیری ہین

—: راجی برن —:

کید ہون منمتھ کیا نے من بس کر یکون جلدل پان پر منتر پانت ساجی ہے
کید ہون پیہ منکے منور تھ نین کج ڈاری کندکاری ات چھب چھاجی ہے
درپن اور پین کی تیب کوری کو جاتین نپک کمار چھب کوٹ کٹ ناجی ہے
گری پیہ راجی دیت سوتن کو باجی یتیری روم راجی بدھ ایسی بھہ ساجی ہے

—: جان برن —:

کری جوئی ارہین کر سا کر کری ہی دیکھ نپت اچنھا بھری رنجاکت چھاجی ہے
سندر سرت دنت سوہونت راجت ہی رچنا رچرچ کرن راجی ہے
ات ہین سروپ ڈاری روپ ہیکسی سانچی بانون کاریگر ٹین اچھی متھ سماجی ہے
سکھان ترلوک کی سکیل سوچ سوچ ات میری جان بدہ جان جان نیہ ساجی ہے

—: نو برن —:

روپ کو کیدار سم سندر اجرتا میں ترل کنگ کیسی لتا در سات ہے
کید ہون چھری کھری کلد ہوت کی نور ہی جا کے چھب مرچن کی چھتا چتر ہے
نوپر نوین نیلن کی نگن جلیوتا کو کر دیٹھ انیتھ اپمان سہات ہے
ہونرن کی پانت تامرس کے سمن پر سکھان سمو نہ سکھ سون اگہات ہے

—: پد برن —:

پدم نہار بار پناک پد کار بیٹھو باسر سرن واکون ہوت دن کر ہے
سانجھ مرجھائے جھوم جھکت ہی سوچ سوچ تلج بیہات کری پھیر سر پر ہے
کول اٹل مہات ہین سرنک لکھ اپمان بھکت بھی کری کاہ سر ہے
ایری پرت بنب تیری بدھیکو جیہ جان لینی ہی کمل اجون رمان منج کر ہے
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃُ کہ خامئہ خوشخرام بہ متہای این قلم در سید۔ وسیا حتے کہ

آغاز کرده بود به انجام رسانید۔ وہ اقتضای ترتیبی کہ درین تالیف اختیار افتاده ختم کتاب بر نظم ہندی دست بہم داده۔ چہ مضائقہ۔ بعض الفاظ ہندی جزو فرقان عظیم است و جواہر سلک کلام قدیم۔

شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ قولے در تفسیر "ورنثور" می گوید تحت قولہ تعالیٰ طوبیٰ لکم و حسن ما ب "اخرج ابن جریر و ابو الشیخ عن سعید بن مسروح قال طوبی اسم الجنة بالہندیة"

و نیز شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ در تفسیر آیہ کریمہ سندس خضض از شیدہ صاحب کتاب بریلان نقل می کند "السندس رقيق الديباج بالہندیة"

و نیز شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماید "اخرج ابو الشیخ عن جعفر بن محمد عن ابیہ رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ یا ارض ابلعی ماءک اشربی بلغة الهند" علما فصاحت اتفاق دارند کہ این آیہ افسح آیات قرآنی است و ابداع بینات آسمانی و وقوع لفظ ہندی در کلام مجید نظام خصوص درین آیہ بلند پایہ از عجائب است۔

ختم این کتاب در سنہ ست و ستین و مائتہ و الف (۱۱۶۶) بوقوع پیوست۔ و خامہ آرام طلب تاریخ ختم چنین نقش بست مولفہ

ہبذا نو نہال موزونے کردہ ام سبز در ریاض سخن
سال اتمام آن خرد پرسید گفت آزاد "ختم او احسن"
چشم از یاران و ادرس و عزیزان میجانفس آنکہ اگر گوشہ چشمی برین متاع
حقیر اندازند۔ و با وصف عدم لیاقت منظور نظر اتفاقات سازند مخلص را بہ ارمغان

۱۔ درنثور جلد راج صفحہ ۵۹ مطبوعہ مصر۔

۲۔ اتفاق صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ مصر ۱۳۴۹ھ جلد اول۔

۳۔ درنثور جلد ثالث صفحہ ۳۳۵۔

دعائے یاد آرند۔ و سبزه احسانے بر مزار خاکسار و گذارند۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
 عَلٰی سَيِّدِنَا خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِمْ نَهَايَاتِ الْاَوَّلَيْنِ وَ الْاٰخِرِ
 دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

در احصائہ اول میں مقدمہ مصنف کے ہیں۔ تمام و نحوہ اسباب درج ہیں جنہوں نے
جہاد رسالت کا صلہ دیا۔ اس کے بعد اس کے اثرات و اثرات پر مبنی ہو گیا۔ اس کے ضمن میں مسلمانوں کی
انسانی تاریخ اور مشرکین عرب کے مظالم کو تفصیل بیان کیا ہے جن کی افہام کے لئے مسلمان
لوگ ماننا چاہئے۔ اس کے بعد اشاعت اسلام کے واقعات بیان کئے ہیں۔ اسلام کی تعلیم
اصول و اصول پر مبنی نظر ڈالی ہے۔ اور وہاں ہی خصوصاً مسئلہ جہاد کے فلسفہ کو سمجھایا ہے۔
اور نتیجہ نکالا ہے کہ اسلام اصول انصاف اور قوانین فطرت کے مطابق ہے اس لئے
آسانی کے ساتھ لوگوں کے دل نشین اور دنیا میں مروج ہوا۔ یہ مقدمہ (۱۲۸) صفحات کا ہے۔

۲۱ احصائہ دوم۔ مقدمہ کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔ جس میں تمام غزوات کے
حالات درج ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ فقہ اور تاریخ کے ناقابل تردید حوالوں سے ثابت کر دیا ہے کہ لڑائی
اسلام کی تمام لڑائیاں دفاعی تھیں۔ اشاعت مذہب میں آپ نے کبھی جبر و اکراہ سے کام نہیں
لیا۔ اسیران جنگ کے متعلق یورپین مؤرخوں کی افراط و تفریط کی نقلی کھول دی ہے اور پورے
طور پر ثابت کر دیا ہے کہ حضرت نے اسیران جنگ کے ساتھ ہمیشہ نہایت رحمانہ و مہربانہ سلوک کیا۔
(۳۱) احصائہ سوم۔ میں تیسرے میں پہلے غیمہ میں ہندو جہاد کی صوفی۔ اسلامی و انگریزی قوائید
سے تحقیق کرنا، یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید میں یہ الفاظ بمعنی جنگ و جدل استعمال نہیں ہوئے۔
دوسرے غیمہ میں انگریزی غلام اور جرم بنانے کی تردید کی ہے تیسرے غیمہ میں ان آیات قرآن مجید کے حوالے
درج ہیں جن میں دہائی لڑائیوں کا ذکر وارد ہوا ہے۔ ان مباحث کے ذیل میں مصنف علامہ نے تاریخ
تفسیر و فقہ کے اثر و تاثر مل جل گئے ہیں مثلاً داخل عرب کے انسار و موطن کی تحقیق۔ جرم و جرم کی لغوی
تشریح جو تفسیر و تفسیر اور دوسرے ہادیوں کے نقل کی فرضی داستانیں۔ غزوہ خندق کے متعلق تفسیر
مسعودی کی تقریر پر بحث جنگ بدر کے اسباب۔ تعداد و جات غلامی و تفریق کے مباحث خاص طور پر پڑھنے
کے قابل ہیں۔ بیان۔ ماریہ قطب۔ اردنی بی زریب کے حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ غرض کہ یہ کتاب مسئلہ
جہاد اور اس کے متعلقانہ پر اس خوبی سے لکھی گئی ہے جس کی مثال نہیں مل سکتی۔

اس کتاب کے پبلشر مولانا عبداللہ خان صاحب کے نام سے علم دوست اصحاب بخون و اذق
ہیں جنہوں نے لکھنؤ "آزمائش الکرام" اور "عظیم الکرام" فی اس لقاء الاسلام" اور
تحقیق الجہاد جیسی رسالہ و مذہبی کتابیں شائع کر کے ملک قوم کی عظیم الشان علمی خدمت انجام
دی ہے۔ خان صاحب عوصوف نے اس کتاب تحقیق الجہاد کو بعض دیگر شائع کر کے اسلامی اثر پھر میں ایک

قابل قدر اضافہ کیا ہے۔

مولوی غلام حسنین صاحب پانی پتی کا نام نہایت ترجمہ کی خوبی و خوبی کے لحاظ سے قابل تحسین ہے۔
 انہوں نے جہاں نہایت عمدہ و دقیق نوٹ لکھے ہیں اور اس کے بے مثل ہونے کا مزہ و مستی کا
 یہ ہے کہ یہ ترجمہ و تفسیر شمس العلماء مولانا الطاف حسین صاحب پانی پتی کی نظر سے گزرا اور ان کی
 مرقم ہو گیا ہے۔ خود مولانا مولوی عبداللہ خاں صاحب نے بھی خاص طور پر نہایت توجہ و احترام
 اس کی تہذیب و ترتیب کی ہے۔ مختلف مروجہ انگریزی میں جو حوالے دئے گئے تھے خان صاحب نے
 صفحات بھی دیئے ہیں تاکہ تلاش کرنے والے کو آسانی ہو اور دوسرے حوالے تلاش کر کے

کروئے بلکہ مختلف کے بیان کو مزید تقویت و تائید ہو۔ انگریزی میں آیات قرآن کا فقط ترجمہ تھا۔ نہ
 اس اردو ترجمہ میں اصل و متن کو جمع کر دیا اور نصف کلام میں اصل آیت لکھ کر مقابل میں اس کا نصیر
 اردو ترجمہ لکھا ہے۔ انگریزی سے عربی کے اسماء و اعلام کے نقل ہونے میں جس قدر دشواریاں ہیں
 صرف علمی مذاق رکھنے والے سمجھ سکتے ہیں۔ خان صاحب نے نہایت قابلیت و محنت کے ساتھ سیکڑوں
 کتابوں کی مدد سے ان مشکلات کو بھی حل کیا عرض کر آپ نے اس کتاب کی تصحیح و تفسیر میں نہایت
 حق ریزی اور کامل تحقیق و تدقیق سے کام لیا ہے۔ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ آپ میں جو کام بڑی
 کے اقدار سے ہوتا ہے وہ انہوں نے تنہا انجام دیا۔ جس کے لئے وہ مبارک باد اور شکر تہ کے مستحق ہیں
 حقیقت یہ ہے کہ کتب خداداد اصفیہ کا ایسا عظیم الشان بے مثل اور نادر خزانہ کتب اگر موجود نہ ہوتا تو یہ
 ممکن نہ تھا۔ اب پبلک کو اس لاجواب کتاب کی خریداری کر کے قدر دان و امداد کرنی چاہیے
 مدد و مدد کو دوسرے مفید کتابوں کے شائع کرنے کا آئندہ حوصلہ ہو سکے۔ صرف مولوی چراغ علی صاحب
 کی بے مثل اور قابل قدر (۴۵) چھوٹی اور بڑی کتب رسائل قابل اشاعت موجود ہیں۔ اس کی
 شروع میں مولانا مولوی عبدالحق بی اے علیگ کا مختصر مگر دلچسپ و مفید مقدمہ شامل ہے۔ اس کے
 کتاب کے (۴۲) صفحات ہیں اور نہایت عمدہ سے مطبع رفاه عام لاہور میں چھپا۔ اس کی قابل قدر قیمت
 میں قیمت نہایت کم یعنی فقط (۵) ملاوہ محصول اک مقرر ہے اور کتب خداداد اصفیہ حیدر آباد
 عبداللہ خاں صاحب کے پتہ سے مل سکتی ہے۔

شمس اللہ خاں
 حیدر آباد

۵ شوال ۱۳۳۱ھ ہجری
 مطابق ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء

